گذشتہ دو دہائیوں کے دوران مسجدِ اقصیٰ کے خلاف رچی گئی سازشوں کی المناک داستان
مسجدِ اقصیٰ
صیہونی سازشوں کے نرغے میں
تالیف: مولانا سید احمد ومیض ندوی نقشبندی مدظلہ
مرتب: عبدالرحمٰن رضوان حسامی
زیر اہتمام: دار الفکر و القلم

مسجدِ اقصیٰ
صہیونی سازشوں کے نرغے میں

گذشتہ دو دہائیوں کے دوران مسجدِ اقصیٰ کے
خلاف رچی گئی سازشوں کی المناک داستان

تالیف

مولانا سید احمد ومیض ندوی نقشبندی مدظلہ
استاذ حدیث دار العلوم حیدرآباد

جمع وترتیب

مولوی عبد الرحمن رضوان حسامی

نام کتاب	مسجد اقصیٰ صہیونی سازشوں کے نرغے میں
مؤلف	مولانا سید احمد ومیض ندوی نقشبندی
	(استاذ حدیث دارالعلوم حیدرآباد) 09440371335
مرتب	مولوی عبدالرحمٰن رضوان حسامی 07893442015
سنِ اشاعت	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء
تعدادِ صفحات	122
تعدادِ اشاعت	-
قیمت	-
کمپوزنگ	محمد بشیر معروفی قاسمی (دارالعلوم حیدرآباد)
ناشر	دارالفکر والقلم، حیدرآباد

ملنے کے پتے

(۱) جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد، شیورام پلی، فون: 040-2401647

(۲) دکن ٹریڈرس، مغل پورہ و چارمینار، فون: 04024521777

(۳) مکتبہ سنابل، مغل پورہ، حیدرآباد، موبائل: 9347024207

میں مسجد اقصی ہوں!　　میں بیت المقدس ہوں!

مجھے زبان ملے تو میری فریاد عرش بریں تک جا پہنچے

ساز بن پاوں تو میری مغموم لے سن کر کائنات کی ہر تھرکتی شے چپ سادھ لے اور ساکت ہو جائے

لفظوں میں ڈھل سکوں تو میری مظلومیت کا بیان کچھ اس فصاحت و بلاغت سے

ہو کہ ادب کے سارے شہہ پارے رنجیدہ ہو کر میری فریاد کے آگے سر جھکا لیں

میں مسجد اقصی ہوں!　　میں بیت المقدس ہوں!

مجھے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حکم الہی کی تعمیل کرتے ہوئے عدم سے وجود کا روپ بخشا

میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہیبت اور ان کی سلطنت کی عظمت کا نشان ہیکل سلیمانی بنی

مجھے خداوند عالم نے حضرت عزیز علیہ السلام کو حیات و ممات کی گردش کا سبق سکھلانے کے لئے منتخب کیا

میں مسجد اقصی ہوں!　　میں بیت المقدس ہوں!

میں ایلیائے روم بنی، میں معراج مصطفی کی پہلی منزل ،قبلہ اول کی حیثیت سے معروف ہوئی

میرے دامن میں سیہ بختوں کو اپنے گناہوں کا راز چھپانے اور اپنی غلطیوں سے پاک ہونے کا موقع ملا

میں اعلی و ارفع مقام پر فائز، خداوند کی منتخب کردہ جلیل القدر جگہ ہوں

میں مسجد اقصی ہوں!　　میں بیت المقدس ہوں!

مجھے شاہ بابل نے مٹانے کے لئے مسمار کر ڈالا

مگر میں آج بھی دھرتی کے سینے پر پوری آن بان سے موجود ہوں

مجھے رومیوں نے گرایا مگر آج میں ہوں مگر روم کی تہذیب مٹ گئی

میں مسجد اقصی ہوں!　　میں بیت المقدس ہوں!

صلیبیوں نے نے مجھے پیروان محمد سے چھینا، مجھے مغلوب کرنے کی کوشش نئی تو نہیں ہے.

مجھے زیر کرنے کی سازش بہت سوں نے کی ہے آج پھر ایک بار صہیونیت مجھ پہ قبضے کے درپے ہے

میں مسجد اقصی ہوں!　　میں بیت المقدس ہوں!

میں منتظر ہوں کسی جانشین عمرؓ، کسی مثل فاروق کی
مجھے امید ہے کہ کوئی تو ہوگا جو صلاح الدین بن کر میری حرمت کی خاطر اٹھے گا
میں کسی ایوبی کی راہ تکتے ہوئے ساری امت کو پکار رہی ہوں

میں مسجد اقصیٰ ہوں! میں بیت المقدس ہوں!

کوئی تو کہے گا کہ لبیک القدس کوئی تو اٹھے گا اور با آواز بلند یہ نعرہ لگائے گا کہ "القدس لنا"
کاش کوئی مرد حر، کوئی مومن صادق جان جائے کہ اندھیری رات میں
امت کی خستہ حالی کا ماتم کرنے والی یہ میں مسجد اقصیٰ بیت المقدس ہوں

میں مسجد اقصیٰ ہوں! میں بیت المقدس ہوں!

(ایک عاشق اقصیٰ کے قلم سے)

کلام اقبالؒ سے۔۔۔۔۔۔۔!

دیدہ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

کون سی وادی میں ہے، کون سی منزل میں ہے
عشق بلا خیز کا قافلہ سخت جاں

ایک بار اور بھی یثرب سے فلسطیں میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

”میں سرزمین فلسطین کا ایک انچ بھی
یہودیوں کو نہیں دوں گا کیونکہ فلسطین میرا نہیں
پوری امت مسلمہ کا ہے اور امت نے اس سرزمین
کی حفاظت کے لئے خون بہایا ہے!“

سلطان عبدالحمید ثانیؒ
(خلافتِ عثمانیہ کا آخری بااختیار خلیفہ)

فہرست عناوین

مسجد اقصیٰ
اور اس سے متعلق عمارتوں کا تعارف

مسئلہ فلسطین اسلامی حل

مسئلۂ فلسطین اور ملتِ اسلامیہ کی ذمہ داری

مسجد اقصیٰ کے خلاف اسرائیلی جارحیت کی المناک داستان

قبلۂ اول کی آزادی

استنبول میں القدس انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد

القدس کے خلاف اسرائیلی جارحیت

ایک ہوں مسلم قدس کی پاسبانی کے لئے

مسجد اقصیٰ کی تقسیم کی صہیونی سازش

مسجد اقصیٰ کے صحن میں ہیکل سلیمانی کا دیوہیکل ماڈل

امت مسلمہ کی غیرت کو للکار رہا ہے

مسجد اقصیٰ کے خلاف جارحیت اور عرب قیادت کا ردعمل

بیت المقدس کو یہودیانے کا صہیونی منصوبہ نقطۂ عروج پر

مسجد اقصیٰ کی تعمیر ہیکل سلیمانی پر نہیں

مشہور یہودی ماہر آثار قدیمہ کا اعتراف

قبلۂ اول آواز دیتا ہے!

دیوارِ براق پر یہودی معبد کی تعمیر کی نئی سازش

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے خلاف بڑھتی شر انگیزیاں

مسجد اقصیٰ پر حملے ہر شریک کو 50 شیکل انعام کے ساتھ الٹرا آرتھوڈکس نوجوان کا خطاب

القدس کو ہڑپنے اسرائیل کے تعمیری منصوبے

مسجد اقصیٰ پر منڈلاتے صہیونی خطرات

قبلہ اول کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لئے کیمیکل کا استعمال

مسجد اقصیٰ کے خلاف صہیونی سازشوں کا سلسلہ بدستور جاری

اقصیٰ پر فضائی ریلوے ٹریک کا منصوبہ

کیا مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کا منصوبہ

خطرناک مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے؟

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے واقعات

صہیونیت ایک شیطانی جھوٹ

اسرائیل کا قیام توریت کی تعلیمات کے منافی

''صہیونیت عنقریب شکست سے دو چار ہو جائے گی''

صہیونی مملکت تورات کی تعلیمات کے خلاف

یہودی حاخام کا برملا اعلان

مسجد اقصیٰ کی بازیابی اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

کیا اسرائیل کی الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے......؟

کیا یہودی نسل ختم ہو جائے گی؟

مقدمہ

پروفیسر محسن عثمانی ندوی

مسجد اقصیٰ ان تین مسجدوں میں ہے جن کے لئے شد رحال کیا جاسکتا ہے اور جن میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اور جب نماز پڑھنے کا ثواب کئی گناہ زیادہ ہے تو اس کی حرمت کی حفاظت اور اس کے وجود کے دفاع ثواب کتنا زیادہ ہوگا۔

مولانا سید احمد ومیض ندوی صاحب قلم ہیں اور انہوں نے اپنے قلم سے مسجد اقصیٰ کے حالات بیان کئے ہیں اور امت کے ضمیر کو جگانے کی کوشش کی ہے اور بتایا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے ارد گرد یہودی حلقہ زن ہیں اور مسجد اقصیٰ ان کی سازشوں کا نشانہ ہے اور اور ارد گرد جو مسلم عرب ملک ہیں وہ لاپرواہ، عیش ونشاط میں مگن، ہوا وہوس کے اسیر، دنیا کی بڑی طاقتوں کے غلام اور غلامی پر نثار ہیں۔ حالات میں کوئی بڑی تبدیلی اس وقت نہیں ہوسکتی جب تک ان حکومتوں کی چولیں نہ ہلادی جائیں اور جب تک کوئی صلاح الدین ایوبی نہ اٹھے اور ان نااہل حکمرانوں کا گریبان نہ پکڑے جس طرح سلطان صلاح الدین ایوبی اپنے وقت میں فاطمی حکومت کا گریبان پکڑا تھا اور اقتدار سے بے دخل کردیا تھا اور معزول کردیا تھا۔ فاطمی حکومت نے صلیبی طاقتوں سے اندرونی تعلقات قائم کرلئے تھے اور آج ان عرب حکمرانوں نے اسرائیل سے اپنے تعلقات قائم کرلئے ہیں۔

یہ بات صاف صاف کیوں نہ کہہ دی جائے کہ اس دور میں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے میں سب سے بڑا ہاتھ آل سعود، آل نہیان اور آل صباح کا ہے اور مصر کے عبدالفتاح سیسی کے جرائم تو اتنے زیادہ ہیں کہ سات سمندروں کا پانی استعمال کیا جائے تو بھی اس کے دامن سے جرم کے دھبے نہیں دھل سکتے ہیں۔ آخر اب کس حکمراں سے امید کی جائے کہ وہ مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لئے کھڑا ہوگا، فوج میں اور مسلمانوں میں جہاد کی روح پھونک دے گا اور شہادت کا شوق پیدا کرے گا، اسلحہ سازی کے کارخانے قائم کرے گا، ملک میں صنعتی انقلاب لائے گا اور ایسے معیار کے ہتھیار بنائے گا کہ دنیا کی بڑی طاقتیں اور اسرائیل کے دل خوف سے کانپنے لگیں گے جو ترهبون به عدو الله وعدوكم پر عمل کرکے دکھائے گا اور جب تک مسجد اقصیٰ کو دوبارہ حاصل نہیں کرلے گا اور فلسطین سے اسرائیل کو بے دخل نہیں کردے گا چین کی ایک سانس نہیں لے گا۔ یہ کام عرب حکمرانوں کی ذمہ داری ہے اور یہ علماء دین کی ذمہ داری ہے کہ حکمرانوں کو متوجہ کریں اور متوجہ نہ ہوں تو زبان وقلم سے ان کی سرزنش اور تادیب کریں۔ مسلمانوں کی جو حکومت

قبلہ اول سے بے پروا ہوا سے حکومت کرنے کا حق نہیں اور ایسے حکمرانوں کو قصیدوں سے سرفراز کرنا جائز نہیں، کیوں کہ یہی حکمراں ہیں جو دنیا میں مسلمانوں کی شکست وریخت اور زوال کے ذمہ دار ہیں۔ اگر چہ ان کے سروں پر بال ہما کا تاج ہے لیکن وہ تمام ضرورت کی چیزوں کے لئے کاسہ گدائی لے کر دنیا کے ملکوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں اور دریوزہ گری کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ حکمراں اچھے ہیں، باشعور ہیں، حکمرانی کی صلاحیت رکھتے ہیں، اس کا پیمانہ یہ نہیں ہے کہ انہوں نے بہت سے ملکوں میں مسجدیں بنوائی ہیں اور مدرسوں کی مالی مدد کی ہے، معیار یہ ہے کہ دنیا میں انہوں نے مسلمانوں کی عزت گم گشتہ اور عظمت رفتہ کی بحالی کے لئے کیا کیا ہے۔

مجھ سے مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی گئی تھی، میں نے اسے کار ثواب سمجھ کر قبول کیا ہے۔ مولانا سید احمد ومیض ندوی ایک مستند عالم دین اور معتبر صاحب قلم ہیں۔ مسجد اقصیٰ کی واگذاری کی کوشش کا میدان بہت وسیع ہے اور اس میں زبان وقلم سے جہاد بھی شامل ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول کرے۔ صرف نثر میں نہیں بلکہ شعر وسخن کے میدان میں بھی اصحاب قلم نے زخم نمائی اور اشک فشانی کی ہے۔ میں مقدمہ کتاب میں جناب نعیم صدیقی کی طویل نظم کا صرف ایک حصہ یعنی تلخیص پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ کتاب کے قارئین کے دل میں مسجد اقصیٰ کے سلسلہ میں وہی جذبات پیدا ہوں جنہوں نے شاعر کے دل میں غم اور الم، اضطراب والتہاب کی کیفیت پیدا کردی ہے اور لطف چمن اور کیف ونشاط کو چھین لیا ہے۔ فلسطین پر بہت سے شعراء نے اشعار کہے ہیں، اقبال سے لے کر فیض احمد فیض تک بہت سے شعراء نے فلسطین کو موضوع بنایا ہے، لیکن دل بیتاب اور چشم پر آب کی جو کیفیت نعیم صدیقی کی نظم میں ہے جس کا عنوان " یروشلم یروشلم " ہے وہ کسی اور کے اشعار میں نہیں ہے۔ اس موضوع پر اس سے زیادہ موثر اور طاقتور نظم اردو میں نہیں لکھی گئی ہے۔ اس طرح سے مولانا سید احمد ومیض ندوی صاحب کی نثری کتاب کا مقدمہ اب نثری بھی ہوگیا ہے اور منظوم بھی، اور مقدمہ نگار ایک کم سواد بھی ہے اور ایک ادیب، مصنف اور شاعر مرحوم بھی۔

یروشلم، یروشلم

لہو اُگل رہا ہے آج ، میرا پُرفسوں قلم
شکستِ آرزو کا کیا ، فسانہ ہوسکے رقم
خیال پُرزے پُرزے ہیں ، کروں میں کس طرح بہم
--- یروشلم، یروشلم!

یروشلم ، یروشلم ، تو اک حریمِ محترم
ترے ہی سنگِ در پہ آج منہ کے بل گرے ہیں ہم
تجھے دیا ہے ہاتھ سے ، بہ زخمِ دل بہ چشمِ نم
--- یروشلم، یروشلم!

جہاں کی ساری راحتیں ، سپردِ سیلِ نار کیں
کئی ہزار میتیں ، گلی گلی نثار کیں
ترے وقار کے لئے ، لہو دیا قدم قدم
--- یروشلم، یروشلم!

یہیں سے ہو کے عرش کو ، سواریٔ نبیؐ گئی
ابھی تک اِن فضاؤں میں ، ہے اک مہک بسی ہوئی
یہاں کی خاک پر ٹکے ، براقِ نور کے قدم
--- یروشلم، یروشلم!

نمازِ بے مثال یاں ، وہ کی گئی ہے اک ادا
بہ اقتدائے مصطفیٰؐ ، حبیبِ خاصِ کبریا
کھڑے تھے اک قطار میں ملا کے انبیاء قدم
--- یروشلم، یروشلم!

تسلط یہود یاں ، رہے؟ نہیں ، کبھی نہیں
یہ ظلم ایسا ظلم ہے کہ جس کی تاب ہی نہیں
میں دیکھتا ہوں آج پھر "صلاحِ دین" کا علم
--- یروشلم، یروشلم!

بہ راہِ داستانِ دل ، مہیب حادثوں کے موڑ

صدارتوں کی سازشیں ، سفارتوں کے جوڑ توڑ
مثالِ زُلفِ یار ہیں ، سیاستوں کے پیچ وخم
--- یروشلم، یروشلم!

ہمارے ارد گرد ہیں ، شکاریانِ حلقہ زن
اُدھر بھی دامِ مکر وفن ، اِدھر بھی دامِ مکر وفن
اُدھر سے ناوکِ ستم ، اِدھر سے ناوکِ ستم
--- یروشلم، یروشلم!

مؤحدینِ کعبہ کی صفیں پھٹی پھٹی ہوئی
محبتوں کی ڈوریاں سبھی کٹی کٹی ہوئی
کلیسیا ، کنشت ، دیر ، صومعہ ، سبھی بہم
--- یروشلم، یروشلم!

عرب کے پیارے بھائیو ، نگہ کی باگ موڑ دو
بتانِ شرق وغرب کے ، تمام سحر توڑ دو
فریب'' دینِ زر گراں ،،طلسم'' مذہب شکم' '
--- یروشلم، یروشلم!

قائیوں کے فیض سے ، ہے ایشیائے مغربی
طویل اور عریض اک ، دکانِ لحم آدمی
تمام ریگ زار میں رواں ہے ایک سیلِ دَم
--- یروشلم، یروشلم!

مرے دیارِ پاک میں ، قلوب سے اٹھا دھواں
جکارتا سے انقرہ ، فضائیں ہیں فغاں فغاں
دریدہ تن ہوا عرب ، تپیدہ جان ہوا عجم
--- یروشلم، یروشلم!

اگر خدا نصیر ہو ، اگر خودی میں خم نہیں
ہماری راہِ شوق میں ہزار غم ہوں ، غم نہیں
ہیں خارِ رہ رفیقِ رہ ! ہمارے سنگِ میل غم
---یروشلم ، یروشلم !

متاعِ شوق اور کیا ، بس ایک نامِ مصطفیٰؐ
شعورِ حق ، جنونِ دین ، دلِ غمیں ، لبِ دعا ،
ہمارے پاس اور کیا ! نہ تاجِ کَے ، نہ جامِ جم
---یروشلم ، یروشلم !

پھر ایک بار آئیں گے ، یہ جاں نثار آئیں گے
اجل کے دوش پر سوار ، شہسوار آئیں گے
بہ صد وقار آئیں گے ، ترے وقار کی قسم !
---یروشلم ، یروشلم !

☆☆☆

عرض مرتب

حضرت الاستاذ مولانا سید احمد ومیض ندوی صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، ان کے مضامین اور خطابات سے ایک عالم مستفید ہورہا ہے، اللہ تعالی نے جہاں انھیں جوہر خطابت سے نوازا ہے وہیں قسام ازل نے انھیں سیال قلم بھی عطا فرمایا ہے، وہ جہاں ٹھوس صلاحیتوں کے حامل استاذ حدیث ہیں وہیں ایک باکمال مربی اور مصلح بھی ہیں، وہ میدان خطابت کے شہسوار بھی ہیں اور ایک کہنہ مشق قلم کار بھی، ان کے علمی دعوتی واصلاحی مضامین نہایت شوق سے پڑھے جاتے ہیں، ملک کا شاید ہی کوئی معتبر اخبار یا مجلہ ہوگا جس میں مولانا کے مضامین شائع نہ ہوتے ہوں، مولانا کے قارئین کا حلقہ کافی وسیع ہے۔

گزشتہ دو دہائیوں کے دوران مولانا نے مختلف علمی وفکری موضوعات پر سیکڑوں مضامین تحریر فرمائے جو روزنامہ منصف سیاست اور سہ روزہ دعوت کے علاوہ ملک کے متعدد اخبارات ورسائل میں شائع ہوتے رہے، اس عرصہ میں مولانا نے اپنے کالموں میں جن موضوعات پر خوب خامہ فرسائی فرمائی ہے ان میں ایک القدس اور قبلہ اول کا مسئلہ بھی تھا، گزشتہ دو دہائیوں کے دوران وقفہ وقفہ سے قبلہ مسجد اقصی کے خلاف صہیونیوں کی جانب سے مختلف سازشیں رچی جاتی رہیں، اس ربع صدی کے دوران جب جب قبلہ اول کے خلاف سازشیں رچی گئیں مولانا محترم نے اپنے قلم کے ذریعہ ان سازشوں کا پردہ فاش کرتے رہے، اس طرح مسجد اقصی کے خلاف صہیونی سازشوں سے متعلق مضامین کا خاصا ذخیرہ جمع ہوگیا، عاجز راقم السطور کی خواہش تھی کہ ان قیمتی مضامین کو خاص ترتیب دے کر انھیں کتابی شکل دی جائے۔

زیر نظر مجموعۂ مضامین اسی خواہش کی تکمیل ہے، ان مضامین میں جہاں مسجد اقصی کے خلاف صہیونی سازشوں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے وہیں اس میں اختصار کے ساتھ قبلہ اول کی تارخ بھی آگئی ہے، نیز صہیونی سازشوں کے تناظر میں امت مسلمہ پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے، اس طرح زیر نظر مجموعہ مسجد اقصی کے موضوع پر مستقل کتاب کی شکل اختیار کرگیا ہے، ایک ایسے وقت جبکہ قبلہ اول کے خلاف صہیونی سازشیں آخری مرحلے میں داخل ہوتی نظر آرہی ہیں امت مسلمہ کو ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے، مسجد اقصی کی بازیابی ساری دنیا کی مسلم امہ پر بہت بڑا قرض ہے، علم وعمل سے

عاری موجودہ مسلم قوم کو اقصی کی بازیابی کے لیے اسی فارمولے کو اپنانا ہوگا جو فارمولہ صلاح الدین ایوبی نے اپنایا تھا، زیر نظر مجموعہ میں اس فارمولے کی خوب وضاحت کی گئی ہے، ہمیں امید ہے کہ حضرت الاستاذ کی یہ کتاب بھی ان کی دیگر کتابوں کی طرح قبول عام حاصل کرے گی۔

والسلام
عبدالرحمٰن رضوان حسامی

مسجد اقصیٰ
اور اس سے متعلق عمارتوں کا تعارف

عام مسلمان ہوں کہ اہل علم سب کی نگاہوں سے قبلہ اول کی شناخت مٹتی جارہی ہے، بہت سے لوگ سنہری گنبد ہی کو قبلہ اول سمجھ بیٹھے ہیں۔ایک بڑی تعداد ان مسلمانوں کی ہے جنھیں مسجد اقصیٰ اور اس سے ملحقہ مقدس مقامات کا قطعی علم نہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو مسجد اقصیٰ اور القدس میں پائے جانے والے مقدس مقامات سے روشناس کرائیں، ذیل میں کتاب" اقصیٰ کے آنسو "اور دیگر کتابوں سے تلخیص کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ اور اس سے ملحقہ عمارتوں اور مقدس مقامات کا تعارف پیش کیا جارہا ہے؛ تا کہ قارئین تفصیلات سے واقف ہوسکیں۔

حدود حرم میں واقع مسجد کا ہال

اس ہال کا طول ۶۰۰ گز اور عرض ۷۰۰ گز ہے،اس ہال اور برآمدہ کی تعمیر نہایت خوبصورت پر تکلف اور شاندار ہے، چھت جن ستونوں پر کھڑی ہے یہ اعلیٰ قسم کے سنگ مرمر کے ہیں اور ان کے درمیان کی محرابوں اور مسجد کے گنبد کے اندرونی حصے پر نہایت عمدہ نقش ونگار اور طلائی کام کیا گیا ہے۔

فصیل مسجد اقصیٰ

مسجد کے گرد مضبوط فصیل ہے، جو ۱۶۰۰ میٹر لمبی پتھر کی دیوار کی شکل میں ہے، مؤرخین کا اتفاق ہے کہ مسجد اقصیٰ کی روزِ اول سے جو حدود تھیں آج بھی وہ اپنی حدود پر قائم ہے، ان میں کمی بیشی نہیں ہوئی ، مسجد اقصیٰ کا اطلاق اس پورے قطعہ پر ہوتا ہے جس کے گرد یہ فصیل موجود ہے لیکن کبھی اس خاص حصہ کو بھی مسجد اقصیٰ کہہ دیتے ہیں جو اس چار دیواری کے اندر نماز کے لئے مخصوص ہے۔

مسجد اقصیٰ القدس قدیمی شہر کے جنوب مشرقی طرف ایک نہایت وسیع رقبہ (جو تقریباً ۵ ۳/۱ ایکڑ پر مشتمل ہے) پر مشتمل احاطہ ہے ، اس احاطہ کے گرد ایک مستطیل شکل کی پر شکوہ فصیل پائی جاتی ہے، مسجد کے احاطہ کی وسعت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس کا رقبہ ۱۴۴ دونم (ایک دونم ۱۰۰۰ مربع ہے) اس احاطہ میں گنبد صخرہ اور مسجد اقصیٰ پائی جاتی ہے جس کو الجامع القبلی یعنی قبلہ والی مسجد یا قبلہ طرف والی مسجد بھی کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ متعدد تاریخی آثار ونشانات ہیں جن کی کل تعداد دو صد تک پہونچتی ہے۔

مسجد اقصیٰ کا یہ پورا احاطہ شہر کے جس حصے میں واقع ہے وہ ایک ٹیلہ نما جگہ ہے، اس ٹیلہ کا تاریخی نام موریا ہے۔ صخرہ مشرفہ اس احاطہ کی سب سے بلند جگہ ہے اور مسجد اقصیٰ کے اس احاطہ میں قلب کی حیثیت رکھتی ہے، مسجد کا یہ احاطہ قدیمی شہر کا چھٹا حصہ بنتا ہے، مسجد اقصیٰ کی بابت خاص بات یہ ہے کہ اس مسجد کی حدود آج بھی وہی ہیں ، جہاں جائے نماز کے طور پر پہلے دن اس کی تعمیر ہوئی تھی۔ یعنی جس طرح مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع بار بار ہوتی رہی ہے اور اس باعث ان دونوں مسجدوں کی حدود متعدد بار تبدیل ہوئیں، مسجد اقصیٰ کی حدود میں آج تک تبدیلی نہیں آئی۔ (مسجد اقصیٰ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا مسئلہ، ص: ۱۰)

دروازے

فصیل میں سے اندر داخل ہونے کے چودہ دروازے ہیں، ان میں سے دس دروازے آج بھی زیر استعمال ہیں جبکہ چار دروازے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے حفاظتی نقطۂ نظر کے تحت بند کرا دئے تھے، چند دروازوں کے نام یہ ہیں: باب رحمت، باب حطہ، باب فیصل، باب غوانمہ، باب ناظر، باب حدید، باب قطانین، باب سلسلہ اور باب مغاربہ، مسجد کے آخر میں کشادہ برآمدہ ہے، ہر برآمدے میں سات دروازے ہیں، اس کے آگے وسیع صحن ہے جس میں مختلف چھوٹی چھوٹی عمارتیں ہیں جن میں یادگار کے طور پر تعمیر کے گئے قبے، چبوترے، اذان کے مینارے، پانی کی سبیلیں ،کنویں، مدرسے اور محرابی دروازے ہیں۔

دیوار براق

یہ حرم کے جنوب مغرب میں ہے ،اس کی لمبائی ۴۷ میٹر اور بلندی ۱۷ میٹر ہے، روایات میں ہے کہ حضورؐ نے معراج کی رات یہاں اپنی سواری کو باندھا تھا، اس مناسبت سے اسے دیوار براق کہتے ہیں، یہاں مسلمانوں نے حرم کی فصیل کے ساتھ مسجد براق کے نام سے ایک مسجد بھی تعمیر کی تھی، اس کے ساتھ خانقاہ اور وقف جائدادیں بھی تھیں، یہودیوں نے یہاں غاصبانہ قبضہ کر کے مکانات گرانے کے ساتھ مسجد بھی منہدم کر دی اور وسیع ہموار احاطہ کو اپنی عبادت کے لئے مخصوص کر دیا، وہ اس دیوار کو ہیکل سلیمانی کا باقی ماندہ حصہ سمجھتے ہیں اور یہاں آ کر روتے دھوتے اور دیوار کے درازوں میں درخواستیں لکھ لکھ کر رکھتے ہیں۔ اس دیوار کو انہوں نے دیوار گریہ کا نام دے رکھا ہے اور اس پر ملکیت کا دعویٰ جتاتے ہیں، ان کے اس احمقانہ اور بے بنیاد دعوے کی وجہ سے فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ ۱۹۲۹ء میں ان کی اس وقت زبردست جھڑپ ہوئی تھی جب یہاں صہیونی جھنڈا لگانے اور مذہبی رسوم ادا کرنے کی وجہ سے مسلمانوں میں اشتعال پھیلا، مسلمانوں نے ان کی یہاں رکھی ہوئی میز کرسیاں اور دیوار میں اڑس گئی پرچیاں نکال کر پھاڑیں، اس وقت ایک کمیشن بھی بنا تھا جو تحقیق کے بعد ۱۹۳۰ء میں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوا کہ یہ دیوار اور اس کے اردگرد کی جگہ مسلمانوں کی ملکیت ہے۔

سنہرا گنبد

یہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں مسجد کے ہال سے ۵۰۰ میٹر کے فاصلے پر ایک اونچے چبوترے پر قائم ہے، اس کو قبۃ الصخرہ بھی کہتے ہیں، گنبد صخرہ حرم قدسی کی زمین سے ۳۰ میٹر بلند ہے، قبہ کے معنی گنبد اور صخرہ کے معنی کے چٹان کے ہیں، یہ قبہ صحن حرم میں کسی قدر اونچی جگہ پر موجود ایک قدرتی چٹان پر تعمیر کیا گیا ہے، اس لئے اسے قبۃ الصخرہ یعنی چٹان کا گنبد کہتے ہیں، یہ عمارت مثمن الاضلاع (آٹھ پہلوؤں والی) ہے، اس کا ہر پہلو ۶۶ فٹ طویل ہے، اندرونی قطر ۱۹۲ فٹ اور قبے کے قاعدے کا قطر ۶۶ فٹ ہے، یہ قبہ ۹۹ فٹ بلند اور لکڑی کا بنا ہوا ہے جس پر باہر کی طرف سونے کا رنگ چڑھا ہوا پیتل اور سیسہ لگایا گیا ہے اور اندر کی طرف سے گچ کا استر کیا گیا ہے جس میں خوبصورت سنہرے کام اور پر تکلف آرائش وزیبائش کی گئی ہے، اس کی تعمیر کا آغاز ۶۶ھ مطابق ۶۸۵ء میں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے کیا اور تکمیل اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کے ہاتھوں ۷۲ھ مطابق ۶۹۱ء میں ہوئی۔ موجودہ عمارت ترکی سلاطین سلطان عبدالحمید اور سلطان عبدالعزیز کے عہد کی مرمت کردہ ہے۔ چنانچہ دیواروں کی مٹیا کاری خوبصورت رنگیں شیشوں کی ۳۸ کھڑکیاں اور انداز تزئین سب مخصوص ترکی طرز کا ہے، عمارت کے باہر چاروں طرف خوبصورت پتھروں پر سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ یسین کی آیات خط طغرا میں دلفریب انداز میں تحریر کی گئی ہیں، یہ آیات سلطان عبدالحمید نے تحریر کروائی تھیں، کھڑکیوں کی بناوٹ میں اعلیٰ درجہ کی حسن ترتیب اور بہترین جالی دار کام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

یہ قبہ ایک اونچے چبوترے پر ہے جس تک پہونچنے کے لئے سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں، ان سیڑھیوں کے اختتام پر محرابی دروازے ہیں جن سے ایک وسیع چبوترے کی ابتداء ہوتی ہے، اس چبوترے کے بیچوں بیچ یہ خوبصورت قبہ قائم ہے، قبے میں اندر کی طرف ستون کی دو قطاریں ہیں، پہلی قطار چٹان کے ارد گرد ہے اس میں چار نہایت ضخیم اور چوڑے اور بارہ گول چھوٹے ستون ہیں، دوسری قطار ذرا فاصلے پر ہے اس میں آٹھ بڑے اور سولہ چھوٹے ستون ہیں، اس طرح اندرونی حصہ تین حصوں میں منقسم ہوگیا ہے، پہلے میں چٹان رکھی ہے جبکہ درمیان کا حصہ ستونوں سے گھرا ہے اور تیسرا حصہ دروازے سے متصل ہے، آج کل دروازے کے ساتھ متصل حصے میں سبز اور درمیان والے حصہ میں سرخ قالین بچھی ہے، مسلمان یہاں بیٹھ کر تلاوت کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

یہ قبہ جس قدرتی چٹان پر قائم ہے وہ انسان کے سینے کے برابر اونچی ۵۶ فٹ لمبی ۴۲ فٹ چوڑی اور تقریباً نیم دائرہ کی غیر منظم شکل میں ہے، یہ اس کا مشرقی پہلو منحنی اور ڈھلوان اور مغربی پہلو اونچا اور بلند ہے، یہ چٹان دراصل یروشلم میں پائی جانے والی سرمئی رنگ کی چٹانوں کے سلسلے کا حصہ ہے، اس چٹان کے نیچے ایک قدرتی غار ہے جس میں تقریباً ستر آدمی سما سکتے ہیں، یہ غار مربع شکل کا ہے جس کا ہر ضلع تقریباً ساڑھے چار میٹر لمبا اور چھت تین میٹر اونچی چھت میں تقریباً ایک میٹر چوڑا ایک شگاف ہے، اس غار میں گیارہ سیڑھیاں اترنے کے بعد ایک محرابی دروازے کے ذریعہ داخل ہوا جاتا ہے، یہ محرابی دروازہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے، غار کے فرش پر بھی سنگ مرمر بچھا ہوا ہے، اس غار میں دو

محرابیں ہیں، دائیں طرف والی محراب کے سامنے ایک چبوترہ ہے جسے عوام مقام خضر کہتے ہیں اور شمال کے چبوترے کو باب الخلیل کہا جاتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کے ہال میں پائی جانے والی مقدسات

مسجد کے قبلے والی دیوار میں ایک بڑا محراب ہے جسے محراب داؤد کہتے تھے، اب محراب عمر کہتے ہیں، محراب کے ساتھ ایک منبر تھا، جسے سلطان صلاح الدین ایوبی حلب سے لائے تھے، اس منبر کی اس وقت پورے دنیا میں نظیر نہ تھی، ۱۹۶۹ء میں یہودیوں کی طرف سے مسجد اقصیٰ میں آگ لگانے کا جو سانحہ پیش آیا اس میں اس نایاب منبر کا اکثر حصہ جل گیا۔ ہال کی مغربی جانب لوہے کا ایک جنگلہ ہے اس میں محراب معاویہ کے نام سے ایک محراب ہے، مشرقی جانب مستطیل شکل کا حصہ مسجد کے دوسرے حصے سے ممتاز نظر آتا ہے، یہ درحقیقت مسجد اقصیٰ کا وہ قدیم حصہ ہے جہاں حضرت عمر نے پہلے پہل مسجد تعمیر کی تھی، اس وجہ سے اسے جامع عمر کہتے ہیں، اس میں ایک چھوٹا سا محراب ہے، جامع عمر سے شمال کی طرف ایک خوبصورت جگہ ہے جسے ایوان عزیز کہتے ہیں، ایوان عزیز سے شمالی جانب ایک اور چھوٹا سا لیکن نہایت خوبصورت محراب ہے اسے محراب زکریا کہتے ہیں، اس کی لمبائی ۶ میٹر اور چوڑائی ۶ میٹر ہے۔

احاطۂ مسجد اقصیٰ کا رقبہ

مسجد اقصیٰ کے احاطہ کا رقبہ ۱۴۴ دونم (۱۴۴۰۰۰ میٹر مربع) بنتا ہے جو کہ شہر کی پرانی فصیل کے اندر آنے والے کل رقبہ کا چھٹا حصہ بنتا ہے، اس کے سب اضلاع ایک برابر نہیں۔ غربی ضلع ۴۹۱ میٹر شرقی ۴۶۲ میٹر شمالی ۳۱۰ میٹر اور جنوبی ۲۸۱ میٹر۔ جو بھی مسجد اقصیٰ کے احاطہ میں داخل ہو جانے کی سعادت پا لے وہ اس کے اندر جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

جامع قبلی

جامع قبلی مسجد اقصیٰ کی جنوبی جانب کی عمارت ہے، مسجد کا یہ حصہ ہی پورے احاطہ میں قبلہ (مکہ) کی جانب سب سے پہلے آتی ہے، اسی وجہ سے اس کا نام قبلی پڑ گیا، یہ ایک پرانی عمارت ہے جس پر سرمئی رنگ کا ایک گنبد عربیہ جامع قبلی میں پورے احاطہ مسجد کے اندر اصل نماز گاہ ہے۔ اس کے اندر امام خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہوتا ہے، یہی وہ اصل ہال ہے جس میں مرد پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں۔

یہ مسجد جامع قبلی عین اسی جگہ تعمیر ہوئی ہے جہاں خلیفہ دوم عمر ابن خطاب نے فتح بیت المقدس کے سال ۲۵ھ میں نماز ادا کی تھی، اس تعمیر نو کے سلسلہ میں یہاں ایک عظیم الشان عمارت کا سنگ بنیاد اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے رکھا تھا، مگر اس کی تکمیل اس کے بیٹے خلیفہ ولید بن عبد الملک کے ہاتھوں ہوئی۔ (مسجد اقصیٰ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا مسئلہ، ص:۱۹)

مصلائے مروانی

یہ جامع قبلی کے زیریں حصہ میں واقع ہے، اس جگہ کی تعمیر امویوں کے ہاتھوں ہوئی، جس کا مقصد اگلے حصہ تک ایک شاہی گذرگاہ کا انتظام کرنا تھا، تاکہ اموی محلات کی جانب سے جو اقصیٰ کے حدود کے باہر جنوبی سمت میں ہیں سے مسجد تک پہونچنے کے لئے یہ گوشہ استعمال میں آئے۔

صحن مسجد میں پھیلی ہوئی خوبصورت عمارتیں

مدرسے : حرم قدسی کے شمال اور مغرب میں جو فصیل ہے اس کے ساتھ ساتھ طویل وعریض برآمدے ہیں، ان میں نچلی اور اوپر کی منزل میں درسگاہیں اور طلبہ کے کمرے تھے، ان میں سے کچھ کو مختلف مسلمان امراء کی بیگمات نے ایصال ثواب کے لئے تعمیر کیا تھا، ان کے ساتھ مختلف چھوٹے بڑے کمرے بھی طلبہ کی رہائش کے لئے تعمیر کئے گئے تھے، مشہور مدرسے یہ ہیں : مدرسہ غازیہ، مدرسہ کریمیہ، مدرسہ باسطیہ، مدرسہ طولونیہ، مدرسہ عثمانیہ وغیرہ۔ مغربی برآمدے میں مدرسہ خاتونیہ نام کی درسگاہ کے باہر ایک حجرے میں برصغیر کے مشہور خطیب اور رہنما مولانا محمد علی جوہر کی قبر ہے۔

قبے : تدریس اور ذکر وعبادت کے لئے جائے خلوت یا تاریخی یادگاروں کے طور پر قبے تعمیر کئے گئے تھے، ان قبوں کو مختلف حکمرانوں نے مختلف اغراض کے تحت تعمیر کرایا تھا، ان میں سب سے مشہور قبہ، قبۃ المعراج ہے جس پر یہودی فوجیوں کی برسائی گئی گولیوں کے نشانات موجود ہیں، یہ قبہ آنحضرت کے آسمانوں پر تشریف لے جانے کے عظیم واقعہ کی یادگار میں تعمیر کیا گیا تھا، اس کے علاوہ قبۃ السلسہ، القبۃ النحویہ، قبۃ یوسف اور قبۃ الشیخ خلیل بھی بہت مشہور ہیں۔

چبوترے : یہ چبوترے گرمیوں میں نماز اور درس وتدریس اور علمی مذاکروں کے لئے تعمیر کئے گئے تھے، یہ صحن کے فرش سے ذرا اونچے اور مربع ومستطیل دونوں طرح کے ہوتے تھے، انہیں خوبصورت پتھروں سے تعمیر کیا جاتا تھا اور اکثر قبلے کی جانب محراب نما دیواریں تعمیر کی جاتی تھیں، ان میں سے زیادہ تر حرم قدس کے مغربی صحن میں واقع ہیں، یہ قبے زیادہ تر عثمانی دور میں تعمیر کئے گئے، ان کی کل تعداد ۲۴ ہے، مشہور کے نام یہ ہیں : بصیری کا چبوترہ، کرک کا چبوترہ، سلطان ناصر کا چبوترہ۔

مینارے : بیت المقدس میں اذان کے لئے چار مینارے تھے جو شمال اور مغربی جانب تھے، کیوں کہ شہر کی آبادی اس طرف تھی، یہ چاروں مینار ممالیک کے دور میں تعمیر کئے گئے اور آج تک دور سے مسجد کی علامت کے طور پر دیکھے جاتے ہیں، یہ مینارے مسجد کے چار دروازوں کے ساتھ تعمیر کے گئے تھے اس مناسبت سے انہیں باب المغاربہ کا مینار، باب السلسلہ کا مینار، باب الغوانمہ کا مینار اور باب الاسباط کا مینارہ کہا جاتا ہے۔

سبیلیں : خادمین حرم نے نمازیوں اور زائرین کی سہولت کے لئے پانی کا عمدہ انتظام کیا تھا، جس کی وجہ سے

مسجد کی حدود میں جابجا میٹھا اور ٹھنڈا پانی کنوؤں ، سبیلوں اور حوضوں میں وافر مقدار میں پایا جاتا تھا۔ حرم شریف میں ۲۵ کنویں تھے جن میں سترہ مسجد اقصیٰ کی مرکزی عمارت کے قریب اور آٹھ سنہری گنبد والی عمارت کے آس پاس تھے، نو سبیلیں اس کے علاوہ تھیں، کاس الفوارہ نامی ایک خوبصورت حوض مسجد کے مرکزی دروازے کے بالکل سامنے تھا، جسے سلطان سیف الدین ایوبی نے ۵۸۹ھ میں تعمیر کرایا تھا۔

دھوپ گھڑیاں اور تہہ خانے

مسجد اقصیٰ میں دو دھوپ گھڑیاں تھیں، ایک مسجد کے باہر سامنے اور ایک چٹان والی گنبد کی دیوار پر، اس کے علاوہ مسجد کے مرکزی ہال کے نیچے ایک تہہ خانہ بھی ہے جسے صلیبیوں نے اپنے قبضے کے دور میں گھوڑوں کا اصطبل بنا رکھا تھا اور اسے اصطبل سلیمانی کے نام سے پکارتے تھے، یہ تہہ خانہ ستونوں پر کھڑا ہے اسے قدیم اقصیٰ بھی کہتے ہیں، آخری دور میں مسجد اقصیٰ کے ایک کمرے میں اسلامی نوادرات بھی رکھے گئے ہیں۔

مسئلہ فلسطین — اسلامی حل

۱۳/ اپریل ۲۰۰۱ء

ادھر کچھ دنوں سے پھر سے اسرائیلی تشدد میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے، پھر وہی جلوس جنازہ کے دلخراش مناظر سے اخبارات پر نظر آرہے ہیں، میڈیا میں ہر دن نہتے فلسطینی مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم کی کوئی نہ کوئی اندوہناک خبر ضرور ہوتی ہے۔

بیسویں صدی میں عالم اسلام کو جن دو بڑے سانحوں سے دوچار ہونا پڑا، ان میں ایک ۱۹۲۳ء میں خلافت عثمانیہ کا زوال اور دوسرا اس کے نتیجہ میں ۱۹۴۸ء میں عالم عرب کے قلب میں اسرائیل کا ناجائز قیام ہے۔

بیت المقدس کی اسلامیت

جہاں تک فلسطین اور بیت المقدس کی اسلامیت کا سوال ہے، تو وہ ایک کھلی حقیقت ہے، قرآن مجید فلسطین کو ارضِ مبارک سے تعبیر کرتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم ولوط علیہما السلام کی ہجرت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا" : ہم نے انھیں اور لوط کو نجات دی اور انھیں اس زمین کی طرف بھیجا جس میں ہم نے برکت دی ہے۔) "الانبیاء: (۷۱ ایک مقام پر اس سرزمین کو ارض مقدس کہا گیا ہے" : يَاقَوْمِ ادْخُلُوا الأَرْضَ المُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُم) "المائدہ: (۲۱ "اے میری قوم کے لوگو! اس مقدس سرزمین کی طرف چلو جو تمہارے لیے اللہ نے مقدر کردی ہے۔ " رسول اکرم ﷺ کو بیت المقدس ہی سے آسمانوں کی سیر اور معراج سے سرفراز کیا گیا، قرآن میں اس واقعہ کی طرف یوں اشارہ کیا گیا: "پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی جس کے اردگرد کو ہم نے بابرکت کیا ہے تاکہ اس کو اپنی نشانیاں دکھلائیں، یقیناً وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے"۔ (بنی اسرائیل: ۱) ہجرت مدینہ کے بعد بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ تھا، رسول اکرم ﷺ اور آپ ؐ کے صحابہ تقریبا سترہ یا سولہ ماہ تک اس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے رہے، مسجد اقصیٰ کا شمار ان تین اہم مسجدوں میں ہوتا ہے جن کی زیارت کے لیے شدرحال (سفر کرنے (کو جائز قرار دیا گیا ہے، اس میں ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ملتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کی تاریخ

بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کے چالیس سال بعد بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی تھی، بعد میں مرورِ زمانہ کے ساتھ سارے علاقے کے لیے بیت المقدس کا لفظ استعمال ہونے لگا، حضرت اسحاق اور یعقوب علیہما السلام بھی اسی سرزمین سے اٹھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ارض موعود بھی یہی تھی، ایک ہزار سال قبل مسیح، حضرت داؤد علیہ السلام نے اس شہر کو اپنا دارالحکومت بنایا تھا، چھٹی صدی قبل مسیح کے ابتدائی

سالوں میں بابل کے حکمراں بخت نصر نے بیت المقدس میں بڑی تباہی مچائی تھی، بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو اپنی دعوتی مہم کا مرکز بنایا، ۶۱۴ء میں ایرانیوں کی تباہی سے سارے شہر میں بدامنی عام ہوگئی، حتیٰ کہ ایرانیوں نے عیسائیوں کے سب سے مقدس کلیسا کنیسۃ القیامۃ کو برباد کردیا، ایرانیوں کا زور اس وقت ٹوٹا جب قرآنی پیش گوئی کے مطابق شاہِ روم ہرقل کی مہم سے بیت المقدس اس کے زیر تسلط آ گیا اور ۶۳۷ء یعنی رسول اکرم ﷺ کی بعثت تک اسی حال پر قائم رہا، بیت المقدس کے تقدس کی بحالی اور قبلۂ اول کی بازیابی کی رسول اکرم ﷺ کو بڑی تمنا تھی، بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیت المقدس فتح ہوا، اس کے بعد عہد اموی اور عہد عباسی اور بعد کے ادوار میں مسلمانوں نے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر و مرمت کا غیر معمولی اہتمام کیا اور اس کے تقدس کو پامال ہونے نہ دیا، تا آنکہ ۱۰۹۹ء صلیبیوں کی یلغار میں ۷۰ ہزار مسلمان مارے گئے اور مسجد اقصیٰ کو صلیبی عبادت گاہ میں تبدیل کیا گیا، ۸۸ سال کا طویل عرصہ گزر گیا کہ مسجد اقصیٰ مسلمان کے ہاتھ سے جاتی رہی، اس دوران مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لیے مختلف کوششیں ہوتی رہیں، بالآخر وہ وقت آیا جب حطین کے مقام پر ۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے صلیبیوں کو شرمناک شکست دے کر بیت المقدس کو ان کے پنجوں سے آزاد کرالیا، اس کے بعد فلسطین پر مسلمانوں کا قبضہ رہا، لیکن صلیبی عداوتیں انتہا کو پہنچ چکی تھیں۔

۱۸۸۰ء سے ہی یہودیوں کی ہجرت اور فلسطین میں باز آبادکاری کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا، ۱۸۹۷ء میں باقاعدہ یہودی صہیونی تحریک کا آغاز ہوا، جس میں فلسطین پر تسلط اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کو اولین مقصد قرار دیا گیا، اس کے لیے ہر طرف کے یہودیوں نے بھرپور امداد کی، چنانچہ یہودیوں کی آبادی تیزی سے بڑھنے لگی اور اس وقت کے ترکی شاہ سلطان عبدالمجید خاں سے فلسطین کو یہودیوں کے حوالہ کرنے کے سلسلے میں گفتگو بھی ہوئی، لیکن انہوں نے اس سے صاف انکار کردیا، جس پر مختلف سازشوں کے ذریعہ انھیں معزول کردیا گیا، دوسری طرف عرب قومیت کا ایک نیا طوفان کھڑا کیا گیا، جس میں ترکوں کے خلاف عربوں کو آلۂ کار بنایا گیا، یہاں تک کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۷ء میں اس یہودی تحریک نے انگریزوں کے تعاون سے اعلان کردیا کہ فلسطین ان کا قومی وطن ہے، ۱۹۲۲ء میں مجلس اقوام نے فلسطین کو انگریزی انتداب میں دیئے جانے کا فیصلہ کیا، دوسری جنگ عظیم کے بعد یہودیوں کی بڑی تعداد ہٹلر کے ظلم کی تاب نہ لاکر فلسطین میں آباد ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں یہ مسئلہ جب اقوام متحدہ کے زیر بحث آیا تو فلسطین کو یہود و عرب میں تقسیم کرنے کا ظالمانہ فیصلہ کیا گیا، ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو اسرائیلی ریاست کے باضابطہ قیام کا اعلان ہوا اور یورپ کی بڑی طاقتوں نے اس کی تصدیق کی، ۱۹۴۸ء میں فلسطین کا ۷۷ فیصد رقبہ اسرائیلیوں کے قبضہ میں آچکا تھا، ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد بیت المقدس اور قریبی علاقوں پر اسرائیل کا تسلط ہوگیا، اس کے بعد دیر یاسین کے قتل کی طویل داستان ہے، جس میں انتہائی بے دردی کے ساتھ فلسطینیوں کا خون بہایا گیا اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

مسجد اقصیٰ کی آزادی کا قرآنی فارمولہ

فلسطین کی آزادی اور قبلۂ اول کی بازیابی ہر مسلمان کی آرزو ہے، اس کے لئے گزشتہ پچاس سال سے فلسطینی مسلمان اپنی جانوں کی سوغات پیش کرتے آرہے ہیں، بالخصوص فلسطینی انتفاضہ کے نوجوان اور نونہال پتھروں سے اسرائیلی مزائلوں کا سامنا کررہے ہیں، ان سب کے باوجود سارے عالم کے مسلمانوں کو یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ فلسطین کی آزادی اور اسرائیل پر فتح پانے کے لئے وہی فارمولہ کارگر ثابت ہوسکے گا جو کتاب ۔ وسنت سے ماخوذ ہوگا، دشمنوں کے خلاف نصرت خداوندی کے حصول کے لیے عمومی طور پر مسلمانوں میں چند اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے، قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح عطا کرنے اور ہر طرح کی سرخروئی سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے، لیکن ساتھ ہی اس کے کچھ شرائط بھی بیان کیے گئے ہیں، مسئلہ فلسطین کو جو دراصل پوری ملت اسلامیہ کا مسئلہ ہے قرآنی فارمولے ہی کی روشنی میں حل کیا جاسکتا ہے، کتاب وسنت میں نصرتِ خداوندی کے نزول کے جن شرائط کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے چند کی نشاندہی کی جاتی ہے:

ایمان وعمل کی پختگی

یہ بنیادی شرط ہے، جس کے بغیر اللہ کی مدد کا تصور ممکن نہیں، قرآن مجید میں اس پر بار بار زور دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے" :وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ) "اور پست ہمت نہ ہوجاؤ اور غم نہ کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم حقیقی مومن ہو) (آل عمران (دوسری جگہ مسلمانوں سے خلافت کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا گیا" وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ) "تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو ان کے لیے پسند کیا ہے اس کو ان کے لیے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو امن سے بدل دے گا"۔ (النور(آیت میں حکومت عطا کیے جانے کی دو شرطوں) ایمان وعمل (کو صراحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، ویسے ایمان کے دعویدار سارے مسلمان ہیں، لیکن خدا کی نصرت کو کھینچنے والا ایمان وہ ہے جو یقین کے کمال کو پہنچ چکا ہو اور عمل پر گامزن کرتا ہو، ایمان کے ساتھ بے عملی اور کرداری کی گراوٹ جمع نہیں ہوسکتی، آج پورے عالم میں ہم مسلمانوں کی صورتِ حال ایسی ہوگئی ہے کہ عمل سے خالی صرف اسلام کا ڈھانچہ رہ گیا، ایمان کے ساتھ عمل کی قوت ہو تو دشمنوں کی ساری سازشوں کو اللہ ـ نا کام فرماتا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے" :وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا) "اگر صبر کے ساتھ ڈٹے رہو اور تقویٰ اختیار کرو تو دشمنوں کی سازش تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی) (آل عمران(تقویٰ دراصل ایمان کے ساتھ پیدا ہونے والی عمل قوت کا نام ہے۔

اتحاد واتفاق

دشمنوں پر غلبہ پانے کی ایک شرط اتحاد واتفاق ہے، قرآن وحدیث میں بارہا اتحاد واتفاق اور آپسی تعاون پر زور دیا گیا ہے، غزوۂ احد کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا" :اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ سچ کر دکھلایا تھا جس وقت کہ تم ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کررہے تھے، یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور ہوگئے اور باہم اختلاف کرنے لگے۔(آل عمران (دوسری جگہ ارشاد ہے" :وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ) " اور آپس میں نزاع نہ کرو ورنہ ناکام ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی) (الانفال (اتحاد میں قوت ہے، اور دشمنوں پر متحد ہوکر ہی فتح حاصل کی جاسکتی ہے، اس پس منظر میں مسئلہ فلسطین کے سلسلے میں عالم اسلام کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو بڑی مایوسی ہوتی ہے، عرب قائدین کو ایک دوسرے سے بدظن کرنے کے لئے مغربی طاقتوں نے نفرت کے بیج بوئے، مختلف ملکوں میں سرحدی تنازعات پیدا کئے گئے، ایران عراق کی لڑائی میں دو طاقتور ملکوں کو کمزور کرنے کے بعد پھی خلیجی جنگ میں سعودی عرب وکویت کو کنگال کردیا گیا، فلسطین کے عنوان سے جب کبھی اتحاد پیدا کی جانے کی کوشش کی گئی، زبردست سازش رچی گئی، آج بھی تنظیم اسلامی کانفرنس یا دیگر عرب تنظمیں کھلے عام اسرائیل کے خلاف اقدام کرنے کی جرأت نہیں کرتی، اگر سارے عرب ممالک اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسرائیل اور اسرائیل نواز امریکہ کا بائیکاٹ کردیں، اس طور پر کہ ان سے مکمل قطع تعلق کرلیا جائے اور اسرائیل اور امریکی مصنوعات پر مکمل پابندی لگادی جائے تو فلسطینی کاز میں یہ بات بےحد معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

عیش وعشرت کی زندگی سے احتراز اور جفاکشی

آسائش وتن آسانی اور لذت کوشی، کسی قوم کے لیے سب سے زیادہ مہلک ثابت ہوتی ہے، دین کی راہ در اصل جفاکشی واولوالعزمی کی راہ ہے، جو قوم دنیوی عیش پسندی کی خوگر ہوجاتی ہے وہ دین کی راہ میں کسی طرح کی قربانی نہیں دے سکتی، احادیث میں مسلمانوں پر دوسری قوموں کے ٹوٹ پڑنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اقوام عالم تم پر ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا ہم لوگ اس وقت کم تعداد میں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم اس وقت بڑی اکثریت میں ہوگے، لیکن تمہاری حیثیت سمندر کے جھاگ کی سی ہوگی، تمہارے دشمنوں کے دلوں سے اللہ تعالیٰ تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں" وھن "ڈال دے گا، صحابہؓ نے عرض کیا" :وھن "کیا چیز ہوتی ہے؟ حضور نے فرمایا: "دنیا کی محبت اور موت سے ڈر) "ابوداؤد (دشمنوں کے دلوں سے رعب ختم کیے جانے کا بنیادی سبب دنیا کی محبت اور موت سے ڈر بتایا جارہا ہے، قبلۂ اول کی آزادی نہ امن کوششوں سے ہوسکتی ہے نہ ہی معاہدوں اور سمیناروں سے، اس کے لیے مجموعی حیثیت سے امت میں جذبۂ جہاد پیدا ہونا ضروری ہے اور عیش پسندی ولذت کوشی کی ذہنیت کے ساتھ جذبۂ جہاد کا آنا ناممکن ہے، صحابہؓ اور خلفاء راشدین کے دور میں جبکہ قبلۂ اول کو آزاد کردیا گیا مسلمانوں میں غیر معمولی جفاکشی اور جوش جہاد تھا، وہاں حب دنیا یا موت سے خوف نام کی کوئی چیز نہ تھی، مندرجہ بالا ارشاد نبوی کی روشنی میں

امت مسلمہ بالخصوص عربوں کا جائزہ لیا جائے تو '' وھن ''یعنی دنیا سے محبت اور موت سے خوف لگتا ہے ہمارا طرۂ امتیاز بن گیا ہے، سامان آسائش کی فراوانی اور دولت کی بہتات نے عرب نوجوانوں کو جس تن آسانی اور لذت کام و دہن کا رسیا بنا دیا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی حقیقت نہیں، مسئلہ صرف ان جانباز فلسطینی جوانوں کا نہیں جو ہر طرح کے عصری اسلحہ سے لیس اسرائیل کا سامنا پتھروں سے کر رہے ہیں، مسئلہ سارے مسلم عرب ملکوں کے ان جوانوں کا ہے جو مغربی ملکوں میں تعلیم پا کر مغربی تہذیب کا شکار ہو رہے ہیں، پھر عرب حکمرانوں کی جو صورت حال ہے وہ اس پر مزید ہے۔

اللہ کے دین کی نصرت

نصرتِ الٰہی کے حصول کا ایک اہم ذریعہ اللہ کے دین کی نصرت ہے، قرآن مجید میں بارہا اس طرف توجہ دلائی گئی ہے، ایک جگہ ارشاد ہے '' :اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور (دشمنوں کے خلاف (تمہارے قدموں کو جما دے گا۔) '' محمد: (۸اور جب اللہ کی مدد مسلمانوں کے شامل حال ہو جائے تو پھر کوئی غالب نہیں آسکتا '' إِن يَنصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُم) '' آل عمران (اسلام کے دور اول میں جب مسلمانوں نے خدا کے دین کی نصرت کی ، تو اللہ نے دشمنوں کے خلاف سامان و اسلحہ اور تعداد کی کمی کے باوجود ان کو غالب کیا، چنانچہ ارشاد ہے '' :وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ) '' آل عمران) (اور تحقیق کہ بدر میں اللہ نے تمہاری مدد کی جب کہ تم کمزور تھے (مدد میں وہ سارے چیزیں داخل ہوتی ہیں جن سے اللہ کا یہ آخری دین سارے عالم میں برپا ہو جائے اور ساری انسانیت کے سامنے اس کی حقانیت واضح ہو جائے، فلسطین کا مسئلہ بنیادی طور پر ایک دینی مسئلہ ہے اور ساری امت اسلامیہ اس کی ذمہ دار ہے، وہ کسی خاص علاقہ یا قوم کا جغرافیائی مسئلہ نہیں ہے، بیت المقدس کی بازیابی کے لیے ایسا نہیں کہ صرف فلسطینی مسلمان جدوجہد کریں، بلکہ یہ دنیا کے مشرق و مغرب یا شمال وجنوب کے مختلف گوشوں میں رہنے والے ہر مسلمان کا فریضہ ہے، لیکن مغربی طاقتوں کی زبردست سازشوں کے ذریعہ اسے عربوں کے ایک علاقائی مسئلہ کی حیثیت دے دی گئی، عرب قومیت کو ہوا دینے کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ مسئلہ فلسطین کی دینی اور ملی حیثیت کو ختم کر کے عربوں کا مسئلہ بنایا جائے۔

مادی اسباب کی تیاری

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کا نظام اسباب سے جوڑ رکھا ہے، اگرچہ اسباب ہی پر سارا انحصار کرنا مؤمن کی شان نہیں ہے لیکن معرکۂ حق و باطل میں دشمنوں کے خلاف اسباب اکٹھا کرنے کی بھی تاکید آئی ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:
'' وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ ☐ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُم) '' الانفال: (۶۰اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے، کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر۔ '' مادی اسباب میں وہ تمام چیزیں آتی ہیں جو دشمن کو زیر کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہیں، موجودہ دور عصری اسلحوں کا دور ہے، آج اسرائیل کے آگے عرب گھٹنے ٹیکنے پر اس لیے مجبور ہے کہ اسرائیل

ہر طرح کے اسلحہ سے لیس ہے، جب کہ عرب ممالک اس میدان میں بہت پیچھے ہیں۔

اسی طرح دشمنوں کی جانب سے کی جانے والی سازشوں سے باخبر اور چوکنا رہنا بھی ضروری ہے، اس وقت عالمگیر پیمانہ پر اسلام کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں، دنیا کی سپر پاور طاقتیں جن کی جبہ سائی کرتے ہمارے عرب قائد تھکتے نہیں، مسئلہ فلسطین کے سلسلہ میں پورے طور پر جانبداری سے کام لے رہی ہیں اور اسرائیل کا مکمل ساتھ دے رہی ہیں، ایسے میں ان سے کسی خیر کی توقع رکھنا عبث ہے، البتہ ان کی طرف سے کی جانے والی سازشوں سے چوکنا رہنا ضروری ہے، دشمنوں کی سازشوں کا ایک بڑا حصہ آج ذرائع ابلاغ کے ذریعہ انجام دیا جارہا ہے، چوں کہ عالمی ذرائع ابلاغ پر یہودیوں کا قبضہ ہے، اس لیے عالمی خبروں کو توڑ مروڑ کر اس طرح پیش کیا جارہا ہے کہ فلسطینی کاز کو نقصان پہنچے اور عربوں کے سلسلہ میں غلط تاثر دیا جائے، مسئلہ فلسطین کو علاقائی رنگ دینے میں بھی ذرائع ابلاغ ہی کا ہاتھ رہا ہے، ایسے میں فلسطینی کاز کو آگے بڑھانے کے لیے ایک طاقتور اسلامی میڈیا کی ضرورت ہے اور یہ مسلم ملکوں کی ذمہ داری ہے، اسی طرح اسباب کے نقطۂ نظر سارے عالم کے مسلمانوں میں مسئلۂ فلسطین سے متعلق بیداریٔ شعور کی ضرورت ہے، آج امت کے نوجوانوں اور بڑوں کا ایک قابل لحاظ طبقہ ایسا ہے جس کو مسئلہ فلسطین کے سلسلہ میں کوئی جانکاری نہیں، وہ اس کو علاقائی اور سیاسی مسئلہ سمجھتا ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بہت سے نوجوان یہ تک نہیں جانتے کہ بیت المقدس مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے۔

مسئلۂ فلسطین

اور ملتِ اسلامیہ کی ذمہ داری

۱۶/اگست ۲۰۰۲ء

ان دنوں ارضِ مقدس فلسطین میں جو حالات رونما ہو رہے ہیں، ان سے ہر شخص بخوبی واقف ہے، ہر دن اسرائیلی جارحیت کی ایک نئی داستان رقم ہو رہی ہے، فلسطین کا مسئلہ ملت کا ایک ایسا المیہ بنا ہوا ہے جہاں سے شب و روز انسانیت کی رسوائی کی کہانی سنائی دیتی ہے، ارضِ فلسطین مسلمانوں کے خون سے لالہ زار نظر آ رہی ہے اور ظلم و ستم کے نت نئے تجربات سے گذر رہی ہے، معصوم بچوں اور نہتے جوانوں پر انتہائی بے دردی کے ساتھ گولیاں برسائی جا رہی ہیں، ظلم و بربریت کا ریکارڈ توڑا جا رہا ہے، گذشتہ ۲۳ جولائی کو اسرائیل کے مزائل حملہ میں تقریباً ۱۵ فلسطینی جاں بحق ہو گئے، گنجان آبادی والے علاقہ پر سفاکانہ مزائل حملہ میں کئی عمارتیں زمین دوز ہو گئیں۔

اخوتِ اسلامی کا تقاضہ

سوال یہ ہے کہ فلسطین میں پیش آ رہے ان حالات کے سلسلہ میں ملتِ اسلامیہ کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ایک مسلمان پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ کیا وہ اس المناک صورتِ حال کے سلسلہ میں یہی سوچ رکھے گا کہ دنیا کے دیگر خطوں کی طرح یہاں بھی کچھ خونریزیاں پیش آ رہی ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس طرح کی سوچ اخوتِ اسلامی کے بالکل منافی ہے۔

فلسطین کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا مسلمانانِ عالم سے کوئی تعلق نہ ہو بلکہ فلسطین سے متعلق مسلمانوں پر عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے، لیکن ملت کی موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ اس کا ایک بڑا طبقہ فلسطین کے سلسلہ میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے نابلد ہے، وہ یہ سمجھتا ہے کہ امتِ مسلمہ کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے مسئلہ فلسطین کا اس سے کوئی تعلق نہیں، مسئلہ فلسطین کے سلسلہ میں ملتِ اسلامیہ کے افراد کو باشعور بنانے اور ان پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لیے مسلمانانِ عالم کو چند باتوں پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

امتِ مسلمہ جسدِ واحد

پہلی بات یہ ہے کہ ساری دنیا میں آباد امتِ مسلمہ ایک جسم کی طرح ہے، قرآنی تعبیر کے مطابق وہ " بنیان مرصوص "" سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ملت کی اس حیثیت کو یوں بیان فرمایا" : آپسی محبت و رحمت اور ہمدردی و خیر خواہی میں سارے مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں، جس کے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا

جسم متاثر ہوجاتا ہے۔) ''مشکوۃ شریف (گویا حقیقی مسلمان وہ ہے جو سارے عالم کے مسلمانوں کے بارے میں فکر مند رہتا ہے اور دنیا کے مختلف گوشوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی جانے والی سازشوں پر آنسو بہاتا ہے، عالمِ اسلام کی زبوں حالی اسے بے چین کیے دیتی ہے، موجودہ حالات میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا یہ ملی شعور کمزور پڑ چکا ہے، ملت کے بہت سے افراد ایسے ہیں جنہیں کسی بھی درجہ اس کا شعور نہیں کہ عالمِ اسلام کن حالات سے دو چار ہے؟ دنیا کے مختلف خطوں میں کس بے دردی کے ساتھ خونِ مسلم بہایا جارہا ہے؟

غیر اسلامی سوچ

مسلمانوں کا ایک طبقہ ایسا ہے جو حالات کا صحیح ادراک تو رکھتا ہے، مگر ان باتوں کو اس لیے قابلِ اعتناء نہیں سمجھتا کہ ان سے اسے کوئی مطلب نہیں اور بعض حضرات تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہ ان مسلمانوں کی اعمال کی سزا ہے، وہ خود بھگتیں، ہمیں اس سے سروکار نہیں، ظاہر ہے کہ اس طرح کی سوچ سراسر غیر اسلامی اور اخوتِ اسلامی کے بالکل منافی ہے، بسا اوقات بہت سے دینی مزاج کے حامل افراد بھی غلط فہمی میں اس کو تقویٰ کا معیار سمجھنے لگتے ہیں، موجودہ حالات میں اس غلط طرزِ فکر کی اصلاح کی ضرورت ہے، ملتِ اسلامیہ کی حقیقی روح اخوت کا وہ تصور ہے جس سے دیگر قومیں عاری ہیں، مسئلہ فلسطین کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس سے مسلمانانِ عالم بے خبر رہیں، اسلام کے تصورِ اخوت سے دوری کے نتیجہ میں آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد فلسطین اور قضیہ فلسطین سے بالکل نابلد ہے۔

فلسطین ساری امت کا مسئلہ

ملتِ اسلامیہ کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ مسئلہ فلسطین قومی یا وطنی مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ یہ ساری امت کا مسئلہ ہے، یہ اسلام کے قبلہ اول اور رسولِ اکرم ﷺ کے مقامِ معراج کا مسئلہ ہے، فلسطین سے مسلمانوں کا تعلق اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ مسلم علاقہ ہے اور اس پر دشمن قابض ہے، بلکہ مذہبی لحاظ سے وہ امتِ مسلمہ کا مقدس مقام ہے، جس سے اسلامی تاریخ وابستہ ہے، فلسطین کے بارے میں عام مسلمانوں کو یہ مغالطہ ہے کہ یہ عربوں کا معاملہ ہے، اس کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، یہ دراصل مغربی میڈیا کی منصوبہ بند سازشوں کا نتیجہ ہے، جو ہمیشہ فلسطین کے قضیہ کو عربوں کے قضیے کی شکل میں پیش کرتا رہا ہے، گذشتہ پچاس سال کے دوران بتدریج فلسطین کے مسئلہ کو قومی شکل دینے کی کوشش کی جاتی رہی، یہودی ذرائع ابلاغ کی اس گہری سازش کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم کو مسئلہ فلسطین سے الگ تھلگ رکھا جائے اور فلسطین کی اسلامی شناخت ختم کردی جائے، ایسے میں ملتِ اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسئلۂ فلسطین کے سلسلہ میں مغربی ذرائع ابلاغ اور اس کی طرف سے کیے جانے والے پروپیگنڈوں سے چوکنا رہے، مغربی میڈیا نے بڑی چالاکی سے فلسطینوں کی حیثیت ختم کرنے کی کوشش کی ہے، ۱۹۴۶ء۔۱۹۴۹ء کی درمیانی مدت میں بعض عالمی مجلسوں میں فلسطینیوں کے بجائے فلسطینی باشندے یا فلسطینی عرب کا لفظ استعمال کیا جانے لگا، پھر ۱۹۵۰ء۔۱۸۶۰ء کے عرصہ میں '' غیر اردنی عرب '' یا '' اسرائیلی عرب '' یا '' اردن والے '' کے الفاظ

استعمال کیے جانے لگے، اسی طرح ۱۹۶۷۔۱۹۸۷ء کے درمیانی عرصہ میں جب تنظیم آزادیٔ فلسطین وجود میں آئی اور اہلِ فلسطین کے اندر سرفروشانہ جدوجہد کا جذبہ ابھرا تو انھیں دہشت گردوں سے تعبیر کیا جانے لگا، اس طرح بتدریج فلسطینیوں کی حیثیت ختم کرنے کی سازش کی گئی، مغربی پروپیگنڈہ سے خود بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اور امت کے دیگر افراد کو بھی باخبر کرنے کی ضرورت ہے، گویا یہ بھی فلسطین کے سلسلہ میں ہمارے تعاون کی ایک شکل ہے۔

بیت المقدس کیوں فتح نہیں ہوتا؟

گذشتہ پچاس سال سے یہودی فلسطین اور بیت المقدس پر قابض ہیں اور مٹھی بھر یہودیوں کے آگے پچاس سے زائد مسلم ممالک بے بس ہیں، جب کہ اس سے قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بیت المقدس کو فتح کیا تھا، پھر بعد کے ادوار میں صلاح الدین ایوبیؒ نے بھی فتح کیا تھا، سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی عظیم جمعیت اور قوتِ عددی کے باوجود بیت المقدس کیوں فتح نہیں ہو رہا ہے؟ اور عالمی برادری کے درمیان مسلم ممالک اس طرح بے وزن کیوں ہو گئے؟ امت مسلمہ کی کمزوری اور اس کے اسباب کے سلسلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت پہلے پیشین گوئی فرمائی تھی؛ چنانچہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا'' : تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دنیا کی دیگر قومیں تم پر ایسی طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! کیا اس وقت ہماری تعداد بہت کم ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہاری تعداد بہت زیادہ ہوگی؛ لیکن تم سمندر کے جھاگ کی طرح ہو جاؤ گے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں وھن پیدا ہو جائے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا'' :وھن '' کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' :وھن '' دو چیزوں کا نام ہے، ایک دنیا کی محبت دوسرے موت کا ڈر۔)'' ابوداؤد (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق آج مسلمانوں کی جمعیت بہت زیادہ ہے، لیکن دیگر اقوام میں ان کی حیثیت تنکوں کی طرح ہوگئی ہے، دشمنوں کے دلوں سے ان کا رعب ختم ہو چکا ہے، فلسطین کے مسئلہ میں مسلم ممالک کی بے بسی سے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پوری طرح عیاں ہے، اخیر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کی تشخیص یوں فرمائی کہ مسلمانوں کی کمزوروی کے دو اسباب ہیں: ایک دنیا کی محبت دوسرے موت کا خوف۔ بیت المقدس کی آزادی کا خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک امتِ مسلمہ شراب وشباب اور اتباعِ نفس سے نکل کر ہر طرح کی قربانیوں کے لیے آمادہ نہ ہو جائے، دنیا کے چند روزہ عیش وآرام کو خیر باد کہہ کر آخرت کی لازوال نعمتوں کی آرزومند نہ ہو جائے اور خوفِ خدا، جذبۂ جہاد، انابت الی اللہ، عزم واستقلال، ہمت وجفاکشی جیسے اوصاف سے متصف نہ ہو جائے۔

امن معاہدے عبث ہیں

مسلم ممالک اور بالخصوص ان عربوں کو جو اسرائیل کے ساتھ امن معاہدوں کے ذریعہ حل نکالنا چاہتے ہیں یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیے کہ یہودی اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں، قرآن مجید نے صاف اعلان کیا ہے " : تم سے یہودی اس وقت تک خوش نہ ہوں گے جب تک تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو۔) " البقرہ (اور ایک دوسری جگہ فرمایا: " تم ان یہودیوں کو سب سے زیادہ اہلِ ایمان کا دشمن پاؤ گے۔) " المائدہ (نیز قرآن مجید میں یہودیوں کا خاص وصف عہد شکنی بتایا گیا ہے، ایسے میں امن مذاکرات اور معاہدوں سے توقع وابستہ رکھنا انتہائی حماقت ہے، مسئلۂ فلسطین کا واحد حل یہ ہے کہ امت میں جہاد کی روح پیدا کی جائے اور حقیقی جہاد کا راستہ جہاد بالنفس سے ہو کر گزرتا ہے، جب تک خواہشاتِ نفس سے جہاد کرنا نہ آئے اس وقت تک دشمنوں کے ساتھ جہاد میں کامیابی ممکن نہیں، جو لوگ نفس کی غلامی میں رہ کر آزادئ فلسطین کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں وہ جہاد کے کھوکھلے نعرے تو بلند کر سکتے ہیں، لیکن اسلامی جہاد قائم نہیں کر سکتے، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ بیت المقدس کی آزادی کے پیش خیمہ کے طور پر سارے عالم میں مسلمانوں کے درمیان اصلاحی کام کو تیز کر دیا جائے، جہاد بالنفس کی جس کو حدیث میں " جہاد اکبر " کہا گیا ہے، تلقین کی جائے، خود احتسابی، خوفِ خدا اور رجوع الی اللہ کی ایسی مہم چلائی جائے کہ رعایا سے لے کر حکمراں ہر طبقہ میں انابت الی اللہ پیدا ہو جائے، دوسری طرف اسباب و تدابیر کی ساری شکلیں اختیار کی جائیں، پھر وہ دن دور نہیں کہ فلسطین آزاد ہو جائے۔

مسجد اقصیٰ کے خلاف
اسرائیلی جارحیت کی المناک داستان

۱۸؍فروری ۲۰۰۷ء

اس وقت عالم اسلام کی صورتِ حال دھماکو شکل اختیار کر چکی ہے، عراق میں جاری خون خرابہ عراق کو خانہ جنگی کی طرف ڈھکیل رہا ہے، امریکہ شیعہ سنی اختلافات کو برادر کشی کی حد تک پہنچا چکا ہے، روزانہ سینکڑوں عراقی موت کی آغوش میں جا رہے ہیں، فلسطین میں حماس و فتح کی کشیدگی نے دسیوں فلسطینیوں کی جان لے لی ہے، عین اس وقت جب حماس و فتح کے قائدین مکہ مکرمہ میں خادم حرمین شریفین کی دعوت پر آپسی مصالحت کے لیے جمع تھے اسرائیل نے اپنی قدیم شرانگیزی کا اعادہ کرتے ہوئے مسلمانان عالم میں غم وغصہ کی لہر دوڑا دی ہے، اسرائیل کی اس مذموم حرکت سے مسلمانوں کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی ہے، مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے، مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بعد مسجد اقصیٰ سب سے مقدس مقام ہے، یہیں سے نبی رحمت ﷺ کو معراج سے سرفراز کیا گیا تھا، احادیث کی رو سے یہاں ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ہے، مسجد اقصیٰ میں نبی رحمت ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی تھی، مسلمانان عالم کے نزدیک اس قدر مقدس مقام رکھنے والی مسجد اقصیٰ کے احترام کا تقاضا تھا کہ یہود اس کے خلاف کسی بھی قسم کی شرانگیزی کی جرأت نہ کرتے، عبادت گاہوں کے تحفظ کے تعلق سے مختلف معاہدوں پر دستخط کرنے کے باوجود یہودیوں کی شرانگیزی کا سلسلہ جاری ہے۔

مذہبی مقدسات کی توہین اسرائیل کا قدیم شیوہ

مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کے تقدس کو پامال کرنے کی اسرائیلی سازشیں کافی قدیم ہیں، آتش زنی ہو کہ لوٹ مار، عریانیت ہو کہ ننگا ناچ، ظلم وجور ہو کہ سیر وتفریح، تقدس کی پامالی کی شاید ہی کوئی شکل ہو، جسے اسرائیلی نے استعمال نہ کیا ہو، اس مقدس مقام پر صہیونیوں کی جانب سے ایسے مکروہ مناظر دھرائے گئے جن کے تصور سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور جگر پارہ پارہ ہو جاتا ہے، مذہبی مقدسات کی بے حرمتی یہودیوں کا وطیرہ رہا ہے، صہیونی شروع سے گستاخ واقع ہوئے ہیں، قرآن حکیم میں ان کی گستاخانہ حرکتوں کا تفصیلی ذکر ہے، اس قوم نے تو خدا کی شان میں تک گستاخی کی اور کہا کہ جب تک ہم خدا کو اپنے سامنے کھلے عام نہ دیکھ لیں خدا پر ایمان نہیں لائیں گے، یہ وہ قوم ہے جس نے انبیائے کرامؑ کے قتل جیسے جرم کا ارتکاب کیا، اللہ کی کتاب میں تحریف اس قوم کا شیوہ تھا، اس قوم کی تاریخ مقدسات کی بے حرمتی کے واقعات سے پُر ہے۔

مسجد اقصیٰ کی توہین

موجودہ دور کے یہودی شروع سے مسجد اقصیٰ کو نشانہ بناتے رہے ہیں، عیسائیوں سے آزاد کرانے کے بعد صلاح الدین ایوبیؒ نے مسجد اقصیٰ میں ایک منبر رکھا تھا، 21/اگست 1929ء میں اپنی خبث باطنی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ میں آگ لگا کر اس منبر کو جلا ڈالا، تفصیلات کے مطابق ایک آسٹریلیائی نوجوان ''مائیکل روہان'' نے مسجد اقصیٰ میں آگ لگائی، پھیلتے پھیلتے ایک بڑا حصہ آگ کی لپیٹ میں آگیا اور منبر ایوبی جل خاکستر ہوگیا، زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کے لیے اس دن بیت المقدس کی بلدیہ نے آبی سربراہی بھی مسدود کردی تھی تاکہ بروقت آگ نہ بجھائی جانے کے سبب مسجد شدید متاثر ہو، منبر ایوبی کے علاوہ مسجد کی جنوب مشرقی چھت کو بھی شدید نقصان پہنچا اور مسجد کا ایک تہائی حصہ متاثر ہوا۔

کھدائیوں کا سلسلہ

مسجد اقصیٰ کے اطراف کھدائی کا سلسلہ بھی کافی عرصہ سے جاری ہے، اس طرح کی کھدائی نام نہاد ہیکل سلیمانی کی دریافت کے بہانے کی جاتی رہی ہے، جبکہ بار بار کھدائی کے باوجود اسرائیلی ماہرین کو کسی بھی چیز کا پتہ لگانے میں کامیابی حاصل نہیں ہوسکی، عبرانیہ یونیورسٹی کی کھدائی ٹیم کو یہ کام سونپا گیا تھا، ٹیم کے صدر منامین سازادنے 1975ء میں شائع شدہ اپنی ایک کتاب میں اس کی وضاحت کی کہ اس کھدائی کے نتیجہ میں اس شہر کی پتھریلی بنیادیں تو نمایاں ہوئی ہیں، مگر ہیکل سلیمانی کا کہیں پتہ نہ لگا، اس نے کہا پرانا شہر ''قدس'' زیر زمین دفن ہو چکا ہے، اس صراحت کے باوجود یہودیوں کی کھدائی کا سلسلہ 1967ء سے جاری ہے، بار بار کے کھدائی کے عمل سے مسجد اقصیٰ اور اس کے آس پاس زیر زمین زبردست خلاء ہوگیا ہے جو کسی بھی وقت مسجد کے انہدام کا سبب بن سکتا ہے، اسرائیلی حکام ہمیشہ باور کراتے ہیں کہ کھدائی دیگر انتظامی مقاصد کے لیے کی جارہی ہے، لیکن ایک طویل عرصہ سے جس بڑے پیانہ پر کھدائی کا عمل جاری ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسرائیل مسجد کی بنیادوں کو اندر سے کھوکھلی کردینا چاہتا ہے تاکہ خود بخود عمارت منہدم ہوجائے۔

دیوار براق پر قبضہ کی کوشش

مسجد اقصیٰ کے خلاف اسرائیلی جارحیت یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ 1929ء میں یہودیوں نے دیوار براق پر قبضہ کرنا چاہا لیکن مسلمانوں کی مزاحمت کے سبب یہودیوں کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکا، دیوار براق مسجد اقصیٰ کا ایک حصہ ہے جو مسجد کی جنوبی سمت میں واقع ہے، حضور ﷺ کو جب معراج ہوئی اور آپ ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اسی دیوار سے اس براق کو باندھا تھا جس پر سوار ہوکر آپ تشریف لائے تھے، اسرائیل کی جانب سے دیوار براق پر قبضہ کی کوشش سے پیدا صورتحال پر قابو پانے کے لیے برطانوی نمائندہ حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی اور اسے اس تنازعہ کے تصفیہ کی ذمہ داری سونپی تھی، کمیٹی نے تحقیق کے بعد مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیا اور کھلے الفاظ میں کہا کہ یہ دیوار مسجد کا ایک حصہ ہے اور یہودیوں کا اس پر کوئی حق نہیں ہے، کمیٹی نے تو

مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیا لیکن 1967ء میں جب یہودیوں نے مسجد اقصیٰ پر غاصبانہ قبضہ کیا تو اس دیوار کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا، اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے اطراف کے مکانوں کو منہدم کر کے وہاں ایک وسیع معبد بنا دیا اور اس مقام کا نام ''مقام گریہ'' رکھا، بعض عرب مؤلفین کے مطابق یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کے زیرزمین ایک کشادہ تہہ خانہ تعمیر کیا ہے اور اس میں ایک یہودی گرجا گھر بنایا گیا ہے اور اس گرجا گھر میں جانے کا راستہ دیوار براق سے بنایا گیا جس کو اب لوگ دیوار گریہ کہنے لگے ہیں۔ 1994ء میں بھی اسرائیل کی ایک شرانگیزی سامنے آئی تھی اسرائیل نے آثار قدیمہ کی سرنگ کے قریب گیٹ کھولنے کی جرأت کی تھی جس پر زبردست احتجاج ہوا تھا اور جھڑپوں میں 41 اسرائیلی اور 15 عرب مارے گئے تھے، حالیہ انہدامی کارروائی کے بارے میں اسرائیل کی جانب سے یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ الحرم کو جانے والی مغربی گیٹ کے قریب کچھ تعمیر و مرمت کا کام کیا جا رہا ہے لیکن حیرت ہے کہ تعمیر و مرمت کے لیے بلڈوزر کی ضرورت کیسے پیش آئی، مقام واردات پر بلڈوزر دیکھے گئے، دوسری جانب اسرائیلی ماہرین آثار قدیمہ کا کہنا ہے کہ یہ ساری کارروائی ایک پل کی تعمیر نو کے لیے کی جا رہی ہے، اسرائیل جب بھی مسجد اقصیٰ کے قریب کھدائی کا آغاز کرتا ہے کچھ نہ کچھ بہانہ بنا تا رہا ہے۔

سپریم کورٹ کا فیصلہ

صورت حال کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ یہودی سپریم کورٹ کی جانب سے پاس کئے گئے ایک قانون میں کہا گیا ہے کہ مسجد اقصیٰ اسرائیلی سرزمین ہے اور اسرائیلی حکومت اس کی مالک ہے، نیز اس مسجد کی نگرانی ''اُمناء جبل الہیکل'' نامی ایک صہیونی ٹیم کے ذمہ ہے، اسرائیلی سپریم کورٹ کا یہ ایسا فیصلہ ہے جو تاریخی اعتبار سے کسی بھی طرح حقائق سے میل نہیں کھاتا، اس فیصلہ کے ذریعہ مسجد اقصیٰ پر مسلمانوں کے تاریخی و مذہبی حق کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اسرائیل کی جانب سے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کا ایک رخ یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ میں اسرائیل نے سیر و تفریح کی کھلی اجازت دے رکھی ہے، سیاح مسجد کے تقدس و احترام کا قطعی پاس و لحاظ نہیں کرتے، نیم برہنہ لباس میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط، قہقہے، چوما چاٹی اور بوسہ بازی جیسی دیگر نازیبا حرکات بھی اسرائیلی کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس قسم کی حرکتیں تمام عام مقامات پر بھی معیوب سمجھے جاتے ہیں چہ جائے کہ مسجد اقصیٰ جیسے مقدس مقام پر کی جائیں۔

لمحۂ فکریہ

مقدس سرزمین فلسطین میں یہودی مملکت کا قیام ایک بین الاقوامی سازش کے تحت کیا گیا ہے، یہ امت مسلمہ کا ایک ایسا ناسور ہے جو نصف صدی سے زائد عرصہ سے امت مسلمہ کے لیے چیلنج بنا ہوا ہے، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے بعد اب مسجد اقصیٰ ایک نئے ایوبی کے انتظار میں ہے، مسجد اقصیٰ کے تقدس کی پامالی امت مسلمہ کے لیے بہت بڑا سانحہ ہے، اسرائیل کے مظالم اور مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی پر مسلمانانِ عالم کی برہمی فطری بات ہے لیکن صرف وقتی طور پر برہمی کا اظہار کافی نہیں ہے، مسجد اقصیٰ کی آزادی اور ناپاک یہودی مملکت کے خاتمہ کے لیے طویل المیعاد منصوبہ

بندی ناگزیر ہے، اس کے لئے حکم ربانی "واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل" پر عمل کے ساتھ ملت اسلامیہ کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ضروری ہے۔

آج اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو باہم دست وگریباں کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں، عراق میں دشمن شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دینے میں کامیاب ہو چکا ہے، لبنان بھی خانہ جنگی کے دہانے پر کھڑا ہے، سب سے افسوسناک فلسطینی قائدین کا انتشار ہے، اس خلفشار کے نتیجہ میں سو سے زائد فلسطینی خود اپنے بھائیوں کی گولیوں کا شکار ہو گئے، یہ خوش آئند بات ہے کہ مکہ کی چوٹی کانفرس کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور حماس و فتح قائدین نے ایک قومی اتحادی حکومت تشکیل دینے پر اتفاق کیا، یہ تو آنے والے دن ہی بتائیں گے کہ مکہ مکرمہ معاہدہ پر عمل کرنے میں دونوں فریق کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں لیکن آثار بتا رہے ہیں کہ مکہ کی مقدس سرزمین پر طئے شدہ معاہدہ ضرور اثر دکھائے گا، بیت المقدس کی آزادی کا خواب خوش کن نعروں سے شرمندہ تعبیر نہ ہوگا، اس کے لیے مادی و معنوی تیاری کے ساتھ امت مسلمہ کے اندرونی اصلاح کی ضرورت ہے جس کے بغیر خدا کی مدد نہیں آتی۔

قبلۂ اول کی آزادی

استنبول میں القدس انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد

۲۵ رنومبر ۲۰۰۷ء

ایک خوش آئند اقدام

ایک ایسے وقت میں جبکہ اس ماہ کے اواخر میں امریکی زیر پرستی انا پولس میں مشرق وسطیٰ کانفرنس منعقد ہونے جارہی ہے، جس کے تعلق سے فکر مند حلقوں کی جانب سے اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ اس کانفرنس میں فلسطینیوں کو مزید رعایتوں پر مجبور کیا جائے گا اور امن کے نام پر فلسطینی کاز پر سودے بازی کی جائے گی، ایسے حالات میں گذشتہ دنوں ترکی کے معروف شہر استنبول میں قبلۂ اول کی آزادی کے موضوع پر القدس انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد ایک خوش آئند اقدام ہے، جس میں دنیا بھر سے 65 ممالک کے تین ہزار سے زائد مندوبین نے شرکت کی، اس کانفرنس کا خاص امتیاز یہ تھا کہ اس میں مسلمانوں کے علاوہ مسیحی برادری کی بھی نمائندگی رہی، استنبول القدس کانفرنس اس لحاظ سے اہمیت کی حامل قرار دی جائے گی کہ اس کا انعقاد انا پولیس میں منعقد ہونے والی مشروق وسطی امن کانفرنس سے عین قبل میں آیا، کانفرنس میں دنیا بھر سے شرکت کرنے والے قائدین نے عالمی برادری کو متوجہ کیا کہ بیت المقدس اور فلسطین عالم انسانی کا ایک ایسا مشترکہ مسئلہ ہے جس کے حل کے بغیر دنیا میں قیام امن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا، اس عظیم قضیہ کے منصفانہ حل کے بغیر قیام امن کے لئے کی جانے والی ساری کوششیں لاحاصل ہیں، استنبول القدس انٹرنیشنل کانفرنس کے پہلے سیشن میں مختلف ملکوں کی نمائندگی کرنے والے بیشتر مقررین نے قبلہ اول کی آزادی اور مقبوضہ بیت المقدس کی مسلمانوں کو واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے مذہبی مقدسات کے خلاف یہودی سازشوں کو تنقید کا نشانہ بنایا، کانفرنس میں قبلۂ اول کی آزادی کے علاوہ فلسطین میں بڑھتی ہوئی یہودی کالونیوں اور تیز رفتار بازآبادکاری کے خلاف بھی اظہار خیال کیا گیا، کانفرنس کے میزبان معن بشار نے کہا کہ فلسطین میں تعمیر کی جارہی یہودی کالونیاں غیر قانونی ہیں انہوں نے تمام مقدسات کو مسلمانوں اور عیسائیوں کے حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا۔

مسجد اقصیٰ سے مسلمانوں کا اٹوٹ رشتہ

فلسطین اور مسجد اقصیٰ سے مسلمانوں کا اٹوٹ رشتہ محتاج بیان نہیں ہے، قرآن مجید فلسطین کو ارض مبارک سے تعبیر کرتا ہے، بیت المقدس مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے، یہیں سے رسول اللہ ﷺ کو معراج سے سرفراز کیا گیا تھا،

ہجرتِ مدینہ کے بعد مسلمان سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

مسجد اقصیٰ کی مختصر تاریخ

بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کے چالیس سال بعد بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی تھی، مرورِ زمانہ کے ساتھ بعد میں پورے علاقہ کے لئے بیت المقدس کا لفظ استعمال ہونے لگا، حضرت اسحاق اور یعقوب اسی سرزمین سے اٹھے، ایک ہزار سال قبل مسیح حضرت داؤد ؑ نے اس شہر کو اپنا دارالحکومت بنایا تھا، چھٹی صدی قبل مسیح کے ابتدائی سالوں میں بابل کے حکمراں بخت نصر نے بیت المقدس میں بڑی تباہی مچائی تھی، بعد کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ ؑ نے اس کو اپنی دعوتی مہم کا مرکز بنایا تھا، 614ء میں ایرانیوں کی تباہی سے سارے شہر میں بدامنی عام ہوگئی تھی حتی کہ ان فارسیوں نے عیسائیوں کے سب سے مقدس مقام القیامہ چرچ کو برباد کیا تھا، ان کا زور اس وقت ٹوٹا جب قرآن کی پیشین گوئی کے مطابق شاہ روم ہرقل کی مہم سے بیت المقدس اس کے زیر تسلط آ گیا اور 637ء یعنی رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک اسی حال پر قائم رہا، بیت المقدس کے تقدس کی بحالی اور قبلہ اول کی بازیابی کی آپ کو بڑی تمنا تھی، بالآخر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں خالد بن ولید کی قیادت میں مسلمانوں نے ہرقل کی فوج کو شکست دی، اس موقع پر پوپ صفرونیوس نے اپنے ہاتھوں سے شہر کی کنجیاں حضرت عمرؓ کے حوالہ کیں، عہد اموی اور عہد عباسی اور بعد کے ادوار میں مسلمان نے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر ومرمت کا غیر معمولی اہتمام کیا یہاں تک کہ 1099ء کی صلیبی یلغار میں 70 ہزار مسلمان مارے گئے، مسجد اقصیٰ کو صلیبی عبادت گاہ میں تبدیل کر دیا گیا، 88 سال کے طویل عرصہ سے مسجد اقصیٰ مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتی رہی بالآخر حطین نامی مقام پر 1187ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کو شرمناک شکست دے کر بیت المقدس کو آزاد کیا، اس کے بعد اگرچہ طویل عرصہ تک بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ رہا لیکن صلیبی عداوتیں نقطۂ عروج کو پہنچ چکی تھیں، چنانچہ سازشوں کا سلسلہ چلتا رہا۔

صہیونی سازشیں

بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ عالم اسلام کو دو بڑے سانحوں سے دوچار ہونا پڑا، ایک 1823ء میں خلافت عثمانیہ کا زوال اور دوسرا بڑا سانحہ جواب تک پوری ملت کے لئے ناسور بنا ہوا ہے عالم عرب کے قلب میں اسرائیل کا ناجائز قیام اور فلسطین پر اسرائیلی تسلط ہے، اگرچہ باقاعدہ صہیونی تحریک کا آغاز 1997ء میں ہوا لیکن 1880ء سے یہودیوں کی ہجرت اور فلسطین میں بازآبادکاری کا سلسلہ شروع ہوگیا، فلسطین پر تسلط اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کو صہیونی تحریک کا اولین مقصد قرار دیا گیا، فلسطین میں یہودیوں کی آبادی تیزی سے بڑھنے لگی، اس وقت کے ترکی کے شاہ سلطان عبدالمجید خان سے فلسطین کو یہودیوں کے حوالہ کرنے کے سلسلہ میں گفتگو کی گئی شاہ نے صاف انکار کیا جس پر انھیں مختلف سازشوں کے ذریعہ معزول کر دیا گیا، پہلی جنگ عظیم کے بعد 1917ء میں صہیونی تحریک نے برطانوی

استعمار کے تعاون سے اعلان کیا کہ فلسطین ان کا قومی وطن ہے، 1922ء میں مجلس اقوام نے فلسطین کو انگریزی انتداب میں دیئے جانے کا فیصلہ کیا، 1947ء میں جب یہ مسئلہ اقوام متحدہ کے زیر بحث آیا تو فلسطین کو یہودیوں اور عربوں میں تقسیم کرنے کا ظالمانہ فیصلہ کیا گیا اس کے بعد 14 مئی 1948ء کو اسرائیلی ریاست کے باضابطہ قیام کا اعلان کیا گیا جس کی یورپ کی بڑی طاقتوں نے تصدیق بھی کی، 1948ء تک فلسطین کے بیشتر حصہ کے علاوہ القدس کے مغربی حصہ پر یہودیوں کا قبضہ ہو گیا، پھر 1967ء میں اس شہر مقدس کو پوری طرح یہودی رنگ میں رنگنے کی بھرپور کوشش شروع کی گئی، عربوں کی زمینیں ، کھیت اور اثاثے چھین لئے گئے، انہیں طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کر کے القدس شہر چھوڑنے پر مجبور کیا جانے لگا، 1994ء کے آتے آتے اس خطہ میں عربوں کی آبادی 70 فیصد سے گھٹ کر 26 فیصد ہو گئی؛ جبکہ یہودی آبادی 25 فیصد سے بڑھ کر 75 فیصد کو پہنچ گئی، 1967ء میں اسرائیلی فوج القدس شہر پر مکمل قابض ہو گئی، عرب محلوں کی زمینیں ضبط کر لی گئیں اور عرب پر مشتمل علاقوں کے گھروں کو منہدم کر دیا گیا، صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ شروع سے اسرائیل کی جانب سے مسجد اقصیٰ کو نقصان پہنچانے بلکہ اس کے وجود کو مٹانے کی کوششیں کی جاتی رہیں۔

1948ء میں القدس کے احاطہ کی جنوبی دیوار کے نیچے مسجد اقصیٰ کے پیچھے 70 میٹر کھدائی کی گئی جس سے باب المغاربہ سے ہوتے ہوئے زاویہ فخریہ کے تحت آنے والی عمارتیں متاثر ہوئیں، 4 جون 1969ء کو اس علاقہ کے تمام باشندوں کو جلاوطن کر دیا گیا، 1973ء تک کی کھدائی سے حرم القدس کے پانچ دروازے متاثر ہوئے اور 4 مساجد اس کی لپیٹ میں آئیں، پھر حرم القدس کی چہار دیواری کو 80 میٹر لمبائی تک کھودا گیا، اس سے مسجد اقصیٰ کے نیچے برآمدوں کو نقصان پہنچا، گذشتہ فروری میں بھی پھر سے انہدامی کاروائی کا آغاز کر کے اسرائیل نے ایک بار پھر پورے عالم اسلام کو تشویش میں مبتلا کر دیا تھا، مسجد اقصیٰ کے بیرونی باغ میں کھدائی اور اس کے کچھ بیرونی جنوبی حصوں کو گرانے کی اسرائیلی کوششوں سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی تھی۔

مسجد اقصیٰ کے خلاف اسرائیلی جارحیت کوئی نیا واقعہ نہیں ہے بلکہ گذشتہ چالیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے، ماضی میں اس مقدس مقام کو آگ لگانے بم رکھنے دھماکے کرنے اور سرنگ بنا کر اس کی ایک قدیم سرنگ سے جوڑنے کی مجرمانہ سازشیں ہو چکی ہیں، 1969ء میں پہلی بار اسرائیلی قبضہ میں مسجد اقصیٰ پر حملہ ہوا، مسجد اقصیٰ میں آگ لگا دی گئی، مسجد اقصیٰ کے آس پاس اور اس کے نیچے کھدائی کا سلسلہ بھی 1967ء میں پہلی بار ہیکل سلیمانی کی تلاش کے نام پر شروع کیا گیا، پھر اس کے بعد 1970ء، 1974ء اور اس کے بعد وقفہ وقفہ سے بار بار اسرائیل کی جانب سے شرانگیزی کا سلسلہ جاری رہا، اب تک اسرائیل مسجد اقصیٰ اور القدس شہر کو یہودیانے کی پالیسی پر گامزن ہے، چنانچہ گذشتہ 22 نومبر کی اخباری اطلاعات میں مقبوضہ یروشلم کے میئر یوری لوپونکی کا بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اعلان کیا کہ القدس کو یہودی شہر بنانے کے لئے 200 ملین ڈالر کا بجٹ مختص کر دیا گیا ہے، مشرقی یروشلم کو یہودی رنگ میں رنگ لیا جائے گا، انہوں نے پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران کہا کہ حکومت نے القدس کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے نقشہ تیار کر لیا ہے، جس پر جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا، ذرائع کے مطابق یروشلم کو جدید خطوط پر استوار کرنے

اور اس کی حمایت کے لئے یروشلم کے میئر اگلے ہفتے امریکہ کا دورہ کریں گے جہاں وہ یہودی کمیونٹی سے امداد بھی حاصل کریں گے۔

عملی اقدامات کی ضرورت

استنبول میں منعقدہ حالیہ القدس انٹرنیشنل کانفرنس میں شریک مندوبین نے جیسا کہ بعض قومی اخبارات نے رپورٹنگ کی ہے اسلامی مقدسات کے خلاف یہودی شرانگیزیوں کا خصوصیت کے ساتھ نوٹ لیا، کانفرنس کے میزبان معن بشار نے کانفرنس کے افتتاحی سیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہودیوں کی جانب سے مسجد اقصیٰ کی بنیادوں میں ہیکل سلیمانی کے کھنڈرات کی تلاش کی آڑ میں کھودی جانے والی سرنگیں مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کی کھلی سازش ہیں، قبلۂ اول کی بازیابی اور مسجد اقصیٰ کی حفاظت عالم اسلام کی دیرینہ آرزو ہے، اس کے لئے دنیا بھر کے مسلم قائدین اور امت مسلمہ کے عام افراد فکر مند ہیں، لیکن محض آرزو یا مطالبہ سے مقصد میں کامیابی ممکن نہیں، قبلۂ اول کی بازیابی کے لئے کہا اور لکھا تو بہت کچھ جارہا ہے لیکن ٹھوس عملی اقدامات اور منصوبہ بندی کی طرف توجہ نہیں دی جارہی ہے، حالیہ استنبول کانفرنس میں شریک مندوبین نے سب سے زیادہ اسی پہلو پر زور دیا، چنانچہ مصر کے سابق وزیراعظم عزیز صدقی نے اپنے خطاب کے دوران کہا کہ قبلۂ اول کی آزادی کے لئے باتیں کم اور جدوجہد تیز کرنے کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں امت مسلمہ اور عرب ممالک کو سنجیدگی سے سوچنا ہوگا۔

دفاع پر توجہ

اس وقت پچاس سے زائد مسلم عرب ممالک اسرائیل کے آگے بے بس ہونے کی ایک اہم وجہ اسرائیل کی بے پناہ دفاعی قوت ہے، اسرائیل اپنی طاقت کے نشہ میں نہ اقوام متحدہ کی قرارداد کو خاطر میں لاتا ہے اور نہ ہی عرب قائدین کے ساتھ کئے گئے معاہدوں کا پاس ولحاظ رکھتا ہے، ایسے میں عرب ممالک اور عالم اسلام کے لئے دفاعی قوت پر توجہ ناگزیر ہے، یہ خوش آئند بات ہے کہ عالم اسلام میں اس تعلق سے پیش رفت دکھائی دے رہی ہے، اسرائیل صرف قوت کی زبان جانتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ ایران کے نیوکلیئر پروگرام سے حد درجہ خائف نظر آتا ہے، ایران کے خلاف امریکہ کا سارا شور اسرائیل کے تحفظ کے لئے ہے، عرب ممالک میں دفاع سے متعلق شعور جاگ رہا ہے، گذشتہ دنوں مصر نے بھی نیوکلیئر پروگرام کے آغاز کے اپنے عزائم کا اعلان کر دیا، سعودی عرب میں بھی اچھی پیش رفت ہورہی ہے، استنبول کی حالیہ کانفرنس میں مصر کے سابق وزیراعظم نے بھی اس پر زور دیتے ہوئے کہا کہ بنیادی حقوق کے حصول کا بہتر طریقہ قوت کے ذریعہ جدوجہد کرنا ہے جو چیز قوت کے ذریعہ چھینی گئی ہو وہ قوت ہی سے واپس لی جاسکتی ہے، اس کانفرنس میں فلسطینیوں کی نمائندہ جماعت تحریک اسلامی اور حماس کے قائد شیخ رائد صلاح نے کہا کہ القدس اور مسجد اقصیٰ امت مسلمہ عرب ممالک فلسطینیوں اور ہر آزاد انسان کا اجتماعی مسئلہ ہے، شیخ صلاح نے کا ایک اہم پہلو کی جانب توجہ مبذول کرائی کہ فلسطین کا مسئلہ صرف فلسطینیوں یا عربوں کا نہیں ہے بلکہ یہ ساری امت مسلمہ بلکہ ساری

انسانیت کا مسئلہ ہے، مغربی طاقتوں نے فلسطینی قضیہ کی عالمیت ختم کرنے کے لئے بڑی چابکدستی کے ساتھ عربوں میں قومیت عربیہ کا فتنہ کھڑا کیا اور عربوں اور ترکوں کے درمیان دوری پیدا کی، اسرائیلی اور مغربی میڈیا ہمیشہ فلسطینی قضیہ کو ایک علاقائی مسئلہ کے طور پر پیش کرتا آرہا ہے، شیخ رائد صلاح نے کہا کہ جب تک قبلہ اول یہودیوں کے تسلط میں ہے مسلمانوں کو اس کی آزادی کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہیے، امریکی زیر سرپرستی منعقد ہونے والی مشرق وسطیٰ کانفرنس سے قبل عالمی برادری کو باور کرانے کی ضرورت ہے کہ اصل قضیہ فلسطین اور مسجد اقصیٰ پر ناجائز اسرائیلی تسلط کا ہے، مسجد اقصیٰ کے بغیر فلسطین سے متعلق کسی بھی قسم کے مذاکرات بے فیض ہوں گے، بڑی طاقتیں اگر اس عالمی قضیہ کے حل کے تئیں فی الواقع سنجیدہ ہیں تو روڈ میاپ کے مطابق اسرائیل کو اپنے پرانے موقف پر آنے کے لئے مجبور کریں، امریکہ اور دیگر مغربی طاقتیں فلسطین کی موجودہ ابتر داخلی صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فلسطینیوں کو مزید سودے بازی کے لئے مجبور کرنا چاہتے ہیں۔

القدس کے خلاف اسرائیلی جارحیت
ایک ہوں مسلم قدس کی پاسبانی کے لئے

۹ر نومبر ۲۰۰۸ء

ایک تشویشناک خبر

گزشتہ ہفتہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ تشویش ناک خبر اسرائیل سے آئی ہے، اسرائیلی عدالت نے یروشلم کے مضافات میں واقع اصحاب رسول کے مزارات پر جو قدس شہر سے متصل ہیں یہودی میوزیم تعمیر کرنے کی اجازت دے دی ہے، اسرائیلی عدالت کا یہ فیصلہ بیت المقدس کو یہودی رنگ میں رنگنے کی اسرائیلی سازش کا ایک حصہ ہے، اسرائیل میں تحریکِ اسلامی کے روح رواں شیخ رائد صلاح نے اسرائیلی عدالت کے حالیہ فیصلہ پر اپنے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ صہیونی حکمراں اپنے اس فیصلہ کے ذریعہ عالم اسلام اور عالم عرب کے خلاف گویا عالمی جنگ کا اعلان کررہے ہیں، رائد صلاح نے اسے صہیونیوں کی نہایت غیر مہذب اور گھناؤنی سازش قرار دیا، مفتی اعظم فلسطین شیخ محمد حسین نے اسرائیلی عدالت کے حالیہ فیصلہ کو نہایت اشتعال انگیز قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کے نتیجہ میں یروشلم کے مقاماتِ مقدسہ کو سنگین خطرہ لاحق ہوگیا ہے، بیت المقدس کے جس قبرستان میں یہودی میوزیم تعمیر کرنے کی بات کہی جارہی ہے اس میں ہزاروں مسلمان مدفون ہیں، جنکی تعداد 1948ء تک 70000 تھی اور بعض اصحابِ رسول کی بھی قبریں واقع ہیں، فلسطینی مسلمانوں نے وسطی بیت المقدس میں واقع مذکورہ قبرستان میں یہودی میوزیم تعمیر کرنے کے خلاف عدالت میں اپیل کی تھی، لیکن گزشتہ 29 اکتوبر کو اسرائیلی عدالت نے اس اپیل کو مسترد کردیا، اس قبرستان میں 2006ء میں میوزیم کی تعمیر کے لئے کھدائی کا عمل شروع کیا گیا تھا لیکن کھدائی کے دوران باقیات کی دستیابی کے بعد کھدائی روک دی گئی تھی، اسرائیلی عدالت کے حالیہ فیصلہ سے ایک بار پھر خطرات کے بادل منڈلانے لگے ہیں، اطلاعات کے مطابق یہودی اس مقام پر 250 ملین ڈالر کی لاگت سے میوزیم تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

خیمۂ اسحاق کی کشادگی

وسطی بیت المقدس کے مسلم قبرستان پر میوزیم کی تعمیر کا مسئلہ تو بالکل تازہ ہے اس سے خطرناک اطلاع 13 اکتوبر کے اخبارات میں شائع ہوئی جس سے مسجد اقصیٰ کے تعلق سے اسرائیل کے جارحانہ عزائم کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، اطلاع کے مطابق مسجد اقصیٰ سے 80 میٹر کے فاصلہ پر مشرقی یروشلم میں نئی تعمیر کردہ یہودی عبادت گاہ ''خیمہ اسحاق '' کو

اسرائیلی حکام نے کھول دیا، اس موقع پر منعقد کی گئی ایک اختتامی تقریب میں شرکت کے دوران یہودی رہنما ابی شمویل ربیبو یچ نے کہا کہ بیت المقدس میں یہودیوں کو ماضی کی درخشاں تاریخ کا پتہ چلانے کے لئے تمام مشرقی یروشلم میں کھدائی کا حق حاصل ہے، لہٰذا مسجد اقصیٰ کے قریب جاری کھدائی حق بجانب ہے، مسجد اقصیٰ کے امور کی نگرانی کرنے والے مسجد اقصیٰ فاؤنڈیشن نے بھی باخبر کیا ہے کہ ویسٹرن وال ہریٹج فاؤنڈیشن اور اسرائیلی محکمہ آثار قدیمہ کی جانب سے بیت المقدس میں کھدائی کا سلسلہ جاری ہے اور سرنگیں تیار کی جارہی ہیں جس کے نتیجہ میں قبلۂ اول کے وجود کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے، گزشتہ 28 اکتوبر کو تنظیم اسلامی کانفرنس کی قدس کمیٹی کے سربراہ شاہ مراقش محمد ششم نے سربراہانِ مملکت کے نام اپنے ایک پیغام میں انتباہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ مسجد اقصیٰ کے قریب اسرائیلی حکومت کی معاندانہ سرگرمیاں جاری ہیں، شاہ محمد ششم نے کہا کہ اسلامی ضلع البراق کے قریب جو مسجد اقصیٰ سے متصل ہے اسرائیلی حکام یہودی عبادت خانہ تعمیر کررہے ہیں۔

القدس کی اسلامی شناخت کو مٹانے کی کوشش

القدس اور مسجد اقصیٰ کے خلاف جارحیت کو اسرائیل اپنی پالیسی کے طور پر اپنایا ہوا ہے، جس پر وہ شروع سے گامزن ہے، کافی عرصہ سے اسرائیل القدس کو یہودیانے کے لئے مختلف قسم کے جارحانہ اقدامات کرتا آرہا ہے، اسرائیل القدس کی اسلامی شناخت کو مٹانا چاہتا ہے، ارضِ فلسطین پر ناجائز صہیونی مملکت کے قیام کے ساتھ القدس اور مسجد اقصیٰ کے خلاف اس کی جارحانہ اور معاندانہ سرگرمیوں کا سلسلہ جاری ہے، 1333ھ / 1914ء میں سلطنت عثمانیہ کی جنگِ عظیم میں شکست کے بعد 1336ھ/ 1917ء میں بیت المقدس انگریزوں کے قبضہ میں چلا گیا، اس کے بعد 1368ھ/ 1948ء میں عرب یہود جنگ کے نتیجہ میں یہودیوں نے بیت المقدس کے 66.2 فیصد رقبہ پر قبضہ کرلیا، لیکن پرانا شہر جب بھی مسلمانوں کے قبضہ میں رہا، بالآخر 1967ء میں فلسطین کے دیگر باقی ماندہ حصوں کی طرح القدس کا باقی حصہ بھی یہودیوں کے قبضہ میں چلا گیا، اس کے بعد یہودی بیت المقدس کو وسعت دینے کی پالیسی پر گامزن ہوگئے، شہر کا رقبہ جو پہلے صرف 13 مربع کلومیٹر تھا اسے 108 مربع کلومیٹر کردیا گیا اور ایک سازش کے تحت اسے بیت المقدس عظمیٰ کا نام دیا گیا، 1967ء میں اسرائیلی پارلیمنٹ نے قدس کے دونوں حصے مشرقی و مغربی بیت المقدس کو ضم کردینے کا بھی بل پاس کیا، پھر 1980ء میں متحدہ قدس کو اسرائیل کی ابدی راجدھانی قرار دیا گیا، 1967ء میں مکمل قدس پر قبضے کے بعد قدسِ عربی کی سیکریٹریٹ تحلیل کرکے عرب عدالتِ مرافعہ کو قدس سے ہٹا کر رام اللہ منتقل کردیا گیا، اس کے ساتھ القدس شہر کے مسلم اور عرب شہریوں پر یہودی قانون لاگو کردیا گیا، ساری یہودی وزارتیں اور حکومتی ادارے قدس منتقل کردیئے گئے، پھر عرب اسکولوں کے نصابِ تعلیم کو یہودیانے کا عمل شروع ہوا، 1969ء میں " بیت المقدس عظمیٰ " کی تفصیلات منظر عام پر لائی گئیں، اور القدس کو یہودیانے کے اسرائیلی منصوبے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے القدس کے اردگرد تقریباً پندرہ یہودی کالونیاں آباد کی گئیں۔

خطرناک منصوبہ

1974ء میں صہیونیوں کے سابقہ پلان کے تحت "رافل بنکر" منصوبہ منظر عام پر آیا جو درج ذیل الفاظ پر مشتمل تھا:

(۱) یہودی اقتدار اعلیٰ کے تحت پورا شہر بیت المقدس متحدہ شہر رہے گا۔

(۲) شہر کی سرحدوں کو 18 محلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ہر محلہ کی ایک ذیلی بلدیاتی کونسل ہوگی جو مرکزی بلدیاتی کونسل کے ماتحت ہوگی جس کے 55 ممبر ہوں گے جن میں 38 یہودی ہوں گے۔

(۳) یہودی محلوں کو ایک قسم کی خودمختاری حاصل ہوگی۔

(۴) مقاماتِ مقدسہ میں ہر مذہب والے کے لئے عبادت کی آزادی ہوگی۔

(۵) عرب باشندوں کی تعداد 25 فیصد سے زائد ہونے نہ دی جائے گی۔

(۶) شہر کی توسیع شمال میں رام اللہ اور بیرہ شہروں کے عربی خطوں کو شامل ہوگی اور شرقاً ابودیس اور عیزریہ کو اور جنوباً بیت اللحم کو۔

پھر 1975ء میں قدس کے نقشے میں مزید توسیع کی گئی جن میں 9 شہروں اور 60 عرب مواضعات کو شامل کرلیا گیا یعنی مغربی کنارے کے 30 فیصد رقبہ کو لے لیا گیا جس میں مزید 15 یہودی کالونیاں بسا کر سارے خطے کو یہودیانے کے عمل کو جاری رکھا گیا، 1981ء تک 9 مزید یہودی محلے شہر قدس کے حدود میں شامل کردیئے گئے، یہودی منصوبہ کے مطابق 2000ء تک قدس شہر میں 10 لاکھ یہودیوں کو آباد کرنا طئے تھا اور یہ بھی طئے تھا کہ عربوں کی تعداد ڈھائی لاکھ سے متجاوز نہ ہو، اس منصوبہ پر اسرائیل شروع سے عمل پیرا ہے، اس وقت قدس شہر میں یہودیوں کی آبادی 80 فیصد سے زائد ہے۔ (فلسطین کسی صلاح الدین کے انتظار میں)

مسجد اقصیٰ ہیکل سلیمانی پر قائم نہیں

شہر قدس کے علاوہ مسجد اقصیٰ بھی شروع سے اسرائیل کا ہدف رہی ہے، مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی معراج گاہ ہے، آپ کو یہیں سے معراج سے سرفراز کیا گیا تھا، مسجد اقصیٰ کے تعلق سے یہودیوں کا بے بنیاد عقیدہ ہے کہ مسجد اقصیٰ ہیکل سلیمانی کے ملبے پر قائم ہے، چنانچہ اس مفروضہ کو بنیاد بنا کر اسرائیل مسجد اقصیٰ کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کرتا رہتا ہے، اگرچہ اس وقت مسجد اقصیٰ کا انتظام وانصرام اردنی وزارتِ اوقاف وامور مقدساتِ اسلامیہ کے تحت انجام دیا جاتا ہے لیکن مسجد اقصیٰ قبضہ یہود میں ہے، 1967ء سے اس پر اسرائیل کا قبضہ ہے، مسجد اقصیٰ کے خلاف اسرائیلی جارحیت کا سلسلہ کافی عرصہ سے جاری ہے، مسجد اقصیٰ کے وجود کو خطرات سے دوچار کرنے کے لئے اسرائیل اب تک کئی تخریبی سرگرمیاں انجام دے چکا ہے، اس مقدس مقام کو جلانے گرانے اور دھماکوں سے اڑانے کی کئی کارروائیاں ہوچکی ہیں، مسجد اقصیٰ کے قریب کھدائی کا عمل بھی عرصہ سے جاری ہے، حتی کہ

مسجد اقصیٰ کے نیچے سرنگیں کھودنے کا بھی انکشاف ہوا ہے، جسکی وجہ سے اس کے بہت سے حصوں میں دراڑیں پڑ گئی ہیں، اس مسجد کے مغربی دیوار کے ایک حصے کو علیحدہ کر کے اسے دیوار گریہ کا نام دے کر مسلمانوں کو اس کے قریب جانے سے روک دیا گیا ہے،

اقصیٰ کے خلاف جارحانہ سرگرمیوں کا تسلسل

1967 ء کے بعد ہی سے مسجد اقصیٰ کے خلاف یہودیوں کے معاندانہ اقدامات جاری ہیں، درج ذیل تاریخی تفصیلات سے مسجد اقصیٰ کے خلاف اسرائیل کی جارحانہ سرگرمیوں کے تاریخی تسلسل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(ا) 11/ جون 1967ء کو مغاربہ محلہ کے باشندوں کو 24 گھنٹے میں محلہ خالی کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا یہ محلہ مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کے پڑوس میں واقع ہے، اعلان کے 4 2 گھنٹے کے بعد اس محلہ کا نام ونشان مٹا دیا گیا، 650 عربوں کو گھروں سے بھگا کر ان کے گھروں کو زمین بوس کر دیا گیا، اسی طرح شرف محلے سے 3 ہزار عربوں کو بے گھر کر دیا گیا اور اس میں یہودیوں بسا کر اس کا نام حارۃ الیہود رکھا گیا، مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار جسے حائط براق کہتے ہیں قبضہ کر کے اسے دیوار گریہ کا نام دیا گیا (۲) 1967ء میں ہی صہیونی حکومت نے مسجد اقصیٰ کے مغربی گوشے کو ڈھایا، اس کے قریب واقع عربوں کے چار گھر بھی ڈھا دیئے، (۳) 31/8/ 1967ء اسرائیلی پولیس نے مسلمانوں سے باب مغاربہ چابی چھین لی (۴) ، مسجد اقصیٰ کے صحن میں واقع مدرسہ تنکریہ پر 1969ء میں صہیونیوں نے قبضہ کر لیا، مدرسہ کے پڑوس میں واقع 10 گھروں سے ان کے مسلمان مکینوں کو زبردستی نکالا گیا، (۵) 1969ء میں ایک آسٹریلوی یہودی نے مسجد اقصیٰ کے جنوبی حصے کو جلا دیا اس واقعہ میں حضرت صلاح الدین ایوبی کا منبر اور جنوبی دیوار بھی خاکستر ہوگئی (۶) 1993ء کو اسرائیلی عدالت نے ایک فیصلہ صادر کیا جس کی رو سے مسجد اقصیٰ کی حرمت کو پامال کرنے صہیونیوں کو کھلی چھوٹ دے دی گئی، فیصلہ میں کہا گیا کہ مسجد اقصیٰ ریاست اسرائیل ہی کا حصہ ہے القدس پر اسرائیلی ریاست ہی کے قوانین لاگو ہوں گے (۷) 1975ء میں ایک صہیونی عدالت نے مسجد اقصیٰ کے صحن میں یہودیوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی، اس وقت مسجد اقصیٰ کے تمام دروازوں پر یہودی پولیس کا قبضہ رہتا ہے، مسجد کی حفاظت کے بہانے سارے نمازیوں کی جامہ تلاشی لی جاتی ہے۔

(۸) مسجد اقصیٰ کے اندر اب تک صہیونیوں کی جانب سے بارہا خون خرابہ کیا جا چکا ہے، 1990-10-8ء کا قتل عام مشہور ہے جس میں 18 نمازی شہید اور سینکڑوں زخمی ہو گئے تھے، اسرائیل 1967ء ہی سے مسجد اقصیٰ کی اصلاح ومرمت کی اجازت نہیں دے رہا ہے تاکہ عمارتیں بوسیدہ ہو کر گر جائیں۔

مسجد اقصیٰ کی حفاظت اور اسکی بازیابی امت مسلمہ پر عائد ایک اہم فریضہ ہے، اس کے لئے جس جوش ایمانی اور غیرتِ اسلامی کی ضرورت ہے جس سے مسلم حکمراں عاری ہیں، آج مسلمانوں کو عوامی اور حکومتی سطح پر متحد ہونے کی ضرورت ہے، قبلۂ اول کی بازیابی اتحاد ملی کے بغیر ممکن نہیں، افسوس کہ ہمارے عرب حکمراں اپنے مسائل ان اسرائیل نواز مغربی قائدین کے پاس لے جاتے ہیں، جو ہر معاملہ میں اسرائیل کی پیٹھ ٹھوکتے ہیں، قبلۂ اول کی بازیابی اور مسجد

اقصیٰ کے تحفظ کے لئے مومنانہ صفات اور سلطان صلاح الدین ایوبی جیسے قائدین کی ضرورت ہے۔

مسجد اقصیٰ کی تقسیم کی صہیونی سازش

۲۸ر دسمبر ۲۰۰۸ء

اگرچہ سقوطِ خلافتِ عثمانیہ کے بعد سے یہودی اس بات کے لئے کوشاں رہے کہ مسجد اقصیٰ اوراس سے متصل علاقہ میں ان کی بھرپور شراکت رہے، لیکن اس تعلق سے باقاعدہ کوششوں کا آغاز 1967ء میں القدس پر مکمل قبضہ کے بعد ہوا، القدس کے دونوں مشرقی حصوں پر اسرائیلی فوج گزشتہ چالیس سال سے قابض ہے، اس دوران اس نے القدس کی اسلامیت کو ختم کرنے اوراسے یہودی رنگ میں رنگنے کی ساری کوششیں کرڈالیں، اسرائیلی نوآبادیوں اور حکومتی سازشوں کے ذریعہ یہودی مسجد اقصیٰ میں اپنے وجود کی برقراری کے لیے بھرپور کوشش کرتے رہے، مسجد اقصیٰ گزشتہ چالیس سال سے اسرائیل کی خفیہ اور ظاہری زیادتیوں کا نشانہ بنتی آرہی ہے، مسجد اقصیٰ کے خلاف اسرائیلی جارحیت مختلف انداز میں ہوتی رہی ہے، 11/1976ء دیوارِ ایران سے متصل محلہ کو ڈھایا گیا اوراس جگہ کو دیوار گریہ کے سامنے یہودیوں کی عبادت کے لئے ایک میدان میں تبدیل کردیا گیا، اس طرح انتہاء پسند صہیونی ڈینس مائیکل اوھان نے چند نوآباد یہودیوں کے تعاون سے مسجد اقصیٰ کے جنوبی علاقہ میں واقع مسجد عمر بن خطاب کو جلادیا بالخصوص سلطان صلاح الدین ایوبی سے موسوم منبر کو آگ لگادی، 1982ء میں ایک یہودی نے مسجد اقصیٰ مین نماز ادا کررہے مسلمانوں پر گولی چلادی جس کی وجہ سے کئی مسلمان شہید اور زخمی ہوئے 10,8/1998ء میں نام نہاد ہیکل سلیمانی کی سنگ بنیاد کے موقع پر جب مسلمانوں نے اسرائیلی فوج کو روکا تو ان پر نہایت بے دردی کے ساتھ فائرنگ کی گئی جس سے دسیوں فلسطینی ہلاک اور زخمی ہوگئے بارہا یہودیوں کی جانب سے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی گئی، 1986ء سے مسجد اقصیٰ سے قریب کھدوائی اور سرنگ کا سلسلہ جاری ہے ویسے سب سے پہلے اسرائیل نے 1966ء میں مسجد اقصیٰ اوراس سے متصل زمینوں میں ایک سرنگ کی کھدوائی کا آغاز کیا تھا، اس وقت 450 میٹر طویل سرنگ کھودی گئی جبکہ سارا عالم خواب غفلت میں تھا اسرائیل کی اس خطرناک کاروائی کا کسی کو علم نہ ہوسکا 1986ء تک یہ کاروائی مخفی رہی اس کے بعد مسلمانوں کو اس کا علم ہوا تو زبردست ہنگامہ کھڑا ہوا جسے سرنگ کا ہنگامہ کہا جاتا ہے یہ ہنگامہ تین دن تک جاری رہا جس میں 63 فلسطینی شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے اوراس وقت تک حالات قابو میں نہیں آئے جب تک اس سرنگ کو بڑے دروازوں کے ذریعے مقفل نہ کیا گیا 1996ء سے 2000ء تک عام لوگوں کا خیال تھا کہ کھدائی کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے، لیکن اس وقت ساری دنیا حیرت زدہ رہ گئی جب یہ معلوم ہوا کہ مسجد اقصیٰ کی مغربی سمت کے دروازوں سے گھس کر یہودیوں نے رومانی، اموی، ایوبی، اور مملوکی ادوار کے مقامات میں بڑی بڑی سرنگیں بناڈالی ہیں جبکہ ان مقامات کا یہودیوں سے کوئی تعلق

نہیں ہے، پھر 2006ء سے کھدائی کی کاروائیاں تیزی کے ساتھ اور کسی قدر کھلے عام ہونے لگیں اور عالم عرب بے بسی کے عالم میں تماشائی بنا رہا مسجد اقصیٰ کے مختلف حصوں میں کھدائی کی کاروائیاں اسی طرح جاری رکھی گئیں، کچھ کھدائیاں مسجد اقصیٰ کے جنوبی حصہ میں اور کچھ مغربی دیوار کے پاس اور کچھ شمالی حصہ میں کی گئیں۔

مسجد اقصیٰ کی تقسیم کی صہیونی سازش

یہودی مسجد اقصیٰ کے حصے بخرے کرنے پر تلے ہوئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح مسجد اقصیٰ کے کچھ حصوں کو بتدریج اپنے استعمال میں لیکر عملاً مسجد اقصیٰ کو یہودیوں اور مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے دیوار گریہ کی میدان کی توسیع کے لئے دیوار براق کے حصے کو دیوار گریہ کے احاطہ سے ملانا چاہتے ہیں؛ تا کہ اس میدان میں یہودی خواتین عبادت کے لئے اکٹھی ہو سکیں، 2-7-2007ء میں باب المغاربۃ جانے والے راستے کو توڑ کر اسے دیوار گریہ کے احاطے میں ضم کر دیا گیا؛ چنانچہ وہاں لوہے کی ایک معلق پل کی تعمیر کا آغاز کیا گیا یہ سب کارروائی اس لئے کی جارہی ہے کہ اس طرح مسجد اقصیٰ کے صحن کے جنوبی مغربی حصہ کو یہودیوں کی عبادت کے لئے مختص کر دیا جائے جس سے مسجد اقصیٰ کے صحن کا ایک بڑا حصہ یہودی تحویل میں چلا یا جائے گا، 13-4-2008ء کو صہیونی اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی تھی کہ دیوار براق کے پتھر ٹوٹ رہے ہیں، اس قسم کی خبر شائع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسجد براق میں نماز سے روکا جائے اور نمازی وہاں تک نہ پہنچ پائیں اور اس حصہ کو بتدریج یہودی عبادت گاہ مین تبدیل کر دیا جائے یا اسے مقدس یہودی شہر کا آثار قدیمہ قرار دیا جائے۔

شہر داؤد کے انکشاف کا دعویٰ

یہودی کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کے جنوبی حصے کی کھدائیوں کے نقشہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس جگہ زیر زمین شہر داؤد کے نام سے یہودیوں کا مقدس شہر ہے، یہ شہر جنوب میں مجمع عین سلوان سے شمال میں مسجد اقصیٰ کی باؤنڈری تک پھیلا ہوا ہے، صہیونیوں کا دعویٰ ہے کہ القدس میں قیام کے دوران حضرت داؤد علیہ السلام نے اس شہر کو تعمیر کیا تھا، اس وقت یہ شہر ان سات مقامات پر مشتمل تھا جہاں کھدائی کی گئی ہے جن میں سے چار مقامات میں کھدائی جاری ہے اور تین مقامات میں کھدائی کی تکمیل ہو چکی ہے، تکمیل شدہ مقامات درج ذیل ہیں:

(ا) سلوان حذقیال نالہ: یہ چشمہ سلوان میں واقع ہے جس کی لمبائی 533 میٹر ہے صہیونیوں کا دعویٰ ہے کہ جب یہودی شہر داؤد میں قیام کرنے لگے تو انہوں نے چشمہ سلوان سے پانی کو اوپر کی طرف لانے کیلئے حذقیال نالہ بنایا، تا کہ شہر داؤد کے مختلف حصوں میں بآسانی پانی پہنچایا جا سکے، جب کہ یہودیوں کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹ ہے، اس لئے کہ تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ یہ نالہ فلسطین میں یہودیوں کے داخلے سے صدیوں پہلے یبوسیین کے دور میں بنایا گیا تھا۔

(۲) کنعانی نالہ: اس کے دو حصے ہیں ایک سطح زمین پر ہے جو کافی بڑا ہے، جبکہ دوسرا زیر زمین ہے جس کی لمبائی 120 میٹر ہے۔

(۳) سلوان تالاب: یہ تالاب وادی حلوہ کے جنوب مغربی حصے میں واقع ہے جہاں سلوان نالہ ختم ہوجاتا ہے، یہ تالاب بیزنطی دور میں بنایا گیا تھا، وہ مقامات جہاں کھدائی کی سرگرمیاں جاری ہیں درج ذیل ہیں:

(۱) ہیرودیانی راستہ: صہیونیوں کا دعویٰ ہے کہ اس راستہ کا تعلق ہیکل ثانی کے عہد سے ہے، یہ ایک سیڑھی نما حصہ پر مشتمل ہے جو جنوب میں جامع عین سلوان کے علاقہ سے نکلتی ہے اور شمال میں دیوار براق کے صحن کے نصف تک تقریباً 600 میٹر ہے۔

(۲) ذخیرہ آب: یہ وادیٔ حیٰ کے شمال مغربی حصہ میں واقع ہے، یہ ایک 7 میٹر گہرا گڈھا ہے جس کی مساحت 15 میٹر ہے، صہیونیوں کا کہنا ہے کہ شاہ داؤد کے لئے اس ذخیرہ آب سے پانی فراہم کیا جاتا تھا، اس مقام پر بھی کھدائی کا سلسلہ جاری ہے، یہودی اس مقام پر قصر داؤد کی تلاش میں ہیں جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ یہ قصر اسی ذخیرہ آب کے مقابل میں واقع ہے۔ ((۳ سرداپ وارین: یہ انگریز سیاح چارلز وارین کی جانب منسوب ہے، وادی حلوہ کے مغربی محلہ میں واقع ہے، صہیونیوں کے مطابق یہ ملک داؤد کے دور میں زیر زمین راستہ کے طور پر کھودا گیا تھا تاکہ شہر داؤد کے باشندے جنگ کے زمانے میں بآسانی چشمے تک پہنچ سکیں۔ ((۴ کچھ کھدائی کے مقامات ایسے ہیں جن کے بارے میں صہیونیوں کا کہنا ہے کہ یہ اس قلعہ کی باقیات ہیں جو شہر داؤد کی تعمیر کے وقت سلوان چشمہ پر تعمیر کیا گیا تھا۔

مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار پر سرنگوں کا سلسلہ

مذکورہ بالا کھدوائیوں اور سرنگوں کے علاوہ صہیونی افواج نے مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار سے متصل لمبائی میں جال نما سرنگیں کھودی ہیں، ان میں سے پہلی سرنگ باب الحدید کے نیچے سے شروع ہوتی ہے، باب الحدید مسجد اقصیٰ کا دروازہ ہے اور یہ سرنگ شمال میں مدرسہ عمریہ کی جانب جاتی ہے، دوسری سرنگ بھی باب الحدید کے نیچے سے شروع ہوکر جنوب میں براق کے صحن کی جانب جاتی ہے، اسی طرح تیسری سرنگ دیوار براق کے نیچے سے شروع ہوکر مشرق میں سبیل الکاس وضوخانہ کی طرف جاتی ہے اور سبیل الکاس علاقہ کے نیچے سے جنوب میں المسجد القبلی کی جانب جاتی ہے، ان ساری سرنگوں کا مقصد یہودی شہر کی توثیق ہے، تاکہ نام نہاد یہودی شہر باب ثلاثی تک پھیل جائے جسے یہودی ہولدا گیٹ سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کے مطابق یہ ان سرنگوں کا باب الداخلہ تھا جو شہر داؤد اور نام نہاد ہیکل سلیمانی تک پہنچتی ہیں، جب کہ یہ سرنگیں شمال میں قبۃ الصخرہ تک پہنچتی ہیں، جسے یہودی قدس الاقداس کہتے ہیں، اس میں مقدس صخرۃ الخلق بھی پایا جاتا ہے جہاں سے کائنات کی تخلیق کا آغاز ہوا تھا، جس وقت سرنگیں عملاً مصلائے قبۃ الصخرہ تک پہونچ جائیں گی تو اس وقت گویا صہیونی مسجد اقصیٰ کی تقسیم کی سازش میں بہت کچھ پیشرفت کر چکے ہوں گے، یہودیوں کا سب سے خطرناک اور دشوار گذار مرحلہ یہ ہے کہ یہودی حاخاموں کو قدس الاقداس تک پہنچایا جائے تاکہ وہاں اپنے مذہبی رسوم ادا کرسکیں، قدس الاقداس میں ادا کئے جانے والے مذہبی رسوم یہودیوں کی نگاہ میں انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، یہ دراصل جبل ہیکل میں ادا کی جانے والی عبادت کا نقطۂ عروج ہیں، مسجد اقصیٰ کے شمال مغربی سمت کی طرف رخ

کریں، بالخصوص درب الآلام سے متصل واقع المدرستہ العمریہ کی جانب نظر دوڑائیں تو ہمیں کھدائیوں کا بڑا مقام نظر آئے گا جسے صہیونی القبہ تالاب کہتے ہیں، یہ مکمل طور پر المدرستہ العمریہ کے نیچے واقع ہے، اس تالاب کے تعلق سے صہیونیوں کا خیال ہے کہ یہ ہیکل ثانی کے دور میں بنایا گیا تھا، تاکہ شمال سے شہر داؤد کی حفاظت کے لئے خندق کا کام دے، مسجد اقصیٰ سے مغربی سمت میں 10 سے زائد کھدائی کے مقامات ہیں جن میں سے آٹھ مکمل ہو چکے ہیں۔

(ا) سلسلۃ الاجیال سرنگ: اس کا افتتاح 22 جون 2008ء میں کھدائی کے تقریباً 7 سال بعد ہوا، یہ دراصل متعدد ایسی گذرگاہوں اور کمروں پر مشتمل ہے جس میں یہودی تاریخ پیش کی گئی ہے، کھدائی کے ان مقامات کی صہیونی حکومت براہ راست سرپرستی کرتی ہے۔

(۲) خفیہ گذرگاہ: یہ دراصل مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کے نیچے پایا جانے والا سرنگ ہے، صہیونیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ راستہ اس پل کے لئے نچلی گذرگاہ کی حیثیت رکھتا تھا جو ہیکل کو القدس شہر سے ملاتی تھی۔ ((۳ ویلسن برج: یہ انگریز چارلز ویلسن کی جانب منسوب ہے جو باب السلسلہ کے نیچے واقع ہے۔((۴ ہیر دویانیہ ہال: یہ ویلسن برج کے مغرب میں باب الواد کے محلہ میں واقع ہے، یہ ایک وسیع ہال ہے۔ ((۵ بڑا ہال: یہ ہیر دویانیہ ہال کے شمال میں اس سے کچھ بلندی پر واقع ہے، یہ سب سے بڑا ہال ہے، لیکن اس میں عبادت نہیں کی جاتی؛ بلکہ یہ صرف گزرگاہ ہے جہاں سے سرنگیں نکلتی ہیں۔ ((۶ وارین گیٹ: یہ گیٹ باب القطانین کے نیچے واقع ہے۔((۷ المجر: باب الحدید کے نیچے واقع ہے، یہ ایک چھوٹا سا کمرہ نما سرنگ ہے جس میں مختلف قسم کے پتھر پائے جاتے ہیں۔ صہیونیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں سے ہیکل اول کی تعمیر کے لئے یہودیوں نے پتھر لئے تھے۔

مسجد اقصیٰ کے مشرقی علاقہ میں باب الرحمہ کے قبرستان کی زمین کو بھی یہودی بتدریج ہڑپ کرتے جا رہے ہیں، اسرائیل کے وزیر داخلی سلامتی نے گذشتہ سال اس قبرستان میں مرحومین کو دفن کرنے سے منع کیا تھا تاکہ اسے پارک میں تبدیل کیا جا سکے، صہیونی حکومت باب الواد محلہ میں یہودی عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے بھی کافی عرصہ سے کوشاں ہے، یہ عبادت گاہ خیمہ اسحاق کے نام سے تعمیر کی جا رہی ہے۔

مذکورہ تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ صہیونی کسی بھی طرح سے مسجد اقصیٰ کے ایک بڑے حصہ کو یہودیوں کے لئے مختص کرنا چاہتے ہیں، اس کے لئے بتدریج جارحانہ کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے، ان کا مسمٔ مسجد اقصیٰ کی تقسیم ہے ایسے میں مسلمانوں اور بالخصوص عالم عرب کی خاموشی افسوسناک ہے۔

مسجد اقصیٰ کے صحن میں ہیکل سلیمانی کا دیو ہیکل ماڈل امت مسلمہ کی غیرت کو للکار رہا ہے

۲۵؍اکتوبر ۲۰۰۹ء

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی تاریخی و مذہبی حیثیت کسی سے مخفی نہیں، مسجد اقصیٰ امت مسلمہ کا قبلۂ اول ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی معراج گاہ ہے، جہاں سے آپ کو معراج سے سرفراز کیا گیا تھا، قرآن مجید میں مسجد اقصیٰ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے " :سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ البَصِير "۔(بنی اسرائیل)

یہ وہ مبارک سرزمین ہے جس کے اردگرد اللہ تعالیٰ نے برکتیں پھیلا رکھی ہیں۔جن تین مساجد کی جانب ثواب کی نیت سے سفر کی اجازت ہے ان میں مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ مسجد اقصیٰ بھی ہے، مسجد اقصیٰ کا شمار ان تین مساجد میں ہوتا ہے جہاں ایک نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلہ میں کئی گنا اضافہ کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

بیت المقدس کا تعارف

بیت المقدس یا القدس کے معنی " جائے تقدس " یا مقام مقدس کے آتے ہیں، شہر بیت المقدس پہاڑی علاقہ پر آباد ہے، جس کی ایک جانب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آباد کیا ہوا شہر الخلیل واقع ہے، اور دوسری جانب مشہور پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدائشی مقام بیت اللحم اور ایک طرف رملہ واقع ہے، مسجد اقصیٰ کی تعمیر اول کے سلسلہ میں مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان اختلاف ہے، یہودیوں اور عیسائیوں کی نزدیک ہیکل کی تعمیر سلیمان علیہ السلام نے فرمائی تھی، اس لئے اسے ہیکل سلیمانی کہا جاتا ہے، جبکہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اس کی تعمیر مسجد حرام کی تعمیر سے صرف چالیس سال بعد ہوئی اور اس کے معمار اول حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے، یہودی اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے اس پر اپنا حق جتلاتے ہیں، حالانکہ مسجد اقصیٰ میں نبی آخر الزماں کو تمام انبیاء کی امامت سے سرفراز کیا جانا اللہ کی طرف سے اس بات کا اشارہ تھا کہ اب بنی اسرائیل کی امامت و قیادت کا دور ختم ہو چکا ہے، اب کسی بھی قوم کی نجات اس آخری نبی پر ایمان لائے بغیر ممکن نہیں، یہودی اس حقیقت کا صاف انکار کرتے ہیں۔

مختصر تاریخ

586 قبل مسیح عراق (بابل) کے شہنشاہ بخت نصر نے نہ صرف بیت المقدس اور یہودیوں کے مزعومہ ہیکل سلیمانی کو منہدم کر دیا بلکہ دس لاکھ یہودیوں کو غلام بنا کر عراق لے آیا، پھر بخت نصر کے بعد فارس کے شاہ سائرس اعظم نے عراق فتح کر کے یہودیوں کو آزاد کیا اور انہیں فلسطین روانہ کیا، اس وقت یہودیوں نے بیت المقدس کو پھر سے تعمیر کیا، پھر رومی دور اقتدار میں رومی جرنیل ٹائٹس نے یروشلم اور ہیکل سلیمانی دونوں مسمار کرائے، چوتھی صدی عیسوی میں حالات نے کچھ اس طرح کروٹ لی کہ رومی سارے کے سارے عیسائیت میں داخل ہو گئے اور بیت المقدس میں ایک گرجا گھر تعمیر کر دیا، خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم ؓ کے دور خلافت میں مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کر لیا اور ایک معاہدہ کے نتیجہ میں عیسائیوں کو بیت المقدس سے دست کش ہونا پڑا، اس کے بعد خلافت بنوامیہ کے دور میں اموی خلیفہ عبدالملک نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر جدید کی، پھر امت مسلمہ زوال کا شکار ہونے لگی، 1099ء۔492ھ میں بیت المقدس پر عیسائی قابض ہو گئے اور 70 ہزار مسلمانوں کو شہید کر کے انتہا درجہ کی جارحیت کا مظاہر کیا، بالآخر 1187ء۔583ھ میں اللہ تعالیٰ نے مرد مجاہد سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے ہاتھوں بیت المقدس کو آزاد کروایا اور مسجد اقصیٰ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی، پھر جب خلافت عثمانیہ بتدریج زوال کا شکار ہونے لگی تو دشمنان اسلام کو موقع ہاتھ آیا، اس طرح پہلی جنگ عظیم کے دوران انگریزوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے وہاں یہودیوں کو آباد کر دیا، 1947ء میں مجلس اقوام متحدہ نے عربوں اور یہودیوں کے درمیان فلسطین کا بٹوارہ کر دیا، 1948ء میں اسرائیل کے نام سے ایک ناجائز مملکت قائم کی گئی۔

بیت المقدس پر یہود کا قبضہ

پہلی عرب اسرائیل جنگ میں یہودی فلسطین کے باقی حصہ اور بیت المقدس پر قابض ہو گئے اور بیت المقدس کو اپنا صدر مقام بنا لیا، اس وقت سے تاحال مسجد اقصیٰ یہودیوں کے ناپاک قبضہ میں ہے اور مسجد اقصیٰ پر یہودی زیادتیوں کا سلسلہ جاری ہے۔

یہودی مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اس کی جگہ ہیکل سلیمانی رکھنے کا منصوبہ بنائے ہوئے ہیں، اس کے لیے صہیونی روز اول سے مسجد اقصیٰ کے خلاف جارحانہ کارروائیاں کرتے آ رہے ہیں، 11 جون 1967ء میں مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کے پڑوسی محلہ کا نام ونشان مٹا دیا گیا، اس کے بعد مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار جو حائط براق کے نام سے جانی جاتی ہے، اس پر قبضہ کر کے اس کا نام دیوار گریہ رکھ لیا گیا، اسی زمانہ میں مسجد اقصیٰ کے مغربی گوشے کو ڈھا دیا گیا جو زاویہ فخریہ کے نام سے مشہور تھا، پھر 1967ء میں صہیونی پولیس نے مسلمانوں سے باب مغاربہ کی چابی چھین لی، 1969ء میں صہیونیوں نے مسجد اقصیٰ کے صحن کے سامنے کے مدرسہ تنکزیہ پر قبضہ کر لیا، 1969ء ہی میں ایک آسٹریلوی یہودی نے مسجد اقصیٰ کے جنوبی حصہ کو جلا ڈالا، پھر 1993ء میں اسرائیلی سپریم کورٹ نے ایک ایسا فیصلہ صادر کیا جس کی رو سے مسجد اقصیٰ کی حرمت کو پامال کرنے کی کھلی چھوٹ دی گئی، 1975ء میں ایک عدالت نے صہیونی مملکت کو اس بات کا

پابند کیا کہ وہ پولیس کے ذریعہ اس کا انتظام کرے اس سے مسجد اقصیٰ کو بالکلیہ منہدم کرنے کی پالیسی پر عرصہ سے گامزن ہے، اس کے لئے مسجد اقصیٰ کے اطراف اور اس کے نچلے حصوں میں سرنگ بنائے جارہے ہیں، رات کی تاریکی میں کھدائی کا کام ہوتا ہے، ادارہ اقصیٰ برائے اسلامی مقدسات کے صدر شیخ رائد صلاح کے مطابق مسجد اقصیٰ کے حرم میں واقع مکانات کے نیچے کھدائی کا عمل مسلسل جاری ہے، شیخ رائد صلاح کو آل انصاری اور آل دجانی نام کے دو افراد کا خط موصول ہوا جن کا مکان حرم کی چہار دیواری کے اندر واقع ہے، خط میں لکھا گیا کہ گھر والوں کے کانوں میں ایسی آوازیں آرہی ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے گھروں کے ارد گرد کھدائی ہورہی ہے، یہ آواز روزانہ رات دس بجے کے بعد سنائی دیتی ہے، انہوں نے یہ بھی لکھا کہ کھدائی کی وجہ سے ان کے گھروں میں بڑی بڑی دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ (المجتمع شمارہ 1461)

سال گذشتہ بھی شیخ رائد صلاح نے مسجد اقصیٰ کے قریب کھدائی کے سلسلہ میں عالم اسلام کو آگاہ کیا تھا، یہودی مذہبی رہنما بار بار اس بات کا اعلان کرتے رہتے ہیں کہ بیت المقدس میں یہودیوں کو اپنے ماضی کی درخشاں تاریخ کا پتہ چلانے کے لئے کھدائی کا حق حاصل ہے۔

ہیکل سلیمانی کا تیار شدہ ماڈل

2007ء میں پٹریرک آف رومن کیتھولک چرچ کے نائب نے عرب نیوز ایجنسیوں سے کہا تھا کہ ہیکل سلیمانی امریکہ میں تیار شدہ رکھا ہوا ہے، صرف اس کو لانے اور القدس میں نصب کرنے کا عمل باقی ہے، لیکن اب عربی اخبارات وجرائد میں یہ خبر شائع ہورہی ہے کہ ہیکل سلیمانی کا دیو ہیکل ماڈل مسجد اقصیٰ کے صحن میں لایا جاچکا ہے، عربی جریدہ المجتمع نے باقاعدہ تصاویر کے ساتھ یہ خبر شائع کی ہے، اسرائیل کی یہ حرکت امت مسلمہ کے لے زبردست آزمائش ہے۔

یہودی ہیکل سلیمانی کا مسجد اقصیٰ کے صحن میں رکھا جانا خطرہ کی گھنٹی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اب مسجد اقصیٰ کے انہدام ہی کا مرحلہ ہے، حالیہ دنوں میں بعض انتہا پسند تنظیموں کے حوالہ سے اخبارات میں مسجد اقصیٰ کو دھماکہ سے اڑادینے کی اطلاعات اس کی تائید کرتی ہیں، مذکورہ انتہاء پسند یہودی تنظیموں کا مطالبہ ہے کہ مسجد اقصیٰ اور رقبۃ الصخرہ کی گنبد کو مکہ مکرمہ منتقل کردیا جائے، رپورٹ کے مطابق گروشن سولونامی انتہاء پسند نے القدس سے ان مساجد کو ہٹانے کا مطالبہ کیا ہے، اسرائیلی اخبار یدیعوت احرونوت کی رپورٹ کے مطابق انتہاء پسند لیڈر یہودا ایٹزن نے جو اسرائیلی جاسوسی ایجنسیوں سے وابستہ ہے کہا کہ اگر تل ابیب ان مساجد کو مکہ معظمہ منتقل کرنے میں ناکام ہوا تو اسے دھماکہ سے اڑادینا ہی واحد راستہ رہ جاتا ہے۔

ان حالات میں عالم اسلام کو چاہیے کہ فوری طور پر حرکت میں آئے اور خواب غفلت سے بیدار ہوجائے، ورنہ وہ دن دور نہیں کہ یہودی مسجد اقصیٰ پر زیادتی کر بیٹھیں، امت مسلمہ کے نوجوانوں کو عیش وعشرت کے گلیاروں سے نکل کر تحفظ مسجد اقصیٰ اور قبلۂ اول کی بازیابی کے لئے آگے آنا ہوگا، مسلم حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے مغربی آقاؤں کے در کی

خاک چھاننے کے بجائے اقصیٰ کی حفاظت کے لیے فیصلہ کن موقف اختیار کریں اور بھرپور اتحاد کا مظاہرکریں۔

مسجد اقصیٰ کے خلاف

جارحیت اور عرب قیادت کا ردعمل

۵/نومبر ۲۰۰۹ء

مسجد اقصیٰ کے خلاف اسرائیل کی حالیہ جارحیت سے عربوں کی سیاسی قیادت تو ٹس سے مس نہیں ہوئی اور عرب حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی لیکن عربوں کی مذہبی قیادت نے اسرائیل کی حالیہ رجارحیت کا سخت نوٹ لیا ہے، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جس شخصیت نے امت مسلمہ کو جھنجھوڑا وہ شیخ رائد صلاح ہیں۔

شیخ رائد صلاح

الاقصیٰ فاؤنڈیشن کے صدر شیخ رائد صلاح ایک ایسے مردِ مجاہد ہیں جنہوں نے ہمیشہ مسجد اقصیٰ کا دفاع کیا ہے، شیخ رائد صلاح نے کبھی صہیونی مملکت کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا، انہیں عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں، ان پر بڑی بڑی آفتیں آئیں لیکن خدا کا یہ مردِ مجاہد ہمیشہ ڈٹا رہا، اس بندۂ خدا کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کے تعلق سے ہونے والی ہر صہیونی سازش کا پردہ چاک کرتا ہے، اقصیٰ کے سلسلہ میں صہیونی عزائم کیا ہیں اور اسرائیل کس طرح مسجد اقصیٰ کو ڈھانے کی پالیسی پر گامزن ہے، رائد صلاح اس سے پوری واقفیت رکھتے ہیں، اس سے قبل شیخ نے بارہا اقصیٰ کے خلاف ہونے والی اسرائیلی جارحیت سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا، گزشتہ اتوار کو مسجد اقصیٰ کے کمپاؤنڈ میں اسرائیلی جارحیت نے ایک مرتبہ پھر سارے عالم میں غضب کی لہر دوڑا دی ہے، نہتے فلسطینوں نے اسرائیل کی تازہ جارحیت کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا، فلسطین کی حقیقی قیادت حماس نے بھی اس کا زبردست نوٹ لیا۔

اقصیٰ کو شہید کرنے کی سازش

تحریک حماس کے جلاوطن قائد خالد مشعل نے اسرائیل کی حالیہ جارحیت پر اپنے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کی سازش قرار دیا، خالد مشعل نے عرب حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اسرائیل کے ساتھ امن مساعی سے بالکلیہ دستبردار ہو جائیں، انہوں نے کہا کہ یروشلم کے مستقبل کا فیصلہ بات چیت کی میز پر نہیں ہوگا بلکہ لڑائی کے میدان میں ہوگا، انہوں نے کہا کہ یہودیوں کی جانب سے حرم قدس کے کسی بھی حصہ پر حملہ براہِ براست مسجد اقصیٰ پر حملہ تصور کیا جائے گا، خالد مشعل نے فلسطین اتھاریٹی اور اسرائیل کے ساتھ مذاکرات کے حامی ممالک سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر نام نہاد امن بات چیت کا راستہ ترک کر کے قبلۂ اول کی آزادی کے لئے فلسطینی

عوام کے ہم آواز ہو جائیں تا کہ یہودیوں کی سازشوں کو ناکام بنایا جا سکے، خالد مشعل نے اپنے حالیہ خطاب میں اسرائیل کے رویہ کا سخت نوٹ لیتے ہوئے محمود عباس کو خوب جھنجھوڑا، انہوں نے محمود عباس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ تین سال سے اسرائیل کی گود میں بیٹھنے اور اس کے ساتھ ہر قسم کے سیکوریٹی تعاون اور نام نہاد معاہدوں سے کیا حاصل ہوا، خالد مشعل نے استفسار کیا کہ اسرائیل فلسطین کے کسی علاقہ کو چھوڑنے پر تیار ہوا ہے؟ کیا قبلۂ اول کی آزادی کی راہ ہموار ہوئی ہے؟ اگر ایسا نہیں تو بے سود کام میں وقت ضائع کرنے کے بجائے فلسطینی مزاحمت کے ہاتھ مضبوط کئے جائیں، خالد مشعل کے یہ خیالات صد فیصد درست ہیں، حماس شروع سے مزاحمت کے راستہ پر گامزن ہے، لیکن کیا خالد مشعل کی آواز پر عرب حکمراں لبیک کہیں گے؟ کیا محمود عباس اور ان کے حواری اسرائیل کے ساتھ نام نہاد امن معاہدوں سے دستبرداری اختیار کرلیں گے؟ کیا عرب قیادت حماس کی پالیسی کو سراہے گی؟ بظاہر دور دور تک اس کے امکانات نظر نہیں آتے، حماس الفتح کے ساتھ مفاہمت کے لئے آمادہ ہے، لیکن اس کا اصرار ہے کہ مفاہمت کا عمل بنیادوں پر ہو، محمود عباس اس تعلق سے مخلص نظر نہیں آتے، انہیں فلسطین کے عمومی مفاد سے زیادہ اپنے ذاتی مفادات اور اقتدار عزیز ہے۔

فلسطین کے مردِ مجاہد

دوسری شخصیت جس نے حالیہ اسرائیلی جارحیت پر شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے اور مسجد اقصیٰ کے تعلق سے وہ ہمیشہ امت مسلمہ کو جھنجھوڑتی رہتی ہے، وہ شیخ رائد صلاح کی شخصیت ہے، انہوں نے اپنے ایک حالیہ انٹر یو میں کہا کہ القدس شہر کو اس وقت شدید خطرات لاحق ہیں، علماء اور حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ القدس کو یہودیانے کی اسرائیلی کارروائیوں کا فوری نوٹ لیں، انہوں نے لیبیا کے مشہور مرد مجاہد عمر مختار کے جملے دہراتے ہوئے کہا کہ ہم جھکنے والی قوم نہیں، ہم یا تو اس راہ میں موت کو گلے سے لگائیں گے یا پھر دشمن پر غالب ہو کر رہیں گے۔

اقصیٰ کی تقسیم کی سازش

انہوں نے حالیہ انٹر ویو میں انکشاف کیا کہ اسرائیل مسجد اقصیٰ کو تقسیم کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے جس طرح مسجد ابراہیمی کے ساتھ کیا گیا، شیخ رائد صلاح نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کے نچلے حصوں میں کھدائیوں کا سلسلہ مسجد کی بنیادوں کے لئے خطرہ بن چکا ہے، مسجد اقصیٰ قدیم القدس اور حی سلوان کے نچلے حصوں میں سرنگوں کے جال بنا دئے گئے ہیں، اب سرنگوں کے ان جالوں کو آپس میں مربوط کیا جا رہا ہے، شیخ صلاح نے کہا کہ اسرائیل کی جانب سے ہونے والی ان ساری زیادتیوں کے باوجود ہم مایوس نہیں ہیں، ہمیں بھر پور توقع ہے کہ رات چاہے کتنی ہی طویل ہو صبح روشن ہوگی، ظلم چاہے کتنا ہی شدید ہو ایک دن ضرور انجام کو پہونچے گا، ظالم ضرور شکست کھائے گا اور مظلوموں کی جیت ہوگی اور ایک دن ضرور فلسطینی مملکت قائم ہو کر رہے گی، شیخ رائد صلاح نے کہا کہ اس وقت صہیونی مملکت مسجد اقصیٰ کی تقسیم اور اس کے انہدام کے لئے جنونی کارروائیوں میں مصروف ہے، صہیونیوں نے ابتداء میں یہودی نو آبادکاروں کے لئے مسجد اقصیٰ کے دروازے کھول دیئے تا کہ یہودی مسجد اقصیٰ میں اپنے مذہبی رسوم ادا کریں اور تلمودی کتابیں مسجد کے اندرونی حصہ

میں لے جاسکیں، یہودی فوج مسجد اقصیٰ کی بجلی منقطع کررہی ہے، اذاں سے روکا جارہا ہے، رات کے حصوں میں یہودی کارندے مسجد میں داخل ہورہے ہیں اور مختلف مشتبہ نقشے تیار کئے جارہے ہیں، یہ سب مسجد اقصیٰ کی تقسیم کے لئے ہورہا ہے، چند ہفتے قبل صہیونی افواج کی جانب سے مسجد اقصیٰ کی ایک دروازے کے قفل شکنی کی کوشش کی گئی، تاکہ اس کی جگہ دوسرا تالا لگایا جائے اور اس دروازہ سے آمدورفت کا سلسلہ رکھا جائے۔

یومیہ امور میں مداخلت

اب تو صہیونی فوج مسجد اقصیٰ کے یومیہ امور میں بھی مداخلت کرنے لگی ہے گویا مسجد اقصیٰ کا کوئی ادارہ ہی نہیں، وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو مسجد اقصیٰ میں داخلہ سے بھی روکا جارہا ہے اور علماء کو دعوتی اجتماعات اور دینی تعلیم دینے سے بھی روکا جارہا ہے، مسجد میں درس دینے والے کئی علماء کو گرفتا کیا گیا، صہیونی فوج اپنے اس عمل سے یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ مسجد اقصیٰ کے بعض مقامات میں مسلمانوں کو داخلہ کی اجازت نہیں، مسلمان مسجد اقصیٰ میں جہاں چاہے نماز نہیں ادا کرسکتے اور جہاں چاہے درس کے حلقے قائم نہیں کرسکتے، شیخ رائد صلاح نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کے نچلے حصوں میں کھدائیوں میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے، قدیم القدس حی سلوان میں جو مسجد اقصیٰ کا جنوبی حصہ ہے کھدائی جاری ہے، نیچے کی کھدائیوں اور سرنگوں کو ایک دوسرے سے مربوط کیا جارہا ہے، ان مختلف سرنگوں کے ذریعہ مسجد اقصیٰ کو گھیرے میں لیا جارہا ہے، اقصیٰ کی دیواریں خود بخود کمزور پڑ کر زمین بوس ہوجائیں گی، گزشتہ عرصہ میں اقصیٰ کی اندورنی دیواروں میں شگافیں دیکھی گئیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرنگیں گہری ہوچکی ہیں، حتی کہ مسجد اقصیٰ سے متصل بعض عمارتوں میں بھی شگاف پڑ چکی ہے، شیخ رائد صلاح نے عالم اسلام کی بے حسی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مسجد اقصیٰ پر خطرات میں آئے دن اضافہ ہورہا ہے، لیکن عالم اسلام پر خاموشی طاری ہے، یہ مسلم حکمرانوں کی مجرمانہ خاموشی ہے، اس خاموشی کو توڑنے کی ضرورت ہے۔

علامہ قرضاوی کا ردعمل

مسجد اقصیٰ کے خلاف اسرائیل کی حالیہ جارحیت پر عالمی مسلم علماء یونینکے صدر نشین علامہ یوسف القرضاوی نے بھی شدید ردعمل کا اظہار کیا، انہوں نے مسلم حکمرانوں کی جانب سے قبلۂ اول کے حوالہ سے اختیار کردہ خاموشی کی شدید مذمت کرتے ہوئے قبلہ اول کے خلاف یہودی سازشوں کو روکنے لئے کے ٹھوس اقدامات کا مطالبہ کیا، یوسف قرضاوی نے عالم اسلام سے مطالبہ کیا کہ وہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف اور قبلۂ اول کے تحفظ کے لئے عالمی سطح پر کانفرنسوں کا اہتمام کریں۔

جہاں تک اجتماعی سطح پر ردعمل کی بات ہے تو تنظیم اسلامی کانفرنس نے سابق کی طرح اپنے مذمتی بیان پر اکتفا کیا، او آئی سی کے سکریٹری جنرل اکمل الدین احسان اوغلو نے اسرائیل کی شدید مذمت کی اور خبردار کیا کہ اس کے خطرناک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں، عرب حکمرانوں کی خاموشی ہی اسرائیل کے حوصلے بڑھا رہی ہے، اسرائیل جانتا ہے کہ عربوں میں کسی عملی اقدام کی سکت نہیں، عرب حکمراں امریکہ کی ناراضگی سے خوف کھاتے ہیں، اگر یہی صورتحال رہی

تو پھر سنگین نتائج سامنے آئیں گے۔

عرب قائدین ہوش کے ناخن لیں

قبل اس کے کہ حالات مزید ابتر ہوں عرب قیادت کو ہوش کے ناخن لینا چاہیے، افسوس کہ ہمارے حکمراں اس امریکہ پر انحصار کرر ہے ہیں جو ہمیشہ اسرائیل کی حوصلہ افزائی کرتا رہا ہے، اوباما سے عالم اسلام نے بڑی توقعات وابستہ کی تھیں لیکن حالات نے بتادیا کہ اسرائیل پر لگام کسنا ان کے بس کی بات نہیں، فلسطین اور مسجد اقصیٰ کے تحفظ کے لئے صلاح الدین ایوبی جیسی مومنانہ قیادت کی ضرورت ہے۔

بیت المقدس
کو یہودیانے کا صہیونی منصوبہ نقطۂ عروج پر

۴؍جولائی ۲۰۱۰ء

القدس شہر کے امور سے دلچسپی رکھنے والے اور وہاں رونما ہونے والی تبدیلیوں پر قریبی نظر رکھنے والے تجزیہ نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صہیونی مملکت کی نظر میں 2010ء کا سال القدس شہر کو مکمل طور پر صہیونی راجدھانی کی شکل دینے کا قطعی سال ہے، (چنانچہ ۲۰۱۸ء میں امریکی سفارت خانہ کی القدس منتقلی اس کا پیش خیمہ ہے) (اس سال شہر قدس کو آبادی اور تہذیب وثقافت کے لحاظ سے مکمل یہودی شہر بنادیا جائے گا ''خالص یہودی مملکت '' کا جو خواب عرصہ سے صہیونی دیکھ رہے تھے لگتا ہے کہ وہ اس سال کے اختتام تک شرمندۂ تعبیر ہوکر رہے گا، اس وقت القدس کا مسئلہ صہیونی مملکت کا اولین اور سب سے زیادہ قابل ترجیح کا مسئلہ بن چکا ہے، سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس کے مختلف اسباب ہیں، بعض سیاسی نوعیت کے ہیں اور بعض کا تعلق صہیونی مملکت کے مزاج ومذاق سے ہے اور بعض مذہبی نوعیت کے مسائل ہیں، جہاں تک سیاسی اسباب کا تعلق ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس وقت صہیونی سیاسی پارٹیوں کے درمیان عوامی مقبولیت بڑھانے کے لئے دوڑ کا سلسلہ جاری ہے جو سیاسی پارٹی جس قدر متشدد اور فلسطینیوں کے تعلق سے سخت رویہ اپنائے گی وہ اسی قدر عوام میں مقبولیت کا درجہ حاصل کرے گی، چونکہ القدس اور مسجد اقصیٰ کا مسئلہ بنیادی نوعیت کا ہے، اس لئے موجودہ حکمراں پارٹی اور موجودہ صہیونی حکمراں سارا زور اس پر صرف کررہے ہیں، اس کے علاوہ تشدد ظلم اور فلسطینی مسلمانوں کو بے گھر کرتے ہوئے یہودی کالونیوں کی نو آبادکاری، یہودی مملکت کی سرشت میں داخل ہے، صہیونی حکمرانوں کا احساس ہے کہ لبنان اور غزہ کی جنگوں میں ناکامی نے انہیں عوام کی نگاہ میں بے حقیقت بنادیا ہے، ان دونوں جنگوں میں شکست سے عوام کا حکومت پر اعتماد ختم ہوگیا ہے، عوام میں اعتماد کی بحالی کے لئے ایسے اقدامات ناگزیر ہیں جن سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ سے نقصان ہو اور اسرائیلی خوش ہوں، اس کا آسان راستہ القدس کو یہودیانا ہے۔

مسجد اقصیٰ اور متشدد یہودی

القدس پر اسرائیلی قبضہ کو 43 سال کا عرصہ بیت چکا ہے، صہیونی عوام کو اس بات پر افسوس ہے کہ اتنے طویل

عرصہ کے باوجود القدس کو اب تک یہودی رنگ نہ دیا جاسکا، جہاں تک مذہبی اسباب کا تعلق ہے تو مسجد اقصیٰ کا مسئلہ مذہب پسند یہودیوں کی نظر میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، مسجد اقصیٰ جس جگہ قائم ہے اس کے بارے میں متشدد یہودیوں کا کہنا ہے کہ اس جگہ ان کا جبل المعبد ہے، اس طرح ہیکل سوم کی تعمیر کے بارے میں یہودی حساس ہو چکے ہیں، ان کے خیال میں یہودیوں کی مذہبی اور سماجی زندگی میں ہیکل سوم کا اہم کردار ہے، چنانچہ ان سارے اسباب کے پیش نظر صہیونی مملکت شدت کے ساتھ بیت المقدس کو یہودیانے کی پالیسی پر گامزن ہے، القدس شہر میں جس قسم کی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس سال کے اختتام تک بیت المقدس مکمل طور پر یہودی شہر میں تبدیل ہو جائے گا، القدس کو یہودیانے کا عمل 2009ء میں نقطہ عروج کو پہنچا، القدس کے مقدس مقامات، حقیقی باشندوں اور وہاں کی سرزمین کو مکمل طور پر نشانہ بنایا جارہا ہے حتی کہ القدس شہر کے ثقافتی تشخص کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

القدس کے لئے صہیونی مملکت کے اقدامات

القدس میں جاری حالیہ سرگرمیوں کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لینے کے بعد انٹرنیشنل القدس فاؤنڈیشن نے اپنی ایک تازہ رپورٹ میں کہا ہے کہ 2010ء القدس کو یہودیانے کا آخری سال ہے، فاؤنڈیشن نے اپنی رپورٹ میں صہیونی مملکت کے اقدامات کا جائزہ لیا ہے، رپورٹ کے مطابق مذہبی تشخص اور ثقافتی شناخت کے اعتبار سے صہیونی مملکت درج ذیل اقدامات کر رہی ہے۔

(۱) مسجد اقصیٰ کی تقسیم کی مسلسل کوششیں جاری ہیں چنانچہ مسجد اقصیٰ کے جنوبی مغربی صحن کو یہودی عبادت کے لئے مختص کر دیا گیا ہے، دنیا بھر کی یہودی انتہاء پسند تنظیمیں چاہتی ہیں کہ یہودی تقریبات اور عیدوں میں اس صحن کا استعمال کیا جائے، اسی طرح باب مغاربہ پر ایک لوہے کے پل کی تعمیر زیر غور ہے تا کہ اس کے ذریعہ مسجد اقصیٰ کی تقسیم کے لئے ڈھانچہ مکمل ہو سکے۔

(۲) مسجد اقصیٰ کے نچلے حصہ میں "مقدس یہودی شہر" کی تعمیر کا منصوبہ اس کے لئے مسلسل کھدائیوں کا سلسلہ جاری ہے، کھدائی کا عمل آخری مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے، بالخصوص مسجد اقصیٰ کی جنوبی سمت میں کافی پیشرفت ہو چکی ہے، کھدائیوں کا یہ سلسلہ بہت جلد مصلائے مروانی تک پہنچ جائے گا، مسجد کی مغربی جانب کھدائیوں میں توسیع کی جارہی ہے۔

(۳) قدیم القدس شہر کے حدود میں زیادہ سے زیادہ یہودی مذہبی مقامات کی تعمیر پر توجہ دی جارہی ہے، "خراب" گرجا گھر کے افتتاح کے بعد امکان ہے کہ دیگر یہودی تعمیرات کا آغاز کر دیا جائے، سب سے اہم قدس النور گرجا گھر کی تعمیر ہے، جس کا فیصلہ 2008ء میں کیا گیا تھا جس کی سرحد مسجد اقصیٰ کی مغربی دیواروں سے ملتی ہے۔

(۴) صہیونی مملکت القدس شہر کے مسیحی مقامات پر قبضہ کی پوری کوشش کر رہی ہے بالخصوص قدیم شہر میں

آرتھوڈکس کلب کی املاک کو ہڑپ کرنے کے لئے کوشاں ہے، اس سلسلہ کی نمایاں تبدیلی یہ ہے کہ صحن عمر کے سلسلہ میں صہیونی عدالت نے قطعی فیصلہ صادر کر دیا ہے اور اس کی ملکیت باز آباد کار کمپنیوں کے حوالے کر دی ہے، اس کے علاوہ صہیونی بلدیہ نے صحن عمر کو یہودیانے کے پراجکٹ کو بھی قطعیت دے دی ہے۔

نو آبادیات کے اعتبار سے بھی تیزی کے ساتھ القدس کو یہودیانے کا کام جاری ہے، چنانچہ تیزی کے ساتھ القدس کے حقیقی مسلم باشندوں کی شناخت ختم کی جارہی ہے، اور اس مہم کو القدس کے زیادہ سے زیادہ اصل باشندوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جارہا ہے، القدس کی حدود میں شامل بعض مسلم محلوں کو اس کی حدود سے خارج کیا جارہا ہے، چنانچہ القدس کے مشرقی علاقہ میں 12 ہزار کالونیاں آباد کرنے کا منصوبہ ہے، القدس کی اراضی پر صہیونی سرگرمیاں عروج پر ہیں، القدس کے بلدیاتی حدود میں تبدیلی کا قوی امکان ہے تاکہ وہ یہودیوں کی دیوار گریہ کے مطابق ہو جائیں، حدود کی تبدیلی سے 163 کلومیٹر علاقہ جس میں 69900 نو آباد یہودی رہتے ہیں القدس کے حدود میں شامل ہو جائے۔

بلدیاتی حدود کی تبدیلی

القدس کے بلدیاتی حدود کی تبدیلی علانیہ طور پر نہیں ہو رہی ہے بلکہ اقدامات کچھ ایسے کئے جارہے ہیں کہ خود بخود حدود کی تبدیلی عمل میں آرہی ہے، قدیم القدس شہر میں واقع مسلم محلوں میں حالات کو ابتر بنانے کی کوشش کی جارہی ہے، یہ وہ مسلم محلے ہیں جو قدیم القدس شہر کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں، بالخصوص '' حی البستان ''اور'' حی شیخ جرا '' جھوٹی صہیونی حکومت کے نشانے پر ہیں یہاں کے فلسطینیوں کا تخلیہ کر کے اس کے بعض حصوں میں پارک بنانے کا پروگرام ہے، اس کے بعد ان محلوں کے گھروں اور شاہراہوں کی شکلیں تبدیل کی جائیں گی، بالآخر اسرائیل القدس کی جگہ ''شہر داؤد '' آباد کر کے دم لے گا، حی الشیخ جراح قدیم القدس کے شمال میں واقع ہے یہاں کے باشندوں کو بے گھر کرنے کے لئے ان پر طرح طرح کی زیادتیوں کا سلسلہ جاری ہے، انہیں حاصل ہونے والی بیرونی امداد پر بھی امتناع عائد کیا جارہا ہے، عدالتوں اور سرکاری محکموں میں ان کے دیرینہ مسائل کو کولیت ولعل کا شکار بنایا جارہا ہے، اسرائیل کی ان زیادتیوں کی تاب نہ لا کر جب یہاں کے مسلمان ہجرت پر مجبور ہو جائیں گے تو یہاں یہودی کالونیاں بسائی جائیں گی، قدیم القدس شہر میں نو آباد کار انجمنوں کی سرگرمیوں میں غیر معمولی اضافہ دیکھا جارہا ہے، اور یہ شہر کی زیادہ سے زیادہ جائدادوں پر قبضہ کے لئے ہو رہا ہے، قابض اسرائیلی فوج ان انجمنوں کو قانونی تحفظ بھی عطا کر رہی ہے۔

اسی طرح ثقافتی لحاظ سے بھی اسرائیل القدس کو یہودیانے کی کوشش کر رہا ہے ، چنانچہ قدیم القدس شہر کے محلوں کے نام تبدیل کئے جارہے ہیں، اور اسلامی آثار کی شناخت ختم کی جارہی ہے، شہر کے ایک اہم باب الداخلہ باب العامود کی شکل بدلی جارہی ہے، اور اسے یہودی طرز تعمیر کے مطابق ڈھالا جارہا ہے۔

عالم اسلام کیا کرے؟

القدس انٹرنیشنل فاؤنڈیشن نے اپنی تفصیلی رپورٹ پیش کرنے کے بعد عالم اسلام سے درج ذیل نکات پر توجہ دینے کی اپیل کی ہے:

(۱) القدس کا مسئلہ مسلمانوں کا ایک اجتماعی مسئلہ ہے اس کے لئے مسلمانوں کو یک جٹ ہو کر کوشش کرنی چاہیے، عوامی اور حکومتی سطح پر القدس کی حمایت کے لئے مسلمانان عالم ایک پلیٹ فارم پر آجائیں اور مختلف دھڑوں میں بٹ کر ایک دوسرے کی کاٹ نہ کریں۔

(۲) القدس کے مسلمانوں کو بھرپور مالی تعاون فراہم کیا جائے تاکہ وہ دشمن کا مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کر سکیں اور مضبوط بنیادوں پر اپنے معاشرہ کی تشکیل کر سکیں۔

(۳) مغربی کنارہ میں اسلامی مزاحمتی تحریک کو مضبوط کیا جائے، یہ واحد تحریک ہے جو اسرائیل سے ٹکر لینے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔

(۴) القدس انٹرنیشنل فاؤنڈیشن عالم اسلام اور اس کی بااثر تنظیموں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ القدس کے مسلمانوں کی ثابت قدمی کے لئے متحدہ سیاسی موقف اپنائیں، اور القدس شہر کے تعلق سے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، اسرائیل کے ساتھ مذاکرات بے فیض ہیں، اسرائیل مصالحت کے لئے مذاکرات کا ڈھونگ رچاتا ہے وہ طاقت سے ہٹ کر کچھ نہیں جانتا، اسے طاقت ہی سے شکست دی جاسکتی ہے۔

(۵) القدس انٹرنیشنل فاوندیشن فلسطینی بھائیوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور آپسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر القدس اور فلسطینی کاز کے لئے متحدہ جدوجہد کریں بالخصوص حماس اور الفتح قائدین کا اتحاد انتہائی ضروری ہے۔

(۶) القدس انٹرنیشنل فاوندیشن تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ فلسطین کے تئیں شعور پیدا کریں اور فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل کی زیادتیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور اپنے اپنے علاقہ کی حکومتوں پر دباؤ ڈالیں۔

(۷) میڈیا میں مسئلہ فلسطین کے تعلق سے صحیح حقائق پیش کریں، مغربی میڈیا حقائق پر پردہ ڈال رہا ہے مسلم ملکوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ذرائع ابلاغ میں مسئلہ فلسطین کو خصوصی اہمیت دیں۔

مسجد اقصیٰ کی تعمیر ہیکل سلیمانی پر نہیں
مشہور یہودی ماہر آثار قدیمہ کا اعتراف

۱۰ر جنوری ۲۰۱۰ء

ان دنوں مسجد اقصیٰ کے خلاف جاری صہیونی جارحیت سے ہر شخص واقف ہے، مسجد اقصیٰ کے اطراف کھدائیوں کا سلسلہ کافی عرصہ سے جاری ہے، گذشتہ چند ماہ سے اس میں شدت آئی ہے، اس کے علاوہ اسرائیل ہر وہ کارروائی کررہا ہے جس سے مسجد اقصیٰ کے وجود کو خطرہ لاحق ہو، اور یہ سارے اقدامات 1967ء سے اب تک جاری ہیں، اسرائیل یہ سب کچھ مسجد اقصیٰ کی جگہ نام نہاد ہیکل کی تعمیر کے لئے کررہا ہے۔

بے بنیاد دعویٰ

اسرائیل اور صہیونی شدت پسندوں کا دعویٰ ہے کہ مسجد اقصیٰ ہیکل سلیمانی پر تعمیر کی گئی ہے، ان کا ماننا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے مقام پر قدیم ہیکل سلیمانی کے آثار پائے جاتے ہیں جبکہ حالیہ دنوں میں مشہور صہیونی ماہر آثار قدیمہ مائیرین ڈوف نے برملا اعلان کیا کہ مسجد اقصیٰ کے نیچے یا اس کے اطراف ہیکل سلیمانی کی کوئی نشانی نہیں پائی جاتی، مائیرین ڈوف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس علاقہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں رومن شہنشاہ ہیرڈوس کا ہیکل پایا جاتا تھا جسے رومیوں نے بعد میں منہدم کردیا، البتہ صلیبیوں نے خبث باطنی کے سبب قبۃ الصخرہ کے لئے " صخرۃ ہیکل " کی تعبیر استعمال کرنا شروع کیا۔

صہیونی ماہر آثار قدیمہ کی تحقیق

مشہور صہیونی ماہر آثار قدیمہ مائیرین ڈوف نے حالیہ دنوں میں جو اعلان کیا وہ دراصل اس کے 25 سالہ ریسرچ اور تحقیق کا نتیجہ ہے، یعنی مسلسل 25 سال تک آثار قدیمہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیکر اور مسجد اقصیٰ کے پورے علاقہ کی مکمل چھان بین کرکے مائیر اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس علاقہ میں ہیکل سلیمانی کے وجود کی کوئی نشانی نہیں پائی جاتی، اس سب کے باوجود اسرائیل مسجد اقصیٰ کے انہدام کی پالیسی پر پوری طرح کاربند ہے، مسجد کے نچلے حصوں میں کھدائیوں کا سلسلہ بلاتوقف جاری ہے اب تک الاقصیٰ فاؤنڈیشن برائے اوقاف کے مطابق مسجد اقصیٰ کے اطراف 30 سے زائد سرنگیں کھودی گئی ہیں، صرف گذشتہ پانچ سالوں کے دوران صہیونی انتہاپسندوں کی جانب سے 80 سے زائد مرتبہ مسجد میں گھس پڑنے کی کوششیں کی جاچکی ہیں، تاکہ جلد از جلد مسجد اقصیٰ کا انہدام ہوجائے اور اسکی جگہ ہیکل سلیمانی رکھا جائے، سیاحت کے عنوان سے بھی اسرائیل بیت المقدس کو یہودیانے کی پالیسی پر گامزن ہے۔

مسلمانوں کا تخلیہ

القدس میں آباد قدیم مسلمانوں کو مختلف بہانے بنا کر وہاں سے تخلیہ پر مجبور کیا جارہا ہے، اور بعض کو خطیر رقم دے کر امریکہ اور کینیڈا میں رہائش کا لالچ دیا جارہا ہے'' ، مسجد اقصیٰ یہودی خطرات اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں'' کے زیر عنوان مصر میں منعقدہ ایک حالیہ سیمینار میں عرب لیگ کے جنرل سکریٹری برائے امور فلسطین محمد صبیح نے یہودی خطرات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ میں نے خود مشاہدہ کیا کہ القدس کا ایک مسلم باشندہ جس کا گھر صرف دو مختصر کمروں پر مشتمل تھا، اسے تخلیہ کے لئے دو ملین ڈالر پیش کئے گئے تا کہ القدس کے سارے علاقہ میں یہودی نو آبادیات قائم کئے جائیں، یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ آئندہ 25 سال کے اندر شہر القدس مکمل طور پر یہودی شہر ہوجائے گا، نتن یاہو نے امریکہ کی جانب سے دباؤ ڈالے جانے کے بعد یہ اعلان کیا کہ ہم القدس میں یہودی آبادکاری کے کام کو ہرگز نہیں روکیں گے، القدس کو نوآبادی کہنا درست نہیں، یہ تو اسرائیلی سرزمین ہے۔

القدس کو یہودیانے کی کاروائیاں

القدس سے مسلمانوں کے صفایا کے لئے اسرائیل ہر قسم کے اقدامات کر رہا ہے، القدس کے مسلم بچوں کو ان کے والدین کے سامنے زدوکوب کیا جارہا ہے، ان کے لئے تعلیمی رکاوٹ پیدا کی جارہی ہے، اسکولوں کی تعمیر اور قیام پر پابندیاں عائد کی جارہی ہیں، القدس کے عرب بچوں کو منشیات کا خوگر بنانے کے لئے اشیاء خوردونوش میں منشیات کی ملاوٹ کی جارہی ہے، وہاں کے مسلم تاجروں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کے لئے ان پر القدس سے باہر جانے پر امتناع عائد کیا جارہا ہے، اس کے لئے مختلف ٹیکس عائد کئے جارہے ہیں، القدس خالی کر کے اپنے مکانات یہودیوں کے حوالہ کرنے والوں کے لئے آسٹریلیا اور کنیڈا جیسے ممالک میں مکان زمین اور ہر قسم کی سہولتوں کا تیقن دیا جارہا ہے، القدس کو یہودیانے کے لئے شاہراہوں اور سڑکوں کے نام تبدیل کئے جارہے ہیں، اور اب تک کئی عرب محلوں کے نام ونشان مٹائے جاچکے ہیں، دوسری جانب القدس میں یہودیوں کی بازآبادکاری پر امریکہ اربوں ڈالر بہا رہا ہے، امریکہ میں قائم صہیونی ادارے اور خود امریکی حکومت القدس میں یہودی اسکولوں اور اسپتالوں کے قیام کے لئے دل کھول کر تعاون کررہی ہے، امریکہ ایک طرف اسرائیل سے نئی بستیوں کے قیام سے باز آنے کا مطالبہ کرتا نظر آتا ہے جبکہ پیچھے سے نو آبادکاری کے لئے ہر قسم کا مالی تعاون پیش کررہا ہے۔

ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے بے تابی

یہودی فوج مسجد ابراہیمی کی طرح بتدریج مسجد اقصیٰ کو بھی تقسیم کرنا چاہتی ہے، مسجد ابراہیمی پر شروع میں فوجی تسلط قائم کیا گیا پھر مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان اس کا بٹوارہ عمل میں لایا گیا، گذشتہ دنوں چوٹی کے یہودی حاخاموں کی جانب سے یہودیوں سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ مسجد اقصیٰ میں یہودعیدیں منائیں اور تلمودی عبادتیں انجام دیں، حالیہ دنوں میں مسجد اقصیٰ کے خلاف جارحیت کے لئے باقاعدہ مہم چلائی گئی جسے یہ عنوان دیا گیا '' اب ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا وقت آچکا ہے '' جہاد نامی ایک یہودی تحریک نے یہودیوں میں پمفلٹس تقسیم کئے جن میں یہودیوں

سے اپیل کی گئی کہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے فوری حرکت میں آ جائیں، یہودیوں کی کچھ تنظیمیں ہیکل سلیمانی کی تعمیر ہی کے نام سے قائم ہیں، جنہیں ''تعمیر ہیکل جماعتیں'' کہا جاتا ہے ان جماعتوں کی جانب سے ایک اجتماعی اعلان جاری کیا گیا جس میں یہودیوں سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنے مذہبی شعائر اور اعیاد مسجد اقصیٰ کے صحن اور اس کے احاطہ میں ادا کریں، نیز یہودی حاخاموں نے انتہا پسند یہودی تنظیموں کو مسجد اقصیٰ میں گھس پڑنے کی ترغیب دی اور عام یہودیوں سے چندہ اکٹھا کرنے کا مطالبہ کیا تا کہ جلد ہیکل سلیمانی کے کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔

گذشتہ چند سالوں کے دوران ''پاسداران جبل ہیکل'' نامی انتہا پسند یہودی تنظیم نے باب المغاربہ کی جانب جانے والے ٹیلے کے اوپر یہودی عبادت انجام دینے کی اجازت حاصل کر لی بلکہ اس تنظیم نے تو چند سال قبل ہی باب المغاربہ کے علاقہ میں نام نہاد ہیکل سوم کے علامتی سنگ بنیاد رکھنے میں بھی کامیابی حاصل کر لی جبل ہیکل نامی تنظیم جو بظاہر ایک تعلیمی تنظیم کے طور پر جانی جاتی ہے نے باقاعدہ مسجد اقصیٰ کے انہدام کا مطالبہ کیا، تنظیم جبل ہیکل کا قیام 21 سال قبل عمل میں آیا، جس کا بانی یسرائیل اریئل نامی یہودی حاخام تھا، اس تنظیم کو دنیا بھر سے بھرپور تعاون حاصل ہوتا ہے، تنظیم سے وابستہ ایک اور حاخام مناحم مکوبر کا کہنا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے نیچے کی زمین دیوار گریہ کے مقابلہ میں ہزاروں گنا اہمیت رکھتی ہے، مناحم مکوبر کا کہنا ہے کہ توراۃ کے تیسرے حصہ کے مطابق اسرائیلی عوام کا صرف ایک ہی مقدس مقام ہے، دیوار گریہ تو ہیکل سے باہر صرف ایک دیوار ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں، اصل اہمیت اس ہیکل کی ہے جو مسجد اقصیٰ کے نیچے ہے، حاخام مناحم مکوبر نے ''تابوت العہد'' نامی یہودی کتب کے ذخیرہ کے تعلق سے کہا کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے اس تابوت کو جبل ہیکل کی اس سرنگ میں چھپا دیا ہے جو مسجد اقصیٰ کے نیچے ہے۔

خارجی کوششیں

اوپر جو تفصیلات دی گئی ہیں، ان سے مسجد اقصیٰ کے خلاف داخلی سطح پر ہونے والی صہیونی کوششوں پر روشنی پڑتی ہے، جہاں تک خارجی سطح کی کوششوں کا تعلق ہے تو صہیونیوں نے اس میں بھی کافی پیش رفت کی ہے، ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے مغربی ممالک کو متحرک کرنے کی خاطر مغرب کے مختلف بین الاقوامی حیثیت کے بڑے شہروں میں صہیونی تنظیموں کی جانب سے سیمیناروں کا انعقاد عمل میں آیا بالخصوص نیویارک اور ملبورن جیسے شہروں میں اس موضوع پر مباحث کے لئے عالمی شہرت کے حامل صحافیوں اور دانشوروں کو مدعو کیا گیا، نیز یوروپ اور مغرب کے بیشتر ممالک سے ملینوں ڈالر عطیات اکٹھا کرنے کا سلسلہ جاری ہے، صورت حال کا حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے صہیونی مقصد کی تکمیل کے لئے صلیبی تنظیمیں بھی پیش پیش ہیں، اور بھرپور مالی تعاون پیش کر رہی ہیں، بہت سی صلیبی انتہا پسند تنظیمیں فکری لحاظ سے صہونیت سے کافی قربت رکھتی ہیں، ایسی تنظیموں کی جانب سے صہیونیوں کا بھرپور تعاون کیا جا رہا ہے، مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی رکھنے کی مہم میں سب سے نمایاں کردار امریکہ میں مقیم صہیونی لابی کا ہے، جس نے امریکی حکمرانوں کو اپنے شکنجہ میں کس رکھا ہے، یہ لابی پورے طور پر متحرک ہے، حتی کہ یہ لابی صدر امریکہ اور اقوام

متحدہ پر بھی اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے ، غزہ کی گذشتہ جنگ میں اسرائیل نے جن جنگی جرائم کا ارتکاب کیا ہے اس پر پوری دنیا چیخ اٹھی کہ اسرائیل جنگی مجرم ہے اس کے خلاف عالمی عدالت میں مقدمہ چلایا جانا چاہیے ، لیکن امریکہ اقوام متحدہ میں قرارداد پاس کرنے میں ویٹو کا حق استعمال کرتا ہے ، نئے امریکی صدر کو جن سے عالم اسلام نے مثبت توقعات وابستہ کیا تھا یہودی لابی مکمل طور پر اپنا حامی بنا چکی ہے۔

پس چہ باید کرد؟

الغرض ناجائز صہیونی مملکت مسجد اقصیٰ کو زمین دوز کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے لیکن عرب اور مسلم حکمراں صرف قراردادوں پر اکتفا کر رہے ہیں ، عوامی سطح پر بیداری شعور کے لئے سب سے پہلے مسلم اور عرب ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس بات پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ مسجد اقصیٰ کا مسئلہ عربوں کا یا کوئی مقامی نوعیت کا سیاسی مسئلہ نہیں بلکہ یہ ہر مسلمان کا مذہبی مسئلہ ہے ، جس سے اس کا ایمان وابستہ ہے ، دنیا بھر میں مسجد اقصیٰ کی اہمیت اور مسلمانوں کے اس سے تعلق پر سمیناروں اور جلسوں کا اہتمام کیا جائے ، جن میں یہ واضح کیا جائے کہ مسجد اقصیٰ سے ہر مسلمان کے قلبی جذبات وابستہ ہیں ، اسی طرح فلسطینی مسلمانوں کی مالی امداد بھی وقت کا تقاضہ ہے ، اس سلسلہ میں اگر چہ بعض عرب ممالک حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں ، لیکن اس کے لئے باقاعدہ مہم چلانے کی ضرورت ہے، مسئلہ فلسطین اور بیت المقدس کے تحفظ کے لئے سب سے اہم اقدام سیاسی دباؤ کی شکل میں کیا جاسکتا ہے، عالم عرب اور عالم اسلام کو اس کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنا چاہیے۔

قبلۂ اول آواز دیتا ہے!

دیوارِ براق پر یہودی معبد کی تعمیر کی نئی سازش

۱۶/دسمبر ۲۰۱۱ء

مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کے خلاف صہیونی ریشہ دوانیوں کا سلسلہ بلاتوقف جاری ہے کوئی مہینہ ایسا نہیں گزرتا جس میں اسرائیل کی جانب سے بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ کے خلاف کسی نہ کسی شرانگیزی کا مظاہرہ نہ کیا جاتا۔ ۱۹۶۷ء میں جب اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو اسی وقت سے مسجد اقصیٰ کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بنے جانے لگے، مئی ۱۹۴۶ء میں جب اسرائیل کی ناجائز صہیونی ریاست کی تشکیل عمل میں آئی تو صہیونی پالیسی سازوں نے اس کے دو بنیادی مقاصد طے کیے (۱)، مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر ((۲ عظیم تر اسرائیل کا قیام جو ایک طرف دریائے فرات سے دریائے نیل تک پھیلی ہو اور دوسری طرف صحرائے سینا سے مدینہ منورہ تک۔ تاکہ اس عظیم الشان صہیونی ریاست کے ذریعہ عالمی صہیونی طاقتوں کے مفادات کا تحفظ ہو سکے، چنانچہ اسرائیل اپنے قیام کے روز اول سے ان دونوں مقاصد کے حصول کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں جھونک رہا ہے اور اس کے لیے عالمی طاقتوں کا بڑی چابکدستی کے ساتھ استعمال کر رہا ہے، انہی دو مقاصد کی خاطر عالمی صہیونی تحریک کے بانی تھیوڈ ہرزل نے ۱۹۰۰ء کے اوائل میں خلافت عثمانیہ کے خلیفہ سلطان عبدالحمید سے براہِ راست ملاقات کی تھی اور ان کے سامنے یہ پیشکش رکھی تھی کہ اگر خلیفہ فلسطین کو یہودیوں کے ہاتھ فروخت کر دیں تو یہودی انہیں اس قدر بے پناہ دولت دیں گے کہ حکومت کے تمام مصارف کے ساتھ حکومتی قرضوں کی ادائیگی ممکن ہوگی، انہیں یہ بھی لالچ دی گئی کہ اگر وہ صہیونی مطالبہ پر رضامند ہوں تو انہیں ذاتی طور پر اتنی دولت دیں گے جس کا وہ تصور نہیں کر سکتے، عثمانی خلافت کے اس مردِ مجاہد اور ملت اسلامیہ کے غیور حکمراں نے ان کی اس پیشکش کو یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ فلسطین میری ملکیت نہیں ہے بلکہ ساری ملتِ اسلامیہ کی ملکیت ہے، اور وہ اس کی اپنے خون سے حفاظت کریں گے، سلطان کے حمیت اسلامی سرشار اس جواب کو سن کر تھیوڈ ہرزل نے اس وقت دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار ہیں، چنانچہ مکار صہیونیوں نے مصطفیٰ کمال جیسے صہیونی آلہ کار کے ذریعہ جو خود ایک یہودی قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے سلطان عبدالحمید کا تخت الٹا کر حکومت عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا، جس کے بعد فلسطین پر صہیونی ریاست کی راہ ہموار ہوئی۔

اسرائیل کے دو مقاصد

اسرائیل اپنے قیام کے روز اول سے مذکورہ بالا دو مقاصد کے حصول کے لیے پورے طور پر سرگرم عمل ہے، ۱۹۶۷ء میں جب عرب، اسرائیل جنگ میں عرب شکست سے دوچار ہوئے تو بیت المقدس کے مشرقی حصے پر اسرائیل قابض ہو گیا اس طرح پورا بیت المقدس ناجائز اسرائیلی تسلط کے تحت آ گیا، مذکورہ بالا اپنے دو مقاصد کے لیے ویسے اسرائیل بے شمار ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے لیکن ان میں سے دو اسرائیل کی نظر میں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں:

(۱) بتدریج ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لیے راہیں ہموار کرنے کے لیے مسجد اقصیٰ اور اس کی ملحقہ عمارتوں کو مختلف حیلے بہانوں سے گرانا یا مسمار کرنا اور مسلسل انہدامی کارروائیاں جاری رکھنا۔

(۲) فلسطین میں زیادہ سے زیادہ یہودی آبادکاروں کی کالونیاں قائم کرنا۔

چنانچہ پہلا ہتھکنڈا زور وشور سے استعمال ہو رہا ہے، بیت المقدس پر قبضے کو ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ۲۱/ اگست ۱۹۶۹ء میں ایک آسٹریلیائی یہودی سیاح کا روپ دھار کر مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا اور مسجد میں آگ لگا دی جس سے مسجد کا ایک بڑا حصہ جسے مسجد قبلہ کہتے ہیں جل کر راکھ ہوا، ایک اندازے کے مطابق مسجد قبلہ کا ۴۴۰۰ مربع میٹر رقبہ جل کر راکھ ہو گیا، آتش زنی کے اس واقعہ میں صلاح الدین ایوبی کے بنائے ہوئے منبر کا بیشتر حصہ بھی جل گیا تھا، جلانے کا یہ واقعہ منصوبہ بند طور پر کیا گیا تھا اس لئے صہیونی حکومت نے فائر بریگیڈ کو مسجد اقصیٰ میں لگنے والی آگ کو بجھانے سے بالکلیہ منع کر دیا تھا یہاں تک کہ رام اللہ اور الخلیل سے آنے والی فائر بریگیڈ کی گاڑیوں نے آگ بجھائی لیکن اس وقت تک مسجد قبلہ کا بیشتر حصہ جل کر راکھ میں تبدیل ہو چکا تھا، اتنا ہی نہیں بلکہ بیت المقدس پر قبضہ سے قبل جولائی ۱۹۴۸ء میں بھی یہودیوں کے مسلح گروہوں نے مسجد اقصیٰ کے احاطہ میں ۵۵ بم گرائے تھے، آتش زنی کے واقعہ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کا بنایا گیا منبر بھی متاثر ہوا، چونکہ یہ منبر صلاح الدین ایوبی سے منسوب ہے جنہوں نے بیت المقدس کو ۱۱۸۷ء میں صلیبیوں کے غاصبانہ قبضہ سے آزاد کرا لیا تھا اس لئے صہیونی دہشت گردنے اسے خاص طور پر نشانہ بنایا لکڑی سے بنے اس منبر کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں لکڑی کی ساری جڑائی کسی بھی کیل وغیرہ کے بغیر عمل میں آئی تھی اور لکڑی کی کٹائی کچھ اس انداز سے کی گئی تھی کہ اس کے مختلف حصے آپس میں مل کر فٹ ہو جائیں، اس قسم کی بناوٹ سے گویا ان معماروں نے یہ پیغام دیا تھا کہ مسلم افواج کا بیت المقدس کو لینا ایک ایسی حقیقت ہے جو آپ اپنے سوا کسی جوڑ کی ضرورت نہیں رکھتا، منبر کا جلانا بظاہر ممکن نہیں تھا اس لئے کہ جنوب مغربی گوشے کا بالائی حصہ مسجد کے فرش سے تقریباً دس میٹر بلندی پر ہے سیڑھی کے بغیر وہاں تک رسائی ممکن نہیں تھی، آگ لگانے والا یہودی مائیکل ڈینس ظاہر ہے کہ سیڑھی لیکر نہیں آیا تھا جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اس واقعہ میں پورا ایک گروہ شریک تھا، آتش زنی کے واقعہ میں مسجد قبلہ اور منبر صلاح الدین کے علاوہ مسجد اقصیٰ کا محراب زکریا کے ساتھ ملنے والا مقام اربعین، تین بارہ دریاں مسجد کے مرکزی ستون، محراب، مسجد کے قالین اور مسجد کے تین منقش شہتیر بھی زد میں آ گئے، ان تمام حصوں کے متاثر ہونے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے اندر مختلف اطراف میں آگ لگائی گئی تھی تا کہ پھیلتے پھیلتے بیچ میں آئے اور

مسجد کا جنوبی حصہ کلیتاً منہدم ہونے کے بعد شمالی جانب بڑھے تو ساری مسجد ہی ڈھیر ہو جائے گی۔

مسجد اقصیٰ اور صہیونی شر انگیزیاں

یہودی شروع سے مسجد اقصیٰ کے خلاف کچھ نہ کچھ شر انگیزی کرتے رہے ہیں، مسلمانوں کا یہ قبلہ روز اول سے صہیونی عزائم کے گھیرے میں رہا ہے۔ ۱۹۸۰ء میں ایک انتہا پسند یہودی گروپ کو اس وقت پکڑا گیا جب وہ بھاری مقدار میں بارود مسجد کے نچلے حصہ میں لگانے کے لیے کوشاں تھا، یہ گروپ اگر اپنی سازش میں کامیاب ہو جاتا تو شاید پوری مسجد دھماکہ سے اڑ جاتی اس کے بعد ۱۹۸۲ء میں ایک بار اور دوسری بار ۱۹۸۳ء میں مسجد اقصیٰ کی مسلم گارڈ نے دو بڑے بڑے پارسل پکڑے جن کے اندر ٹائم بم نصب تھا، ۱۹۸۴ء میں ایک اور یہودی گروہ نے مسجد اقصیٰ میں داخل ہونے کی کوشش کی جبکہ وہ دستی بم اٹھار کھے تھے اور ان کے ساتھ چھ تھیلے بارود بھی تھا، ۱۹۸۶ء میں ایک اور مرتبہ مسجد اقصیٰ یہودی چیرہ دستیوں کا اس وقت نشانہ بنتے بنتے رہ گئی جب اسرائیلی فضائیہ کے ایک پائلٹ نے اپنے طیارہ میں مسجد اقصیٰ پر چلانے کے لیے میزائل ساتھ رکھے تھے، اکتوبر ۱۹۹۰ء میں اسرائیلی فوجی دستوں نے نمازیوں پر فائر کر دی تھی جس میں ۲۳ نمازی شہید ہوئے تھے، پھر ۱۸ دسمبر ۲۰۰۰ء انسانیت کے سفاک ایریل شیرون نے یہودی جتھے کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں زبردستی گھسنے کی کوشش کی، مسلمان دفاع اقصیٰ میں دیوار بن کر کھڑے ہو گئے شیرون نے ایسی تباہی مچائی کہ بیت المقدس میں ہر طرف مسلمانوں کی نعشیں بکھری پڑی تھیں۔

سرنگوں کا جال

ماہ ستمبر میں اخبارات میں بیت المقدس کے تعلق سے اندوہناک خبر آئی ہے کہ اسرائیل کے محکمہ آثار قدیمہ نے بیت المقدس کی قدیم دیواروں کے نیچے ایک طویل سرنگ کی کھدائی مکمل کر لی ہے، یہ رپورٹ کسی مسلم ادارے کی جانب سے منظر عام پر نہیں لائی گئی بلکہ اسرائیل سے شائع ہونے والے معروف روزنامے '' اسرائیل ہیوم '' کی انکشافاتی رپورٹ ہے، اخبار نے لکھا ہے کہ چھ سو میٹر یہ طویل سرنگ مسجد اقصیٰ کی بنیادوں کے ساتھ کھودی گئی ہے جس سے قبلۂ اول کو سخت خطرات لاحق ہو گئے ہیں، اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسرائیل کی جانب سے سرنگ کو مکمل طور پر خفیہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور سرنگ کی اصلیت ظاہر کرنے کے بجائے اسے آثار قدیمہ کی تلاش کے سلسلہ میں کی جانے والی معمول کی کھدائی قرار دیا جا رہا ہے، جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے، تفصیلات کے مطابق بیت المقدس میں سلوان کے مقام پر مسجد اقصیٰ کے جنوب مغرب میں الزاویہ کے مقام تک ۶۰۰ میٹر طویل سرنگ کھودی گئی ہے، رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گیارہ میٹر چوڑی اور چھ سو میٹر طویل اس سرنگ کو مسجد اقصیٰ کے قریب زیر زمین چٹانوں سے ملایا گیا ہے، اسرائیل کے محکمہ آثار قدیمہ کی جانب سے ایک سرنگ مکمل ہونے کے بعد دیگر سرنگوں کو تیار کرنے کے منصوبہ بندی کا کام جاری ہے، اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ مسجد اقصیٰ کے نیچے بعض یہودی آثار قدیمہ ہیں جن کی تلاش کے لیے وہ کھدائی کر رہا ہے، لیکن یہ سب بہانے ہیں ورنہ فی الواقع ایسی کوئی نشانی ہوتی تو اب تک کی گئی کھدائیوں کے نتیجہ میں کچھ نہ کچھ چیزیں ضرور برآمد ہوتیں، یہ ساری کھدائی محض مسجد اقصیٰ کے حصوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے ہو رہی ہے ایک سرنگ کے

بعد دوسرے سرنگوں کی تیاری مسجد اقصیٰ کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دے گی جس کے بعد مسجد کے قریب ایک ہی دھماکہ کی گونج سے مسجد زمین بوس ہوجائے گی، اسرائیلی اخبار کا کہنا ہے کہ اسرائیلی حکومت نے اپنے قیام کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ۱۹۶۷ء میں مذکورہ سرنگ پر کام شروع کر دیا تھا اور اب یہ سرنگ پایہ تکمیل کو پہنچی ہے، مذکورہ سرنگ جو مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کے ساتھ کھودی گئی ہے اسرائیلی حکام اسے جبل ہیکل کی مغربی دیوار کی سرنگ کہتے ہیں، حالیہ سرنگ کی تکمیل سے مسجد اقصیٰ کو لاحق خطرات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ محکمہ آثار قدیمہ کے تحت ہونے والے کام کے سلسلہ میں سرنگ کی اندرونی جانب لوہے کی موٹی راڈوں کے ذریعہ سرنگ کو سہارا دیا گیا ہے بصورتِ دیگر مذکورہ سرنگ کے مقام کی زمین بیٹھنے کا خدشہ ہے، اسرائیلی روزنامے کی جانب سے زیر زمین سرنگ کی کئی اہم مقامات کی تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں جس میں واضح طور پر دکھائی دیتا ہے کہ کھدائی کے دوران مسجد اقصیٰ کے قریب سے گزرتے ہوئے سرنگ کو قدرے مشرق کی جانب موڑا گیا ہے تاکہ اسے مسجد اقصیٰ کی بنیادوں تک لے جایا سکے، تصاویر میں مسجد اقصیٰ کے جنوب مغرب میں الزاویہ کے مقام کے نیچے قبلۂ اول کی بنیادیں واضح طور پر دکھائی دے رہی ہیں، یہودی یہ سب کچھ ہیکل سلیمانی کی تعمیر سے وابستہ اپنے عقیدہ کی بنیاد پر کر رہے ہیں، بنیاد پرست یہودی مذہبی ادبیات میں زور دے کر کہا گیا ہے کہ اسرائیلی مملکت کا قیام یہودیوں کی نجات کا ایک قدم ہے جس کے بعد ''مسایا'' ''مسا شیخ'' کا ظہور ہوگا جو ہیکل سلیمانی کی تعمیر کریں گے اور نہایت آسائش و خوشحالی کے ساتھ ایک ہزار سال تک حکومت کریں گے اس یہودی گروہ کے عقیدہ کے مطابق ۶۰ سال اور دوسرے گروہوں کے اعتقاد کے مطابق قیام مملکت کے ۶۷ سالوں کے اندر ہیکل کی تعمیر ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ ۲۰۰۷ء کے اختتام کے ساتھ ہی اسرائیل میں ہیکل کی تعمیر کے وجوب کا فتویٰ جاری کیا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ مملکت اسرائیل کے قیام کے ۷۰ سال مکمل ہونے پر ہیکل کی تعمیر فرض ہے اگر یہ تعمیر نہیں ہوسکی تو یہود پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔

کھدائیوں کا سلسلہ

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے قریب کھدائیوں کا سلسلہ عرصۂ دراز سے جاری ہے بعض اسکالروں نے اسرائیل کی کھدائی کارروائیوں پر باقاعدہ تحقیقی کام کیا ہے جس کے مطابق اسرائیلی کھدائیاں دس مرحلوں سے گزری ہیں، پہلا مرحلہ ۱۹۶۷ء تا ۱۹۶۸ء تک ہے، اس دوران مسجد کی جنوبی فصیل، مسجد میں بنے ہوئے عجائب خانہ، جنوبی مینار اور عورتوں والے حصہ کے نیچے سے گزرتی تھی یہ چودہ میٹر تک گہری تھی، اس کی وجہ سے مذکورہ عمارتوں کے اندر کئی جگہ دراڑیں پڑ گئیں۔

دوسرا مرحلہ ۱۹۶۸ء سے شروع ہوتا ہے جس میں اس کھدائی کو بڑھاتے ہوئے شمال کی جانب لے جایا گیا یہاں تک کہ اسے باب المغاربہ تک پہنچادیا گیا اس کے درمیان کل چودہ عمارتیں آتی ہیں جن میں ایک دار العلوم امام شافعیؒ ہے، دوسرے مرحلہ کی کھدائی کی لمبائی ۸۰ میٹر ہے مسجد اقصیٰ کے احاطہ کے باہر اس کا سلسلہ چلا وہاں کی عمارتیں

منہدم کردی گئی اوران میں رہائش پذیر مسلمانوں کو بے دخل کر دیا گیا۔

تیسرا مرحلہ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۴ء تک ہے اس مرحلہ میں بیت المقدس کی مسلم شرعی عدالت کا حصہ زیر زمین کھوکھلا کر دیا گیا، علاوہ ازیں شمال کی جانب بڑھتے ہوئے اقصیٰ کے پانچ پھاٹکوں کو متاثر کیا اور باب السلسلہ ، باب المطہرہ، باب المعانئین، باب الحدید اور باب علاء الدین احاطہ اقصیٰ کے باہر متعدد آثار قدیمہ اور مذہبی مقامات متاثر ہوئے ، بالخصوص چار مساجد، قطانین کا تاریخی بازار قاحیبائی کا مینار دار العلوم جوہریہ اور جامع مسجد عثمانی وغیرہ متاثر ہوئے، اس مرحلہ میں کی گئی کھدائیوں کی گہرائی ۱۲ میٹر تک پہنچی۔

چوتھے مرحلہ کی کھدائی نے اقصیٰ کی مغربی فصیل کو متاثر کیا اس کی گہرائی ۱۳ میٹر تک پہنچی ہے، پانچویں مرحلہ کی کھدائی سے اقصیٰ کی جنوبی فصیل میں شگاف آیا آخر کار اس ایک حصہ جھڑ گیا اور یہاں سے اندر جانے کا راستہ بند ہو چکا ہے، یہاں سے مسجد کے یہ حصے سامنے پڑتے ہیں۔(۱مسجد عمر اور مسجد اقصیٰ کا جنوب مغربی حصہ(۲اقصیٰ کے محراب کا زیریں حصہ((۳جنوب مشرقی جانب کی بارہ دریوں کا زیریں حصہ۔ اس پانچویں مرحلہ کی کھدائی سے فصیل اور مسجدوں کے گرنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے، چھٹے مرحلہ کی کھدائی سے کھدائی کا سلسلہ احاطہ اقصیٰ سے باہر کی جانب بڑھتا ہے، اور قدیم شہر بیت المقدس کی فصیل تک چلا جاتا ہے یہاں کھدائی کرنے کے لیے یہودی مسلمانوں کے قبرستان سے متصل اراضی ضبط کر چکے ہیں، یہ بیت المقدس کا قدیم قبرستان ہے جس میں بے شمار صحابہ ائمہ فقہاء اور تاریخی شخصیات مدفون ہیں، گزشتہ ۲۶ جون ۲۰۱۱ء کو اسرائیلی فوج نے بیت المقدس کے قبرستان مامن اللہ میں کم از کم سو قبریں مسمار کر دی تھیں، قبروں کی کھدائی میں دو بڑے بلڈوزروں کا استعمال کیا، مامن اللہ قبرستان کو مسمار کر کے صہیونی حکومت یہاں میوزیم کی تعمیر کا منصوبہ رکھتی ہے۔

ساتویں مرحلہ کی کھدائی میں صحن براق کو نشانہ بنایا گیا، یہ اقصیٰ کی مغربی فصیل سے متصل واقع ہے، یہاں نو میٹر تک کھدائی کی گئی، آٹھویں مرحلہ کی کھدائی اس عنوان کے ساتھ شروع کی گئی کہ اسرائیلی مملکت یہودہ کے بادشاہوں کی قبریں دریافت کی جائیں گی، اس کھدائی کا رخ اقصیٰ کی جنوبی فصیلوں کی بیرونی جانب رہا، نویں مرحلہ کی کھدائی میں ۱۹۸۰ء میں ایک سرنگ دریافت ہوئی جو وارن کے نام سے منسوب ہے، یہ مسجد کے باب السلسلہ اور باالعانئین کے درمیان واقع ہے، دسویں مرحلہ کی سب خطرناک کھدائی میں مسجد اقصیٰ کے صحن کے پکے فرش نظر آنے لگے، بڑھتے بڑھتے ان کا دائرہ مسجد کے مرکزی ہال اور گنبد صخرہ تک آنے لگا ہے حتیٰ کہ گنبد صخرہ اور مسجد اقصیٰ کی اندرونی دیواروں پر جڑے ہوئے سنگ مرمر میں کئی جگہ شگاف آچکا ہے۔

مسجد اقصیٰ کی بنیادوں کو کمزور کرنے کی یہودی پالیسیاں

بیت المقدس کو یہودیانے اور بتدریج مسجد اقصیٰ کی بنیادیں کمزور کرنے کے لیے اسرائیل درج ذیل پالیسیوں پر گامزن ہے۔

(۱) زیر زمین کھدائیوں کا سلسلہ جاری رکھنا تاکہ بنیادیں کھوکھلی ہونے کے بعد مسجد زمین بوس ہو جائے۔
(۲) جنوب مشرقی گوشہ میں دومنزلہ گرجا گھر کی تعمیر۔
(۳) مسجد اقصیٰ کے اطراف آباد فلسطینیوں کا تخلیہ کرانا۔
(۴) مسجد کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے لیے بنیادوں کے اندر کیمیکل کا مادہ ڈالنا۔
(۵) یہودی تاریخ سے عبارت چند کمروں پر مشتمل قافلہ نسل نامی عمارت کی تعمیر۔
(۶) القدس کو یہودیانے کے لیے اسرائیل کی عظیم جمعیت کی جانب سے بیسیوں مسلم مکانات پر قبضہ۔
(۷) حوض مقدس کا منصوبہ جس کے دائرہ میں قدیم شہر وادی قدرون اور جبل زیتون کو لیا گیا۔
(۸) نمازیوں کی نگرانی اور ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے دسیوں کیمرے نصب ہیں۔
(۹) صحن مسجد میں مصلیوں کو منتشر کرنے کے لیے الکٹریکل مشینیں نصب کی گئی ہیں جن سے گیاس کا اخراج ہوتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کے تعلق سے یہودیوں میں چار قسم کے نظریے پائے جاتے ہیں:
(۱) دس ستون کا نظریہ: جس میں دس مذہبی ہدایات کے مطابق مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کے قریب دس ستونوں کو تعمیر کرنے کا منصوبہ تیار گیا ہے، یہ ستون مسجد کی بلندی کے برابر ہوں گے اور ان پر ہیکل تعمیر کیے جائیں گے۔
(۲) عمودی شکل کا نظریہ: جس میں مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار سے لگ کر عمودی شکل میں ہیکل تعمیر کرنے کی بات کہی گئی ہے، تاکہ ہیکل مسجد سے بلند ہو اور اندر سے مسجد کے صحن سے مربوط ہو جائے۔
(۳) ٹرانسفر کا نظریہ: اس نظریہ کی بنیاد یہ ہے کہ گنبد صخرہ کے گرد گہرا گڈھا بنا دیا جائے اور اسے وہاں سے جوں کا توں اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے اور اس کی جگہ ہیکل رکھ دیا جائے۔
(۴) پوری مسجد اقصیٰ کو منہدم کر کے اس کے ملبہ پر مکمل ہیکل کی تعمیر۔

القدس کو یہودیانے کی اسرائیلی کارستانیاں

اس کے علاوہ القدس شہر کو یہودی رنگ میں رنگنے کے لئے آئے دن مختلف کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں جس کی اطلاع اخبارات میں آتی رہتی ہے، گزشتہ ماہ جون میں مسجد اقصیٰ کے باب الخلیل میں واقع مسجد القلعہ کو صہیونی عجائب گھر میں تبدیل کئے جانے کی اندوہناک خبر آئی تھی بیت المقدس کی بیشتر مساجد کو یہودی عبادت گاہوں میں تبدیل کرنے کا عمل بھی تیزی سے جاری ہے، مذکورہ عجائب گھر کے لئے اسرائیل کی جانب سے دس کروڑ ڈالر مختص کئے گئے تھے، اسرائیل مسجد اقصیٰ کے مقام براق کو یہودیت میں بدلنے کے منصوبہ پر بھی کام کر رہا ہے، گزشتہ ایک سال میں مختلف یہودی تنظیمیں اور ادارے القدس کو یہودیانے کے منصوبوں پر ۱۰ لاکھ ڈالر خرچ کر چکے ہیں باب الخلیل باب العمود اور اولڈ مونسپلٹی کی دیواروں کے بیرونی جانب اور باب الساہرہ کے مابین کھدائی کا سلسلہ جاری ہے، القدس کو یہودیانے کی کارروائیوں کے دوران شہر کی تاریخی حیثیت کو مسخ کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے، عیر عمیم فاؤنڈیشن

کی رپورٹ کے مطابق اسرائیل مقبوضہ بیت المقدس کی بلدیہ العیساویہ اور الطور میں ۱۶ لاکھ ۶۲ ہزار مربع میٹر اراضی ہڑپنے کی منصوبہ بندی کرر ہا ہے، اسرائیل کی ضلعی کمیٹی برائے منصوبہ بندی وتعمیرات اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی تیاریاں کررہی ہے، اس منصوبہ کے تحت پبلک پارک اور دوسری عمارتیں تعمیر کی جائیں گی، قدیم القدس شہر کے حدود میں زیادہ سے زیادہ یہودی مذہبی مقامات کی تعمیر پر توجہ دی جارہی ہے، خراب گرجا گھر النور گرجا گھر کی سرحد مسجد اقصیٰ کی مغربی دیواروں سے ملتی ہے، صحن عمر کے سلسلہ میں صہیونی عدالت نے فیصلہ صادر کرتے ہوئے اس کی ملکیت آبادکار کمپنیوں کے حوالہ کردی ہے، صہیونی بلدیہ کی جانب سے صحن عمر کے یہودیانے کے پراجیکٹ کو بھی قطعیت دی جاچکی ہے۔

مسلم ممالک کی ذمہ داریاں

ان حالات میں عرب اور مسلم ممالک پر کس قدر نازک ذمہ داری عائد ہوتی ہے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے، افسوس! مسلم حکمراں اس قدر بے حس ہو چکے ہیں کہ انہیں اپنی ذمہ داری کا ذرّہ برابر احساس نہیں، اس وقت پچاس سے زائد مسلم ممالک میں عیسائیت کے پیروکاروں کے بعد دنیا کی بڑی اکثریت مسلمانوں کی ہے مسلم ممالک میں شرح پیدائش ۳ فیصد ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ ہے، رقبہ کے لحاظ سے بھی مسلمانوں کے پاس تین کروڑ اڑتالیس لاکھ انیس ہزار سات سو نوے مربع کیلومیٹر علاقہ ہے، جغرافیائی اعتبار سے دیکھا جائے تو دنیا کی عیسائی آبادی امریکہ اور آسٹریلیا کے بر اعظموں تک محدود ہے، بدھ مت مشرق بعید میں مرتکز ہے لیکن مسلم ممالک دنیا کے ساتوں براعظموں میں موجود ہیں، دنیا کی تمام بڑی آبی گزرگاہیں عالم اسلام سے ہو کر گزرتی ہیں، دنیا کے مختلف ممالک کو ملانے والے زمینی راستے مسلم ممالک سے آتے ہیں دنیا کے تمام بڑے ہوائی راستے مسلم ممالک کے اوپر سے گزرتے ہیں یوروپ سے امریکہ یا مشرق بعید یوروپ یا امریکہ جانے والوں کو کسی نہ کسی مسلم ملک کے اوپر سے گزرنا پڑتا ہے، جہاں تک وسائل کی بات ہے اس وقت دنیا کی سب سے اہم ضرورت ایندھن ہے، ہر قسم کی صنعتوں کا انحصار اسی پر ہے، دنیا کا سارا نظام بجلی سے چلتا ہے اور زیادہ تر بجلی تیل سے بنتی ہے، دنیا کا ۷۰ فیصد تیل مسلم ممالک کے پاس ہے، دنیا میں سونے کے سب سے بڑے ذخائر مسلم ملکوں میں ہیں، نہروں کا سب سے مؤثر نظام مسلم ملکوں میں ہے، تانبے لوہے اور کوئلے کی سب سے بڑی کانیں مسلم ممالک میں ہیں، اس کے باوجود مسلمان مٹھی بھر یہودیوں کے سامنے بے بس ہیں، بیشتر مسلم ملکوں پر مغرب نواز حکمراں مسلط ہیں، اس وقت عالم اسلام کو ایک غیر معمولی انقلاب کی ضرورت ہے حالیہ دنوں کا عرب انقلاب اگرچہ بہت کچھ مثبت نتائج کا مل ہے لیکن مغربی طاقتیں عرب انقلاب کا اغوا کرنے میں لگی ہیں، حکمراں اور عوام دونوں سطح سے تبدیلی کی ضرورت ہے، اس کے بغیر ہم اپنے مقدسات کی حفاظت نہیں کر سکتے، آج قبلۂ اول مسلمانوں کو آواز دے رہا ہے مسجد اقصیٰ مسلمانانِ عالم سے فریاد کررہی ہے، مگر ہے کوئی جو اس کی فریاد سنے؟

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے خلاف

بڑھتی شرانگیزیاں

مسجد اقصیٰ پر حملے ہر شریک کو 50 شیکل انعام کے ساتھ الٹرا آرتھوڈکس نوجوان کا خطاب

۳۰/جنوری ۲۰۱۱ء

کوئی مہینہ ایسا نہیں گزرتا کہ مسجد اقصیٰ سے متعلق اخبارات میں کوئی تشویشناک خبر پڑھنے کو نہ ملتی ہو، ادھر چند سالوں سے اسرائیلی صہیونی مملکت مسجد اقصیٰ کو خصوصیت کے ساتھ نشانہ بنائی ہوئی ہے، ہر تھوڑے وقفہ سے مسجد اقصیٰ کے قریب کھدائی کی اطلاع آتی رہتی ہے، اسی طرح بیت المقدس کو یہودیانے کے کسی نہ کسی نئے منصوبہ کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔

پانچ ملین ڈالر کا اسرائیلی منصوبہ

ابھی گزشتہ ہفتہ کی بات ہے کہ غزہ میں اوقاف ومذہبی امور کے وزیر ڈاکٹر طالب ابوشعر نے مقبوضہ بیت المقدس کے علاقوں برج النواطیر اور عین سلون کی دو مساجد کو یہودی رنگ میں رنگنے کے لئے لاکھوں ڈالرز کے اسرائیلی منصوبے کا انکشاف کیا، انہوں نے کہا کہ اسرائیل نے 2010ء میں ان قدیم تاریخی مساجد کی تعمیر نو کی بحالی اور تحفظ کے نام پر بنائے گئے اپنے منصوبے کے لیے پانچ ملین ڈالرز مختص کئے ہیں، تاہم ان منصوبوں کا مقصد سنہ 1948ء اور 1967ء میں اس کے مغربی اور مشرقی القدس پر حملوں کی تکمیل میں اس مقدس شہر کے تمام اسلامی مقامات پر قبضہ کرنا ہے، اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے مکار صہیونی حکام دروغ گوئی سے کام لے رہے ہیں، مسجد اقصیٰ کی تعمیر ومرمت کا نگران ادارہ اقصیٰ فاؤنڈیشن نے اپنے ایک تازہ بیان میں انکشاف کیا ہے کہ " اسرائیل نے بیت المقدس کی تمام مساجد کو یہودی معبد میں تبدیل کرنے کے لئے ایک ملین ڈالرز کی رقم مختص کر رکھی ہے، اقصیٰ فاؤنڈیشن کے مطابق اسرائیلی وزارت سیاحت نے حال ہی میں 50 ملین ڈالرز کی رقم بیت المقدس میں موجود یہودی عبادت گاہوں کی تعمیر ومرمت اور ان کی توسیع کے لیے مختص کی تھی لیکن یہ تمام رقم یہودی معابد کی توسیع کے بجائے مساجد کو صہیونی عبادت گاہوں میں بدلنے کے لیے مختص کی گئی''۔ الاقصیٰ فاؤنڈیشن کا کہنا ہے کہ 1948" ءاور 1967ء کی جنگوں میں قبضہ کئے گئے علاقوں اور بیت المقدس میں موجود تمام مساجد کو یہودیت میں تبدیل کرنے کی سازش رچی جارہی ہے''۔

بیت المقدس کو یہودیانے میں تیز رفتاری

حالیہ عرصہ میں پیش آنیوالے واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ اسرائیل تیزی کے ساتھ بیت المقدس کو یہودیانے کے منصوبے پر گامزن ہے، اطلاعات کے مطابق بیت المقدس کے سلوان علاقے میں یہودی آبادکاری کا ایک نیا منصوبہ تیار کیا گیا ہے، سلوان کی جائیدادوں کے تحفظ کے لیے بنائی گئی کمیٹی نے خبردار کرتے ہوئے بتایا کہ اسرائیل بتات کالونی کے نواحی علاقہ بئر ایوبمیں سات ایکٹر اراضی پرنئی تعمیرات قائم کرنا چاہتا ہے، اسرائیلی بلدیہ کے عملہ نے ایک پارک کی جگہ پر مفاد عامہ کی بلڈنگ کے نام پر یہودیوں کو بسانے کا اعلان کیا ہے، یہ عمارت بطن الہون کالونی میں بیت یونانان کے نام سے معروف یہودی بستی کے قریب بنائی جارہی ہے اسرائیل اس علاقہ کو مکمل طور پر تلمودی مذہبی مقام میں تبدیل کرنا چاہتا ہے، جہاں تک مسجد اقصیٰ کا تعلق ہے تو گزشتہ دنوں یہودیوں نے اپنے مذہبی تہوار عیدالحانو کے موقع پر مسجد اقصیٰ کے خلاف تشہیری حملوں کا سلسلہ شروع کیا، یہودی اس مذہبی تہوار کو "ہیکل کی صفائی" کا نام دیتے ہیں، صہیونیوں کے مطابق اس تہوار میں ہیکل کی تطہیر کے لیے مختلف رسومات ادا کئے جاتے ہیں، اس حملہ سے قبل یہودیوں کی جانب سے "علامات ہیکل" کے نام سے ایک تعلیمی مہم بھی شروع کی گئی جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ مسجد اقصیٰ پر حملہ کے ہر ایک شریک کے لیے 50 شیکل انعام کے ساتھ "الٹرا آرتھوڈکس" نوجوان کے لقب سے نوازا جائے گا، اطلاعات کے مطابق مغربی کنارہ اور بیت المقدس میں قائم یہودی حلقوں میں طویل عرصہ سے ایسے سیمناروں کا سلسلہ جاری ہے جن میں مختلف تلمودی دستاویز اور یہودی مذہبی نیتاؤں کی مدد سے شرکاء کو مسجد اقصیٰ پر حملوں اور تیسرے ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کے خلاف صہیونی شرانگیزیوں کی انتہاء

گزشتہ ہفتے مسجد اقصیٰ کے خطیب شیخ محمد سلیم نے مسجد اقصیٰ کے خلاف یہودی سازشوں سے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام اور عرب ممالک قبلہ اول کے تحفظ اور بیت المقدس کو یہودیوں کے دست برد سے بچانے کے لیے اسلامی چوٹی کانفرنس طلب کریں، انہوں نے کہا کہ غاصب یہودیوں کی مسجد اقصیٰ کے خلاف شرانگیزیاں انتہاء کو پہنچ چکی ہیں اور اگر مسلمانوں نے بیداری کا مظاہرہ نہ کیا تو صہیونی طاقتیں قبلۂ اول کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاسکتی ہیں، خطیب مسجد اقصیٰ نے کہا کہ اسرائیل کی طرف سے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو سنگین نوعیت کے خطرات لاحق ہیں، اور ہم عالم اسلام کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ وہ ان خطرات کو ٹالنے کے لیے کب بیدار ہوتے ہیں شیخ سلیم کا کہنا ہے کہ موجودہ نازک ترین حالات میں عالم اسلام اور عرب اقوام کی جانب سے خاموشی صہیونی طاقتوں کو اپنے ناپاک عزائم آگے بڑھانے کا موقعہ فراہم کررہی ہے، مسجد اقصیٰ کے اطراف اس کی بنیادوں میں کی گئی کھدائی کے باعث مسجد کو شدید نوعیت کا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے کیونکہ کھدائی کا کام نہ صرف جاری ہے بلکہ وہ خطرناک مرحلہ میں پہنچ گیا ہے، اسرائیل آثار قدیمہ کی تلاش کے بہانے مسجد اقصیٰ کو نقصان پہنچانے کی سازش کررہا ہے مسجد کے اطراف کی گئی کھدائی

سے مختلف مقامات پر زمین بیٹھ گئی ہے، اور کئی درخت اکھڑ گئے ہیں، فتح کے ایک رہنما کا بیان ہے کہ اس وقت مسجد اقصیٰ کو اس کی جنوبی اور مغربی سمتوں کی طرف سے سخت خطرات لاحق ہیں، اسرائیل کی طرف سے زیر زمین کھودی گئی سرنگوں میں بارش کا پانی بھر جانے سے مسجد اقصیٰ کو خطرناک حد تک نقصان پہنچ سکتا ہے، بلکہ خود اسرائیلی عہدیدار اس خطرے کا اعتراف کر چکے ہیں کہ کھدائی کے باعث مسجد اقصیٰ کے بعض حصے منہدم ہو سکتے ہیں، پولیس سربراہ کرنل حسین سیفی نے بھی میڈیا کو بتایا تھا کہ مسجد اقصیٰ کے گرد کھدائی کے باعث قبلۂ اول کا اہم ترین حصہ مصلّٰی مروانی کسی بھی وقت منہدم ہو سکتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کے گرد کھدائیوں کا جو سلسلہ 11 جون 1967ء کو شروع کیا گیا تھا وہ اب تک جاری ہے، اس سال مسجد اقصیٰ کی جنوبی دیوار کے نیچے 70 میٹر کھدائی کی گئی ، کھدائیوں کی گہرائی 14 میٹر ہے، کھدائی کے دوران کئی اسلامی آثار دریافت ہوئے، 1969ء میں 80 میٹر کھدائی کی گئی، باب المغاربہ کی جانب بھی کھدائی کی گئی، اس کے بعد 1970ء میں جو کھدائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو 1974 تک رہا، پھر 1976ء میں از سرِ نو کھدائی شروع کی گئی اور یہ سلسلہ 1988ء تک رہا اس دوران مسجد اقصیٰ کے چار دروازوں کے نچلے حصوں میں 400 میٹر کھدائی کی گئی۔ 10 فروری 2004ء میں براق صحن کو باب المغاربہ سے جوڑنے والا راستہ گر گیا، 28 دسمبر 2005ء میں قابض افواج نے مسجد اقصیٰ کی سرنگوں کے نیچے سیاحتی مرکز کا افتتاح کیا، 13 مارچ 2006ء میں مسجد اقصیٰ سے متصل محکمۂ اسلامیہ کے نیچے ایک یہودی عبادت گاہ کا افتتاح کیا گیا 12 اکتوبر 2008ء کو مسجد اقصیٰ کی باؤنڈری سے 200 میٹر کے فاصلہ پر 300 مربع میٹر کے رقبہ پر یہودی کنیسا کا افتتاح عمل میں آیا، حالیہ عرصہ میں جو کھدائی ہوئی ہے وہ بئر الورقہ اور بئر الکاس کا علاقہ ہے، جہاں صہیونی مملکت سیاحتی شہر آباد کرنا چاہتی ہے۔

ایک طرف یہ نازک صورتحال ہے کہ ہر ماہ صہیونی درندے قبلۂ اول کے خلاف شر انگیزی کر رہے ہیں، اور ہر آنے والا دن ایک نئی تشویش کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے، دوسری طرف عالم اسلام کی بے حسی ہے جو ٹوٹنے کا نام نہیں لیتی، ملت اسلامیہ کے پاس کوئی منصوبہ نہیں ، عرب حکمران بڑے سے بڑے واقعہ پر صرف زبانی مذمت پہ اکتفا کرتے ہیں، مسجد اقصیٰ کے تعلق سے ہر سطح سے بیداری کی ضرورت ہے حکمرانوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا ہے، اور عام مسلمانوں کو بھی اپنی ذمہ داریاں نبھانا ہے، مسجد اقصیٰ کے خطیب شیخ محمد سلیم نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اسلامی چوٹی کانفرنس طلب کرنے کا مطالبہ کیا ہے لیکن صرف کانفرنس مسئلہ کا حل نہیں ہو سکتی کانفرنسوں سے بیداریٔ شعور کا کام تو ہو سکتا ہے لیکن عملی اقدامات کے لیے جب تک عالم اسلام کے عام مسلمان اپنے حکمرانوں پر دباؤ نہیں ڈالیں گے کسی قسم کی پیش رفت نہیں ہو سکتی۔

القدس کو ہڑپنے اسرائیل کے تعمیری منصوبے

اسرائیل عالمی قراردادوں کو بالائے طاق رکھ کر تیزی سے نئی کالونیاں آباد کرتا جارہا ہے، القدس فاؤنڈیشن نے نئی کالونیاں بسانے کے اسرائیلی منصوبے کے تعلق سے گزشتہ دنوں ایک رپورٹ منظر عام پر لائی ہے، رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۹ء اس حیثیت سے ممتاز رہا کہ اس میں اسرائیل نے القدس شہر کو نشانہ بنانے والی نئی کالونیوں کی تعمیر سے متعلق سب سے زیادہ منصوبے تیار کئے اور ان منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے عزائم کا اظہار کیا گیا، مغربی کنارے کے دیگر علاقوں کی طرح اسرائیل تیزی کے ساتھ القدس شہر میں نئی کالونیاں بسا رہا ہے، اسرائیل کا مقصد فلسطینی سرزمین کے زیادہ سے زیادہ علاقوں کو ہڑپنا ہے، تاکہ مذاکرات کے کسی بھی عمل کے دوران فلسطینیوں کو جبری سیاست کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جاسکے، اور فلسطینی مملکت کے قیام اور القدس شہر کو فلسطینی مملکت کی راجدھانی بنانے کا فلسطینی خواب چکنا چور ہو جائے۔

القدس پر تسلط کے اسرائیلی منصوبے

القدس شہر کے تعلق سے ناپاک اسرائیلی منصوبوں کی حقیقت جاننے کے کے لئے ذرا پیچھے کی جانب لوٹنا پڑے گا، ۱۹۶۷ء میں جب اسرائیل فلسطین پر پورے طور پر قابض ہو گیا تو اس وقت سے اب تک اسرائیلی اقدامات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اسرائیل روز اول ہی سے القدس شہر کو ہتھیانے کی پالیسی پر گامزن رہا ہے، جس وقت سے القدس اردن کے زیر نگرانی رہا، اسرائیل اسی وقت سے القدس پر تسلط کے لئے منصوبے بنا رہا ہے، چنانچہ فلسطینی اراضی کے زیادہ سے زیادہ حصہ کو ہڑپنے کی خاطر اسرائیل نے نئے قوانین بنانے شروع کئے اور اسی وقت سے نئے فوجی آرڈر جاری کرنے لگا، نئی فوجی ہدایات میں ایک دفعہ نمبر ۵۸ ہے، جو ان فلسطینیوں سے تعلق رکھتی ہے، جنہوں نے اپنی جائیداد اور دولت کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں سکونت اختیار کی، اسی طرح دفعہ نمبر ۲۹۱ ہے جس کے تحت فلسطینی اراضی کے تصفیہ کو کالعدم کر دیا گیا، نیز ایک دفعہ نمبر ۳۷۸ ہے جس کے تحت مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں یہودی نوآبادیات کی تعمیر کا اعلان کیا گیا اور ان نوآبادیات کو فوجی علاقوں کی حیثیت دے دی گئی، فلسطینی اراضی کو ہڑپنے کے لئے سب سے خطرناک جو قانون پاس کیا گیا وہ ایمرجنسی کا قانون ہے، ایمرجنسی کے نفاذ کی صورت میں براہ راست فلسطینی اراضی پر قبضہ کیا جائے گا، ۱۹۸۱ء میں انہدام کا قانون بنایا گیا جس کے تحت اسرائیلی بلدیہ کو ماسٹر پلان کے عنوان سے فلسطینی

گھروں کو منہدم کرنے کے لئے نت نئے قوانین بنانے کا مکمل اختیار دیا گیا۔ ۳۰/ جولائی ۱۹۸۰ء میں اسرائیل نے ایک نئے قانون کو منظوری دیتے ہوئے مشرقی القدس کو ضم کرنے اور اسے صہیونی مملکت کا جزو لاینفک قرار دینے کا فیصلہ کیا، نیز اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ عظیم تر القدس صہیونی مملکت کا متحدہ دارالخلافہ ہوگا۔

اسرائیلی نوآبادیات کی تعمیر

مشرقی القدس میں اسرائیل نوآبادیات کی تعمیر خطرناک حد کو پہونچ چکی ہے، اسرائیل نوآبادیات کی تعمیری مہم میں شدت پیدا کر کے القدس کو گھیرتے ہوئے تمام علاقوں کا احاطہ کرنا چاہتا ہے، صہیونی مملکت نے اس علاقہ میں متعدد تعمیری پراجکٹوں کا اعلان کیا ہے جنہیں کھلی اراضی پر تعمیرات پراجکٹ کا نام دیا گیا ہے، اور ان پراجکٹوں کا مقصد یہ بتایا گیا کہ القدس کے اطراف تفریحی پارک بنائے جائیں گے، ان تعمیرات کے نتیجہ میں محلے آپس میں ایک دوسرے سے منقطع ہوجائیں گے اور القدس شہر کا شمالی حصہ جنوب سے کٹ کر رہ جائے گا، دوسرے زاویہ سے دیکھا جائے تو اسرائیل کے اس تعمیری پراجکٹ کے نتیجہ میں (E-1) کے علاقہ اور معالیہ دومیم ''صہیونی کالونی کے درمیان ربط کی شکل پیدا ہوجائے گی جبکہ مغربی کنارے کے شمال اور جنوب کے درمیان رابطہ کٹ جائے گا، اور یہ ساری نوآبادیات القدس کو یہودیانے کے صہیونی منصوبہ کے قلب میں آجائیں گی، موجودہ صہیونی حکومت نوآبادیات اور نئی کالونیوں کی تعمیر پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے، چنانچہ ہر پانچ افراد کے گھروں کے لئے حکومت کی طرف سے ایک چوکیدار رکھا گیا ہے، اس سے ہٹ کر نئی یہودی کالونیوں کی مکمل نگرانی کی جارہی ہے، حتی کہ ان کالونیوں میں آباد یہودیوں کی آمدورفت کے مقامات پر سیکوریٹی بڑھادی جارہی ہے، کالونیوں کے تحفظ اور وہاں آباد یہودیوں کی سلامتی کی پوری ذمہ داری ایک کمپنی کے حوالہ کردی گئی ہے، جس کا معاوضہ صہیونی مملکت ادا کرتی ہے، چنانچہ ۲۰۰۴ء کے سال کمپنی کو ۷۴ ملین روپئے ادا کئے گئے، حکومت فلسطین کی جس سرزمین پر بھی قابض ہونا چاہتی ہے، اسے مفادات عامہ یا تفریحی مقامات یا گرین زون قرار دے کر ہڑپ کرلیتی ہے، پھر جب چاہتی ہے اسے اسرائیلی کالونیوں میں تبدیل کردیتی ہے، درج ذیل نقشہ سے مختلف تاریخوں میں نئی کالونیوں کے بسانے کے اعلانات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، نقشہ میں صرف ۲۰۰۹ء میں منظور کی گئی کالونیوں کی وضاحت ہے۔

تاریخ اعلان	کالونی کا محل وقوع
25/اپریل 2009ء	شبرد ہوٹل
25/اپریل 2009ء	عرب السواحرہ میں نئی کالونی
22/مئی 2009ء	مشرقی القدس کے لئے اسرائیلی وزارت داخلہ نے نئے منصوبے کا اعلان کیا
11/جون 2009ء	الاطفائیۃ وادی الجواز
20/جون 2009ء	ابوغنیم کے علاقہ میں تعمیری منصوبہ

23/جولائی2009ء	سلوان میں جمعیۃ العاد کی کالونی
20/اگست2009ء	بسغات زیمف میں کالونی
23/اگست2009ء	سابق اردنی فوجی علاقہ میں کالونی آباد کرنے کا فیصلہ
22/ستمبر2009ء	جنوبی القدس میں کالونی کی تعمیر
1/اکتوبر2009ء	الولجہ گاؤں میں نئے محلے کی تعمیر
8/اکتوبر2009ء	جبل المکبر میں تعمیر کی گئی کالونی کے دوسرے مرحلہ کا افتتاح
31/نومبر2009ء	الصوانہ اور وادی الجواز میں فنکشن ہال کی تعمیر
18/نومبر2009ء	جیلو کالونی کی تعمیر کی منظوری
5/دسمبر2009ء	براق صحن میں تعمیری منصوبہ کی منظوری

اوپر کے نقشہ سے واضح ہوتا ہے کہ صہیونی سرکاری حلقے عالمی برادری کو چیلنج کرنے کس قدر جرأت کا مظاہر کررہے ہیں، مشرقی القدس کو عالمی برادری مقبوضہ علاقہ قرار دیتی ہے، اور قابض صہیونی مملکت کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اس علاقہ میں تبدیلی لائے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے ناپاک عزائم کو عملی جامہ پہنارہی ہے، صہیونی مملکت کے یہ اقدامات بین الاقوامی قوانین کی صریح مخالفت ہے، بالخصوص ۱۹۰۷ء میں ہوئے لاہائے معاہدہ کی دفعہ ۴۶ کے بالکل خلاف ہے، اس معاہدہ میں صراحت کی گئی ہے کہ القدس شہر کو مملکت خاصہ تسلیم کیا جائے، اور یہاں کالونیاں آباد نہ کی جائیں، اسی طرح اسرائیل کا یہ اقدام ۱۹۴۹ء کے جنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر (2/54) کے بھی خلاف ہے۔

القدس فاؤنڈیشن کی رپورٹ

القدس فاؤنڈیشن کی جانب سے منظر عام پر لائی گئی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ صہیونی مملکت اور فلسطینی اتھاریٹی کے درمیان ہونے والے مذاکرات کی کامیابی کے دور دور تک آثار نظر نہیں آتے، آئندہ چند برسوں کے دوران فلسطینی مملکت کے قیام کی کوئی امید نہیں ہے اس لئے کہ اس تعلق سے بے شمار خطرات ہیں۔ مثلاً:

(۱) مشرقی القدس کے قلب میں فلسطینی محلوں کے درمیان اسرائیل تیزی سے یہودی کالونیاں آباد کررہا ہے، حتی کہ قدیم القدس شہر میں بھی یہودی آبادی بڑھتی جارہی ہے۔

(۲) پہلے سے موجود یہودی کالونیوں میں توسیع کی جارہی ہے اور دیگر کالونیوں کو یہودی کالونیوں کے ساتھ ضم کیا جارہا ہے، بالخصوص مشرقی القدس میں یہ کام تیزی سے جاری ہے۔

"(۳) القدس کو تمام جتھوں سے الگ تھلگ کرنے" کے نام سے ایک نئے تعمیری منصوبہ کا آغاز ہوا ہے، جس کے تحت فلسطینیوں کو مختلف چھوٹے چھوٹے ایک دوسرے سے کٹے ہوئے دیہاتوں میں رہنے پر مجبور کیا جائے گا، اور مقدس مقامات رکھنے والے القدس شہر کو بالکل بدل دیا جارہا ہے۔

(۴) القدس ۲۰۰۰ء کے نام سے ایک نیا منصوبہ ہے، اسرائیل اس منصوبہ کے تحت القدس کے مسلمانوں کی

عددی قوت کو توڑنا چاہتا ہے۔

(۵) القدس قدیم شہر کے سلوان رأس العامود الصوانہ شیخ جراح محلوں میں آباد یہودیوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ کیا جارہا ہے، اور اب تک اس میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے، بالخصوص وہ کالونیاں جو القدس شہر کے اطراف تعمیر کی گئی ہیں ان کی آبادی میں تیزی سے اضافہ کیا جارہا ہے، اس کے علاوہ تین نو آبادیات علاقوں میں کالونیوں کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا ہے اور وہ شیخ جراح و کرم المفتی الشوری ہیں۔

(۶) ۲۰۰۹ء کے آغاز سے اب تک مشرقی القدس شہر کے فلسطینی محلوں میں ۲۰۰۰ صہیونی کالونیوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے، ۲۰۰۹ء کے نصف اول میں ۱۵۰ کالونیوں کی بنیاد رکھی گئی، اور ساری یہودی کالونیاں تعمیر کا طویل تجربہ رکھنے والی کمپنیوں اور تنظیموں کے ذریعہ بنائی جارہی ہیں، جو کم سے کم عرصہ میں زیادہ سے زیادہ عمارتیں کھڑی کرنے کا تجربہ رکھتی ہیں، ۲۲/ مئی ۲۰۰۰ء کو القدس بلدیہ کی جانب سے ۲۲۰ کالونیوں کا نقشہ پیش کیا گیا تھا اور ''ابو دیس کدمات'' نامی صہیونی کمیشن نے اسے منظوری بھی دے دی تھی، یہودی کالونیوں کی تعمیر مختلف یہودی تنظیموں اور اکیڈمیوں کے حوالہ کی گئی ہے، مثلاً شبر د ہوٹل گروپ نے ۳۱ کالونیوں کی تعمیر اپنے ذمہ لیا، اور اس کا مالک یہودی ملینیر لایر فینغ موسکو فیچ ہے اسی طرح شمعون صدیق اکیڈمی نے ۲۲۰ کالونیوں کی تعمیر کا بیڑہ اٹھایا ہے، نومبر ۲۰۰۹ء سے شیخ جراح محلہ میں نئی کالونیوں کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔

ایک طرف اسرائیل تیزی کے ساتھ نو آبادیادت کی سیاست پر گامزن ہے دوسری طرف امریکہ نئی کالونیوں کی تعمیر کے خلاف اسرائیل کو دھمکی دے رہا ہے، صدر اوباما اوران کی وزیر خارجہ ہیلاری کلنٹن کی جانب سے بارہا کہا جا چکا ہے کہ اسرائیل امریکی دھمکیوں کو خاطر میں لائے بغیر تیزی کے ساتھ نئی کالونیاں بسا تا جارہا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا امریکہ اسرائیل کی تعمیری سرگرمیوں پر روک نہیں لگا سکتا؟ ضرور لگا سکتا ہے لیکن اسرائیل کے خلاف امریکہ سخت لب ولہجہ اپنانا نہیں چاہتا، صدر اوباما کے تعلق سے فضول امیدیں باندھی گئیں، جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے اوباما کا اصل چہرہ واضح ہو رہا ہے، اوباما نے بنیادی تبدیلیوں کا عزم نہیں کیا، عالم اسلام کے تعلق سے صرف ان کے لب ولہجہ میں تبدیلی آئی ہے، باتیں تو انہوں نے کافی کیں لیکن عملی اقدامات میں وہ صفر ہیں۔

مسجد اقصیٰ پر منڈلاتے صہیونی خطرات

قبلۂ اول کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لئے کیمیکل کا استعمال

۲۲رفروری ۲۰۱۲ء

یہودی ٹولیاں اقصیٰ میں گھس پڑیں

گذشتہ ماہ سے مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی اسلامی مقدسات کے خلاف اسرائیلی جارحیت پر مشتمل خبریں اخبارات میں تواتر کے ساتھ آرہی ہیں، گذشتہ کل کی تازہ اطلاع یہ ہیکہ صبح کی اولین ساعتوں میں یہودی ٹولیاں مسجد اقصیٰ میں گھس پڑیں اور نمازیوں کو زدوکوب کیا پھر دوبارہ گھس آنے کا اعلان کیا، فلسطینوں کے ساتھ جھڑپوں کے سبب صورت حال کشیدہ ہوگئی، مشرق وسطیٰ کا انقلاب جوں جوں اپنے اثرات دکھاتا جارہا ہے اسرائیل مسجد اقصیٰ اور القدس کو یہودیانے کی مہم میں تیزی پیدا کرتا جارہا ہے، ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی راہ ہموار کرنے کے لئے اسرائیل جہاں حرم اقصیٰ میں مختلف کارروائیاں انجام دے رہا ہے وہیں مقبوضہ بیت المقدس اور فلسطین کے دیگر شہروں میں موجودہ قدیم مساجد کی بے حرمتی ان کے انہدام اور انہیں سیاحتی مقامات میں تبدیل کرنے کے مجرمانہ منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا جارہا ہے۔

اسلامی مقدسات کے خلاف جارحیت

گذشتہ دو ماہ میں پیش آئے واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ کوئی ہفتہ اسلامی مقدسات کے خلاف جارحیت سے خالی نہیں رہا، سب سے پہلے ڈھائی دو ہزار یہودی آبادکاروں نے جلیل القدر پیغمبر حضرت یوسفؑ کے روضہ پر ہلہ بول دیا اور وہاں خوب توڑ پھوڑ مچائی، اس وقت اسرائیل کے وزیر داخلہ نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ صہیونی مملکت سے اس بات کا تک مطالبہ کرڈالا کہ روضہ پر قبضہ کرنے کے لئے اوسلو معاہدے میں اصلاح کرنی پڑے تو اس سے بھی گریز نہیں کرنی چاہیے، اس سے ہٹ کر صہیونی درندوں نے فلسطین کی کئی مساجد کو نشانہ بنایا، مسجد اکبر کو جنگ کے دوران تباہ کردیا گیا، مسجد زرنوقو کو گرجا گھر میں بدل دیا گیا، مسجد خلا کو میوزیم میں تبدیل کردیا گیا، مسجد العید میں تباہی مچا کر 178 فلسطینیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، مسجد آئین عود کو ریسٹورنٹ اور بار بنادیا گیا اسی طرح ایک اور مسجد ہوناقہ کو اسٹور ہاؤس اور جانوروں کے لئے چارہ رکھنے کا مقام بنادیا گیا، گذشتہ 10 ڈسمبر کو یہودی انتہاپسندوں نے مقبوضہ بیت المقدس کی 700 سالہ قدیم مسجد پر حملہ کرکے اس میں آگ لگادی اور دیواروں پر اشتعال انگیز تحریریں درج کیں 13 ویں صدی عیسوی کی تاریخی مسجد، مسجد بنی عکاشہ کے نام سے معروف تھی پھر 27 ڈسمبر کو انتہاپسند یہودی ٹولیوں کی شکل میں مراکشی دروازہ سے اندر گھس پڑے اور مسجد کے صحن اور راہداریوں میں دندناتے رہے اور ایسا اس لئے کیا گیا کہ ایک ہفتہ قبل یہودی مذہبی تہوار الحانو کے موقع پر یہودی ربیوں نے مسجد اقصیٰ پر دھاوا بولنے کی اپیل

کی تھی اور مسجد میں آ کر تلمودی عبادت کی ادائیگی کے لئے اکسایا تھا اسی طرح گذشتہ ماہ مقبوضہ بیت المقدس کے مغرب میں واقع ایک جامع مسجد کو صہیونی درندوں نے شہید کر ڈالا، مسجد میں گھس کر اسے آگ لگادی جس سے مسجد میں موجود قرآن پاک کے نسخے اور احادیث مبارکہ کی کتابیں جل کر خاکستر ہو گئیں، اس دوران صرف 24 گھنٹوں میں دو مساجد نذر آتش کر دی گئیں، اس سلسلہ کا تازہ واقعہ گذشتہ 29 ڈسمبر کو پیش آیا اقصیٰ فاؤنڈیشن کی اطلاع کے مطابق اسرائیلی حکومت اور فوج کی ایگز کیٹیوں فورسز نے جنوبی فلسطین کے شہر بیر سبع کی جامع مسجد مسجد الکبیر کو میوزیم میں تبدیل کر دیا، مسجد کو عجائب گھر بنانے کے بعد اس میں عریاں تصاویر اور شرمناک نوعیت کی مورتیاں رکھ دیں یہ مسجد خلافت عثمانیہ کے دور 1906 میں صحرائے نقب کے شہریوں کے تعاون سے تعمیر کی گئی تھی، مشرق وسطیٰ اور بالخصوص مصر کے بدلتے حالات کے پیش نظر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسرائیل اپنی کمزور ہوتی ساکھ کو دیکھ مسجد اقصیٰ کو جلد از جلد اپنی تحویل میں لینے اور اولین فرصت میں وہاں ہیکل سلیمانی کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے۔

کھدائیوں میں کیمیائی مواد کا استعمال

17 فروری کے بعض اخبارات میں مسجد اقصیٰ کے تعلق سے ایک انتہائی تشویشناک خبر شائع ہوئی ہے ، وہ یہ کہ مسجد اقصیٰ کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لئے اسرائیل کھدائیوں کے دوران کیمیائی مواد کا استعمال کر رہا ہے، اسلامی تحریک کے نائب امیر شیخ کمال الخطیب کے مطابق اسرائیل مسجد اقصیٰ کی بنیادوں میں سرنگوں کا ایک نیا جال بچھا رہا ہے، کھدائی کے دوران آنے والی چٹانوں کو ہٹانے کے لئے کیمیائی مواد استعمال کر رہا ہے، تباہ کی گئی زیر زمین چٹانیں مسجد اقصیٰ کے لئے ستون کا درجہ رکھتی ہیں انہیں تباہ کرنے کے بعد کسی بھی جھٹکے یا معمولی زلزلے سے قبلہ اول زمین بوس ہو سکتا ہے، شیخ کمال نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کی بنیادوں میں سرنگوں کے بچھائے گئے جال کے باعث عین مسجد کے نیچے ایک بڑا گڑھا اور ایک بڑا خلا پیدا ہوا ہے، اسرائیل اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے ایک طرف القدس کو یہودیانے کی پالیسی پر گامزن ہے اس کے لئے بیت المقدس اور مغربی کنارے میں زیادہ سے زیادہ یہودی مکانات کی تعمیر کے لئے بڑی تعداد میں درخواستیں منظور کر رہا ہے اور دوسری طرف ہیکل سلیمانی کے لئے راہ ہموار کرنے کی خاطر حرم اقصیٰ کے خلاف جارحیت پر مبنی اقدمات کر رہا ہے۔

باب المغاربۃ کے انہدام کا اعلان

حالیہ عرصہ میں مسجد اقصیٰ سے بالکل متصل مراکشی دروازہ یا باب المغاربۃ کے انہدام کا اعلان اسی سلسلہ کی کڑی ہے، بہت سے افراد کو اس اسرائیلی اعلان کی نزاکت کا احساس نہیں؛ جبکہ اسرائیل کا یہ اقدام براہ راست مسجد اقصیٰ پر اثر انداز ہوتا ہے، مسجد اقصیٰ کا کیمپس جسے حرم الاقصیٰ کہتے ہیں ایک کشادہ پھیلا ہوا احاطہ ہے جس میں مسجد اقصیٰ کی اصل عمارت کے علاوہ دیگر بہت سے اسلامی مقدسات کے آثار پائے جاتے ہیں، اس میں گنبد صخرہ بھی ہے جسے قبۃ الصخرہ کہا جاتا ہے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر اپنی جنتی سواری براق کو باندھا تھا، حرم الاقصیٰ نامی احاطہ مختلف دروازوں پر مشتمل ہے جس میں ایک باب المغاربہ بھی ہے جو راست مسجد تک پہنچتا ہے اور مسجد اقصیٰ کو دیوار

گریہ سے جوڑتا ہے، اس سے متصل حی المغاربہ تھا جس میں افریقی نسل کے مسلمان آباد تھے صہیونی مملکت نے ڈائنا مائٹ سے اس پورے محلہ ہی کو اڑا دیا اور اس کی جگہ یہودی زائرین کے لئے پارک اور کار پارکنگ بنادی، 1904ء میں اس دروازہ کو بھی منہدم کردیا گیا تھا؛ لیکن جب خود اسرائیلی فوجیوں کو مسجد میں گھسنے کے لئے راستہ کی ضرورت پڑی تو اس نے 1907ء میں لکڑی کا یہ دروازہ بنایا جسے اسرائیل کی فوج کے علاوہ اقصیٰ کے محافظین اور زائرین اور مصلی بھی استعمال کرتے ہیں، اب اسرائیل کا کہنا ہے کہ اس دروازہ کا انہدام انتظامی ضرورت کے تحت ہے، جبکہ بات ایسی نہیں ہے اصل مقصد ہیکل سلیمانی کی تعمیر ہے جو مسجد اقصیٰ کے انہدام کے بغیر انجام نہیں دی جاسکتی، اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ اس کا مزعومہ ہیکل مسجد اقصیٰ کے مقام پر تھا اور اس ہیکل کے آثار اس کے نیچے دفن ہیں؛ چنانچہ اس کے لئے مختلف حربے استعمال کئے جارہے ہیں، مختلف بہانوں سے مسجد اقصیٰ سے متصل کھدائیوں کا سلسلہ عرصہ سے جاری ہے جس کی وجہ سے مسجد اقصیٰ کی دیواروں میں شگاف پڑ رہے ہیں، باب المغاربۃ کو اسرائیل اپنے ہیکل سلیمانی کے منصوبے کی راہ میں رکاوٹ سمجھتا ہے جسے منہدم کرنے کے لئے اس نے مکمل منصوبہ تیار کرلیا تھا؛ لیکن جہادی تنظیموں کی جانب سے دی جانے والی دھمکیوں کے بعد اسے ایک بار پھر اپنا منصوبہ ملتوی کرنا پڑا، القدس فاؤنڈیشن برائے وقف وآثار قدیمہ نے اس خطرناک صہیونی منصوبے پر پیش کی گئی اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ اسرائیل مراکشی دروازے کے نیچے یہودی عبادت گاہ بنانے کا منصوبہ رکھتا ہے، اسی طرح معبد براق کو مسجد سے متصل بیرونی دیوار اور صحن میں تعمیر کرنا چاہتا ہے، حالیہ ناپاک اسرائیلی منصوبے سے دروازے کے نیچے واقع باب النبی کو کھول دیا جائے گا، یہودی تعمیر سے دیوار براق، دیوار گریہ اور مسجد کی جنوب مغربی دیوار کو بھی شدید نقصان پہنچ سکتا ہے، علاوہ ازیں اس تعمیر کے لئے اس جگہ واقع اسلامی آثار قدیمہ بھی منہدم کرنے پڑیں گے، اسرائیلی چینل پر نشر کی گئی تفصیلات کے مطابق اس خطرناک منصوبے کا خاکہ یہودی مذہبی پیشوا مشوئیل رابنوئز نے تیار کیا ہے، اسرائیلی چینل نے رابنوئز کے حوالہ سے بتایا کہ اس کے پاس دیوار گریہ کے نیچے پلازہ کے جواز موجود ہیں، مراکشی دروازے کے انہدام کے لئے اسرائیل یہ بہانہ بناتا ہے کہ یہ انتہائی خستہ ہو چکا ہے اور اس کی لکڑیاں گل رہی ہیں اور کسی بھی وقت گر کر یہودیوں کے لئے نقصانات کا سبب بن سکتے ہیں، صہیونی بلدیہ نے 72 گھنٹوں میں مراکشی دروازوں کی راہداری مسمار کرکے اس کی جگہ پل کی تعمیر کا اعلان کیا تھا لیکن بعد میں مختلف عرب ممالک کے شدید ردعمل کے سبب اسے مؤخر کرنا پڑا۔

ہیکل سلیمانی کی تعمیر یہودی عقائد کے منافی

اسرائیل کسی بھی صورت سے مسجد اقصیٰ کو نشانہ بنانا چاہتا ہے تاکہ وہاں ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی جاسکے جبکہ وہاں ہیکل سلیمانی کی تعمیر خود یہودی عقائد کے خلاف ہے، جیوش کوڈ آف لاء اینڈ ڈاکٹرن (HALACHAH) کے مطابق ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے مسیح کا آنا لازمی ہے، مسیح کے بغیر ہیکل کی تعمیر کی کوئی بھی کوشش یہودی عقائد کے خلاف ہے، اس کے باوجود یہودی مسجد اقصیٰ پر آئے دن دھاوا بولتے رہتے ہیں، وہاں جبراً گھسنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، درجنوں انتہاء پسند یہودی گروپوں نے یونائیٹڈ ایسوسی ایشن آف مومنٹ فار دی ہولی ٹیمپل (UAMHT) نامی ایک متحدہ پلیٹ فارم تشکیل دی ہے جو یوروپ اور امریکہ میں فنڈ اکٹھا کرتا ہے اور کئی دہائیوں سے

ہیکل کی تعمیر کے لئے نقشے تیار کئے جارہے ہیں اس کے ستون ڈھائے جارہے ہیں وہاں کام کرنے والے عملہ، کاہنوں اور بائیوں کی فوج تیار کرلی گئی ہے جواس نام نہاد ہیکل میں قیام کرنے والے ہیں حتیٰ کہ ربائیوں کے مخصوص مذہبی لبادے اور خلعتیں بھی تیار ہوچکی ہیں، بس اب انہیں مسجد اقصیٰ کی مسماری کا انتظار ہے۔

مسجد اقصیٰ کو نقصان پہونچانے کی کوششیں

اب تک مسجد اقصیٰ کو نقصان پہنچانے کی بارہا کوششیں کی جاچکی ہیں۔ 1970ء میں ٹیمپل ماؤنٹ فیتھ فل نامی دہشت گرد سخت گیر صہیونی گروپ نے مسجد میں جبراً گھسنے کی کوشش کی تھی، 1976ء میں ایک قانون پاس کرکے یہودیوں کو مسجد اقصیٰ میں عبادت کی اجازت دی گئی، 1979ء میں ایک یہودی گروپ نے باب الداخلہ پر قابض ہوتے ہوئے نمازیوں کی آمدورفت پر روک لگادی، 1981ء میں صہیونی حکومت نے باب المغاربہ کی جانب رخ کرکے اذان دینے پر پابندی لگادی، 1981ء ہی میں مسجد سے متصل سرنگ تعمیر کرنے کا انکشاف ہوا، 1982ء میں کئی یہودی مسجد کے ایک گیٹ پر پارسل بم کے ساتھ گرفتار کئے گئے، 1982ء ہی میں اقصیٰ کو دھماکے سے اڑانے کی سازش کے الزام میں ایک یہودی پکڑا گیا، 1983ء میں اقصیٰ کے ایک اور گیٹ پر دھماکہ خیز اشیاء برآمد ہوئیں اور چار اسرائیلیوں کو گرفتار کیا گیا، 1988ء میں اسرائیلی فوج مسجد اقصیٰ میں گھس پڑی اور مصلیوں پر آنسو گیس کے گولے برسانے لگی 1990ء میں اسرائیلی فوج نے نمازیوں پر اندھادھند فائرنگ کرکے 22 افراد کو شہید کردیا، 1997ء میں مسجد اقصیٰ کے ایک کونے میں ساڑھے چار ٹن وزنی چٹان نصب کرنے کی کوشش کی گئی، اس طرح اقصیٰ کے خلاف جارحیت کا سلسلہ بلاتوقف جاری رہا۔

علماء کی پکار

قبلہ اول پر منڈلاتے ان خطرات پر فلسطینی علماء کا چیخ اٹھنا اور عالم اسلام کو آگے آنے کی اپیل کرنا فطری بات ہے؛ چنانچہ حالیہ عرصہ میں کئی ایک علماء نے مسجد اقصیٰ پر منڈلاتے خطرات سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا، گذشتہ دنوں جب اسرائیل نے براق کی بنیادوں پر یہودی معبد کی تعمیر کا اعلان کیا تو فلسطین کے مفتی اعظم علامہ شیخ محمد حسین نے اسے مسجد اقصیٰ کے خلاف ایک سنگین اور خطرناک سازش قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ اسرائیل مستقل حیلوں اور بہانوں سے قبلہ اول کو مستقل بنیادوں پر بند کرنا چاہتا ہے انہوں عالم اسلام کی خاموشی پر سخت تنقید کرتے ہوئے اس تشویش کا بھی اظہار کیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان قبلہ اول ہی سے محروم کردیئے جائیں انہوں نے عرب لیگ تنظیم اسلامی کانفرنس خلیجی تعاون کونسل اور عرب ممالک سے قبلہ اول کو بچانے کے لئے فوری لائحہ عمل تیار کرنے کی درخواست کی تھی مگر نصف صدی سے زائد عرصہ تک پراسرار خاموشی اختیار کرنے والے عرب حکمرانوں سے لائحہ عمل کی توقع فضول معلوم ہوتی ہے بالخصوص ایک ایسے وقت جبکہ عرب ممالک اور مشرق وسطیٰ میں سونامی جیسی تباہی مچی ہوئی ہے اور حکمرانوں کو خود اپنی بقا کی جنگ لڑنی پڑرہی ہے کسی مؤثر لائحہ عمل کے دور دور تک آثار نظر نہیں آتے، مصر کی نئی حکومت سے کسی حدت تک توقع ہے لیکن خود اس کے استحکام کے لئے کافی وقت درکار ہے، مصر اور ترکی اگر اسرائیل کے خلاف ڈٹ جائیں تو اسرائیل کے لئے مشکلات کھڑی ہوسکتی ہیں گذشتہ دنوں فلسطین کے ایک اور عالم دین شیخ زہیر قیسی نے بھی صہیونی دشمن کے خلاف مسلمانوں کو متحد

ہونے اور اسرائیل کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے ہی کو مسئلہ کا واحد حل قرار دیا تھا انہوں نے کہا کہ صہیونیوں کے مظالم پر نہ صرف عالمی برادری خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے بلکہ مسلم امت بھی غفلت کا مظاہرہ کر رہی ہے عرب ممالک اور مسلمانوں کی خاموشی سے ناپاک یہودیوں کو اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے حوصلہ افزائی مل رہی ہے اور وہ بڑھ چڑھ کر قبلہ اول پر حملے کر رہے ہیں، قبلہ اول کے مسئلہ میں عالم اسلام کی معروف عالمی یونیورسٹی الازہر بھی حرکت میں آچکی ہے گذشتہ ماہ کے اواخر میں عالم عربی کے معروف داعی اور مفکر علامہ یوسف القرضاوی نے مصر میں ان سے ملاقات کی، دونوں قائدین نے قبلہ اول کو یہود سے آزاد کرنے کے لئے لائحہ عمل پر غور کیا، علامہ یوسف القرضاوی نے شیخ الازہر سے گفتگو کے دوران کہا کہ قبلہ اول پر یہودی قبضہ کی طوالت کی ایک بڑی وجہ عالم اسلام اور عالمی برادری کی جانب سے سست روی کا مظاہرہ ہے، انہوں نے کہا عالم اسلام کو مقبوضہ بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو یہودیوں سے واگذار کرانے کے لئے عالم اسلام کو جرأت مندانہ فیصلے کرنے ہوں گے اور اس مسئلہ کو ایک مشترکہ چیلنج کے طور پر حل کرنا ہوگا، دونوں قائدین نے اپنی ملاقات میں اس بات پر زور دیا کہ مسجد اقصیٰ کی آزادی کے لئے عالم اسلام کو متحرک کرنے اور انسانی حقوق کی تمام تنظیموں کو فعال کردار ادا کرنے کے لئے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرنا وقت کی اولین ضرورت ہے۔

طاقتور دشمن کے مقابل کمزور عالم اسلام

جہاں تک عالم اسلام اور عرب ممالک کا تعلق ہے تو اسرائیل کے مقابلہ میں سائنس و ٹیکنالوجی اور دفاع کے میدان میں ان کا اسرائیل سے کوئی تناسب نہیں اس پر طرہ یہ کہ مسلم ممالک میں اتحاد کی کمی ہے اسرائیل کے پاس خطرناک اسلحہ کا کافی ذخیرہ ہے رپورٹوں کے مطابق وہ نیوکلیئر اسلحہ سے بھی لیس ہے، پھر یہ کہ اسرائیل کو مغربی ممالک کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے مغرب ہر اس ملک کا تعاقب کرتا ہے، جو اسرائیل کے لئے خطرہ بن سکتا ہو عراق وافغانستان اور اب ایران کی مثال سامنے ہے، اسرائیل اور اس کے حلیف عملی اقدامات پر یقین رکھتے ہیں جبکہ عالم اسلام اور مسلم حکمران صرف لفاظی پر اکتفا کرتے ہیں، 1967ء کی جنگ کے بعد معروف یہودی مصنف ''پوری ایونری'' نے عرب قائدین کی بے عملی کا مضحکہ اڑاتے ہوئے لکھا تھا کہ۔۔۔عربوں کے لئے الفاظ ہی عمل کا بدل بن جاتے ہیں جس طرح فرانسیسی کھانے کے اور اطالوی آرٹ کے شوقین ہیں اسی طرح عرب خوشنما الفاظ کے استعمال کے دلدادہ ہیں۔

قبلہ اول کی آزادی امت کا دیرینہ خواب ہے، اسے شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے امت کو ایک اور صلاح الدین کا انتظار ہے، وہ صلاح الدین آسمان سے نہیں اترے گا، موجودہ نسل ہی سے ابھرے گا قبلہ اول کے مسئلہ کو عالمی برادری کے سامنے پوری قوت کے ساتھ پیش کرنے اور موجودہ کوششوں میں مزید تحریک اور فعالیت لانے کی اشد ضرورت ہے، مسلم حکمران لگتا ہے ابھی ہوش میں نہیں آئے، انہیں ہوش میں لانے عالم اسلام کی مذہبی قیادت کو حرکت میں آنا ہوگا۔

مسجد اقصیٰ کے خلاف

صہیونی سازشوں کا سلسلہ بدستور جاری

اقصیٰ پر فضائی ریلوے ٹریک کا منصوبہ

۱۹؍جون ۲۰۱۳ء

مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کے تعلق سے جس قسم کی خبریں میڈیا کے ذریعہ پہنچ رہی ہیں، ان سے یہ پیغام ملتا ہے کہ قبلہ اول کو لاحق خطرات میں تشویشناک حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ ایک طرف گزشتہ ماہ کے اواخر میں فلسطینی علماء کی اسوسی ایشن کی جانب سے اعلان کردہ عالمی القدس مارچ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اقدامات کا آغاز ہو چکا ہے، جس کا مقصد لوگوں کو اسرائیل کے ظالمانہ اور نسل پرستانہ جرائم سے آگاہ کرنا اور القدس کی آزادی کا مطالبہ کرنا ہے، دوسری جانب گزشتہ دو ماہ کے دوران القدس اور مسجد اقصیٰ کے تعلق سے اسرائیل کی جانب سے منظور کی گئی قراردادوں سے واضح ہوتا ہے کہ اسرائیل مسجد اقصیٰ کو یہودیوں اور مسلمانوں میں تقسیم کرنے اور نام نہاد ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لیے راہ ہموار کرنے کی کارروائیاں مکمل کر چکا ہے۔ ویسے مسجد اقصیٰ کے اطراف کھدائیوں کا سلسلہ برسوں سے جاری ہے۔ اسی طرح القدس کے اسلامی آثار کو ایک ایک کر کے مٹانے کے اقدامات بھی بلاتوقف جاری ہیں، لیکن ادھر حالیہ ڈیڑھ دو ماہ کے دوران قبلہ اول کے خلاف اسرائیل کی جانب سے جس قسم کی سرگرمیوں کی اطلاعات آرہی ہیں، ان سے واضح ہوتا ہے کہ اسرائیل نے مسجد اقصیٰ کو ملیا میٹ کرنے کے آخری منصوبے کا آغاز کر دیا ہے۔

فضائی ریلوے ٹریک کی منظوری

حالیہ عرصہ میں اس طرح کی دو خبریں اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں جن میں سے ایک یہ کہ مسجد اقصیٰ کے امور کی نگرانی پر مامور اسرائیلی پارلیمانی قائمہ کمیٹی نے گزشتہ ماہ مسجد اقصیٰ کے اوپر سے گزرنے والی خلائی ٹرین سروس کے دیرینہ پراجکٹ کی منظوری کے لیے اسرائیلی پارلیمنٹ میں درخواست پیش کی تھی جسے پارلیمنٹ میں اکثریت کے ساتھ منظور کیا گیا۔ پارلیمنٹ میں منظوری کے بعد قائمہ کمیٹی نے ایک تعمیراتی ادارے کو اندرون تین سال منصوبہ مکمل کرنے کا ٹاسک دے دیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت زمین کے بجائے فضائی ریلوے ٹریک کے ذریعہ یہودیوں کو قبلہ اول کے قلب تک پہنچایا جائے گا۔ مسجد اقصیٰ کے اوپر سے گزرنے والی ٹرین کو براق ٹرین کا نام دیا گیا ہے۔ بہت جلد پایہ تکمیل کو پہنچنے والی یہ فضائی ٹرین سروس ایک گھنٹے میں چھ ہزار یہودی زائرین کو دیوار گریہ اور مسجد اقصیٰ کے صحن تک پہنچائے

گی۔ معروف عرب خبر رساں ادارے الجزیرہ کے مطابق مقبوضہ بیت المقدس پر قابض صہیونی بلدیہ نے مسجد اقصیٰ کے اوپر سے گزرنے والے فضائی ریلوے ٹریک کے منصوبے پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ اسرائیلی بلدیہ کے ڈائریکٹر نے ایک پریس کانفرنس کے دوران مذکورہ منصوبے پر کام شروع کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ فضائی ٹریک کی ابتداء جبل زیتون سے کی جائے گی جو مسجد اقصیٰ کے اوپر واقع ہے۔ جبل زیتون کی چوٹی سے ہوتے ہوئے ریلوے لائن کو عین مسجد اقصیٰ کے صحن کے اوپر سے جنوبی جانب گنبد صخرہ کے ساتھ متصل دیوار گریہ تک پہنچا دیا جائے گا۔ دیوار گریہ سے ہوتے ہوئے مسجد اقصیٰ کے مشہور دروازے باب الخلیل تک ٹریک بچھا دیا جائے گا۔ باب الخلیل سے اس ٹریک کی انتہا مقبوضہ بیت المقدس کے مغرب میں واقع بسوں کے مرکزی اسٹینڈ پر کی جائے گی۔ زیتون پہاڑی پر ایک سیون اسٹار ہوٹل ہے جہاں صرف مسجد اقصیٰ کو ہیکل سلیمانی میں بدلنے والے یہودی منصوبہ ساز قیام کرتے ہیں۔ ان یہودی ماہرین اور سیاحوں کو القدس میں محفوظ سفری سہولت بہم پہنچانے کے لیے فضائی ریلوے ٹریک بچھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مذکورہ فضائی ریلوے ٹریک سے مسجد اقصیٰ کو لاحق خطرات پر روشنی ڈالتے ہوئے الاقصیٰ فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر انجینئر امیر خطیب نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کے اوپر فضائی ریلوے ٹریک بننے کے بعد قبلہ اول پر قبضہ برقرار رکھنے کا صہیونی منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔ اس کے بعد مسجد اقصیٰ کے اندر ہونے والی کوئی بھی سرگرمی یہودی انتظامیہ سے پوشیدہ نہیں رہے گی۔ صہیونی قابض مملکت کی فضائی ریلوے سروس کا سب سے تشویش ناک پہلو یہ ہے کہ فضائی ٹریک کے لیے قبلہ اول کے قریبی مقامات پر جو کھدائی ہوگی وہ براہ راست مسجد اقصیٰ کی بنیادوں پر اثر انداز ہوگی۔ چنانچہ امیر خطیب کی اطلاع کے مطابق فضائی ٹریک کے لیے چار مقامات پر کھدائی کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اتنا ہی نہیں ٹریک کی بنیادوں کے لیے متعدد اسلامی و تاریخی مقامات و مراکز کے انہدام کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ فضائی ٹریک کے صہیونی منصوبے کی زد میں مسجد اقصیٰ کی مشرقی جانب واقع باب الرحمہ نام کا مقبرہ جس میں بیت المقدس کی فتح میں شریک متعدد صحابہ کرام مدفون ہیں، فضائی ٹریک کے نشانے پر ہے۔

باب المغاربہ پر عسکری اکیڈمی کا قیام

الجزیرہ کے مطابق نام نہاد ہیکل سلیمانی کی تعمیری سرگرمیوں کی حفاظت کے لیے مسجد اقصیٰ کے دروازے باب المغاربہ پر '' آینشتان '' کے نام سے ایک عسکری اکیڈمی قائم کی جا رہی ہے اس طرح '' بیت شیطر وس '' نامی ایک میوزیم کی تعمیر بھی تیزی سے جاری ہے جس میں مسجد اقصیٰ سے یہودی مذہب کے تعلق پر مبنی جھوٹی دستاویزات رکھی جائیں گی۔ مسجد اقصیٰ کے مخطوطوں کے ماہر ناجح بکیرات نے انتباہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر مسجد اقصیٰ کے تعلق سے امت مسلمہ کی مجرمانہ غفلت کا یہی سلسلہ جاری رہا تو آئندہ تین سالوں میں فضائی ریلوے ٹریک کا اسرائیلی منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ منصوبے کی تکمیل کی صورت میں مسجد اقصیٰ مکمل طور پر محصور ہو کر رہ جائے گی اور صہیونی دشمنوں کے لیے ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی راہ ہموار ہو جائے گی۔ بکیرات کا کہنا ہے کہ فضائی ریلوے ٹریک کا منصوبہ ہیکل سلیمانی تک پہنچنے

کا آخری مرحلہ ہے جس کے بعد ہیکل کی تعمیر اور قبلہ اول کے انہدام کا سلسلہ شروع ہونا متوقع ہے۔ مسجد اقصیٰ کے کناروں میں 20 مقامات پر سرنگیں کھودی گئی ہیں اور ان میں زیر زمین سرنگوں کے درمیان زمینی رابطہ بھی بحال کرلیا گیا ہے۔

اقصیٰ کی تقسیم

دوسری افسوسناک اطلاع مسجد اقصیٰ کے احاطہ کو یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم کی سازش سے متعلق رکھتی ہے۔ ویسے اسرائیل مختلف بہانوں کو بنیاد بنا کر مسجد اقصیٰ کے احاطہ میں تقسیم کی پالیسی پر عرصہ سے گامزن ہے، لیکن حالیہ عرصہ میں یہ سازش ایک نیا لبادہ اوڑھ کر سامنے آئی ہے جس کے تحت اسرائیل زیادہ سے زیادہ یہودی زائرین کو دیوار گریہ دیکھنے کی ترغیب دے رہا ہے اور اتنی بھاری تعداد میں یہودی وہاں جائیں کہ مسلمانوں کی عبادت میں خلل پیدا ہونے لگے پھر جب مسلمان اس پر اعتراض کریں تو کہا جائے کہ چوں کہ مسلمان یہودیوں کی عبادت میں مخل بن رہے ہیں، اس لیے مسجد کے احاطہ کو مسلمانوں اور یہودیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ مسجد اقصیٰ کے احاطہ کی تقسیم کی سازش اس وقت بے نقاب ہوئی جب گزشتہ مئی کے اوائل میں اسرائیل کی مذہبی امور کی وزارت نے ان اسرائیلی سرکاری اقدامات کا انکشاف کیا جو مسجد اقصیٰ کو یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم کرنے کے منصوبے کے لئے کیے جا رہے ہیں۔

یہود کو اقصیٰ کی زیارت کی ترغیب

یہاں اس کی وضاحت ضروری ہے کہ موجودہ اسرائیلی قوانین کے مطابق مسجد اقصیٰ تک یہودیوں کی رسائی محدود ہے۔ بہت کم یہودی زیارت کے لیے حاضری دیتے ہیں۔ لیکن تقسیم کی خاطر اسرائیلی حکومت یہودی آباد کاروں کو اس بات کے لیے اکسا رہی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسجد اقصیٰ میں حاضری دیا کریں تا کہ اسے بہانہ بنا کر اسرائیلی پارلیمنٹ میں ایسا قانون پاس کرایا جاسکے، جس سے یہودی زائرین کی تعداد بڑھائی جاسکے پھر اس کی بنیاد پر مسجد اقصیٰ کی تقسیم عمل میں آئے۔ اسرائیلی قابض حکومت ایک طرف یہودیوں کو زیادہ تعداد میں مسجد اقصیٰ پہنچنے کے لیے ہر طرح کے اقدامات کر رہی ہے تو دوسری طرف ایسے اقدامات کر رہی ہے جس سے مسلمانوں کی مسجد اقصیٰ میں حاضری مشکل ہو جائے۔ مسجد اقصیٰ کو لاحق یہ دونوں خطرات انتہائی تشویشناک ہیں۔ اگر عالم اسلام کا سکوت بدستور برقرار رہا تو وہ دن دور نہیں جب مسجد اقصیٰ کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا۔ مسلم ممالک آخر کب بیدار ہوں گے؟

کیا مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کا منصوبہ خطرناک مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے؟

مارچ ۲۰۱۴ء

جو لوگ الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کے خلاف صہیونی سرگرمیوں کا سلسلہ بلاتوقف جاری ہے بلکہ حالیہ عرصہ میں اقصیٰ کے خلاف صہیونی ریشہ دوانیوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے، اب کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ اخبارات اور میڈیا میں اقصیٰ کے خلاف صہیونی شرپسندوں کی کسی شرپسندی کی خبر شائع نہ ہوتی ہو۔صہیونیوں کا مسجد اقصیٰ پر ہلہ بولنا، اس میں گھس کر بے حرمتی کرنا اس کے اطراف واکناف میں مسلسل کھدائی جاری رکھنا اور بات بات پر صہیونی فوجیوں کا اس پر چڑھ دوڑنا روز کا معمول بن چکا ہے۔ گذشتہ ایک سال کے دوران رونما ہوئی تبدیلیوں کے پیش نظر یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ مسجد اقصیٰ کو شہید کرکے اس کی جگہ نام نہاد ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا ناپاک صہیونی منصوبہ اب خطرناک مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔

انہدام اقصیٰ کا شش مرحلی منصوبہ

سال گذشتہ ماہ فروری میں براق صحن میں موجود اسلامی عمارتوں کے انہدام کے تعلق سے خبریں شائع ہوئی تھیں اور اس وقت القدس اور مقدس مقامات کے ماہر ڈاکٹر جمال عمرو نے مرکز اطلاعات فلسطین کو دیے گئے اپنے خصوصی انٹرویو میں کہا تھا کہ اسرائیل نے ایک سال قبل مسجد اقصیٰ کو منہدم کرنے 6 مراحل کا ایک منصوبہ تشکیل دیا تھا جو اب مکمل ہو گیا ہے۔مسجد اقصیٰ کے براق صحن سے متصل مسلمانوں کی املاک کو منہدم کرنا ناپاک صہیونی سازش کا صرف ایک مرحلہ تھا۔ڈاکٹر جمال عمرو کے مطابق دوسرے مرحلے میں مسجد اقصیٰ کے صحنوں کے اطراف اور اولڈ میونسپلٹی کی حدود کے اندر 61 یہودی عبادت گاہیں تعمیر کی گئی ہیں جس کے بعد مسجد اقصیٰ کے مراکشی دروازے کی جانب سے 62واں یہودی کنیسہ تعمیر کرنے کی راہ ہموار ہوگئی۔

تیسرے مرحلہ میں القدس میں عباسی اور اموی بادشاہوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرلیا گیا۔ان تمام جائیدادوں اور محلات کے پتھروں کو ہیکل سلیمانی کی عمارت کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ان پتھروں پر واضح الفاظ میں مقدس ہیکل سلیمانی کی عبارت درج کردی گئی ہے۔ چوتھے مرحلے میں حقیقی طور پر ہیکل سلیمانی سے متعلق اشیاء کی تیاری ہے۔اس مرحلہ کا کام بھی مکمل ہو گیا ہے۔ براق صحن میں 45 کلوگرام سونے سے تعمیر کیا گیا شمع دان نصب کردیا جائے

گا۔اس پر یہ عبارت درج ہے ''اسی طرح کے حالات میں ہم ہیکل تعمیر کریں گے '' اسرائیل کے خوفناک منصوبہ کے پانچویں مرحلہ کی تفصیلات بتاتے ہوئے ڈاکٹر جمال عمرو نے کہا تھا کہ منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اس عمارت کی تفصیلات کو دنیا بھر میں پھیلایا گیا۔اس مرحلہ میں اس عمارت کی چھوٹی سی چھوٹی جزئیات کی تفصیل بھی دنیا کے سامنے پیش کردی گئی ہے۔

چھٹے مرحلے میں اسرائیل کو اپنے ان اقدامات کو سیاسی قانونی اور شرعی جواز مہیا کرنا تھا۔ہم اس وقت چھٹے مرحلے میں ہیں، اسرائیل نے حالیہ عرصہ میں اپنے اقدامات کو مذہبی جواز بھی فراہم کرلیا ہے۔قدیم یہودی فتویٰ میں مسجد اقصیٰ پر قبضہ سے پہلے اس میں عبادت کے لیے داخل ہونا درست نہیں تھا مگراب نئے فتویٰ میں یہودی آبادکاروں کو مسجد اقصیٰ میں داخل ہوکر تلمودی رسومات ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔اپنے منصوبہ کو قانونی لبادہ پہنانے کے لیے اسرائیلی سپریم کورٹ نے مسجد اقصیٰ کو یہودی آثار قدیمہ اتھارٹی کے تحت گردانا ہے۔دوسری طرف اسرائیلی پارلیمان میں مسجد اقصیٰ کو اسرائیل کا جزء لاینفک قرار دینے کی قانون سازی کرلی گئی ہے۔

اقصیٰ کے پہاڑی گنبد کو شہید کرنے کا مطالبہ

گذشتہ سال جنوری میں جیوش ہاوس نامی ایک یہودی جماعت کے امیدوار نے مسجد اقصیٰ کے پہاڑی گنبد کو شہید کرکے اس کی جگہ یہودی معبد تعمیر کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔فلوریڈا میں ایک لیکچر کے دوران جریمی جمیل نے لیکچر سننے والے یہودی سے کہا تھا کہ آپ تخیل میں لائیں کہ پہاڑی کا گنبد بمباری سے شہید کردیا گیا ہو اور پھر بعد میں وہاں یہودی معبد کی تعمیر کی جگہ بن جائے جہاں تک ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی بات ہے تو اس کا آغاز اسی وقت ہوچکا جب سال گذشتہ قبلہ اول کی مرکزی عمارت سے صرف پچاس کلومیٹر پر واقع صلاح الدین ایوبی کے عہد کی ایک تاریخی اسلامی عمارت کو منہدم کردیا گیا۔یہ عمارت ساڑھے سات سو برس تک مسجد اقصیٰ کے استقبالیہ کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ اس تاریخی عمارت کو منہدم کرکے اس مقام پر بیت شتراوس نامی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔الجزیرہ کے مطابق بیت شتراوس دراصل ہیکل سلیمانی کا ایک حصہ ہے جو ہیکل کی مرکزی عمارت سے متصل ہوگا۔

بحر مردار سے پتھروں کی ذخیرہ اندوزی

ابھی گذشتہ 11 فروری 2014ء کو مسجد اقصیٰ کی جگہ مزعومہ ہیکل کی تعمیر سے متعلق ایک چونکادینے والی خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔عبرانی زبان میں نشریات پیش کرنے والے اسرائیلی چینل ٹین کی ایک حالیہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ اسرائیل کی انتہاپسند تنظیموں میں شامل عتصیون نامی گروپ کے ارکان بحر مردار کے علاقے میں دیکھے گئے جو وہاں سے قدیم پتھر جمع کررہے تھے جنہیں مبینہ طور پر مسجد اقصیٰ کو شہید کرکے ہیکل مذبح خانہ کی تعمیر میں نصب کیا جانا طے ہے۔چینل ٹین کے مطابق عتصیون نامی آبادکار گروپ ہیکل کی ازسرنو تعمیر کے منصوبے کا روح رواں ہے۔عتصیون کے یہودی ملیون نے اسی کی دہائی میں مسجد اقصیٰ کو بم سے اڑادینے ناپاک سازش تیار کی تھی۔

ہیکل کی تعمیر کے لئے اقصیٰ کا انہدام

یہود عتصیون نے چینل ٹین پر نشر اپنے بیان میں کہا کہ ہم ہیکل کی تعمیر کے لیے مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے پر مجبور ہیں اور اس ضمن میں منصوبہ بندی جاری ہے۔ پہاڑی کے گنبد کو برقرار رکھنا محال ہے۔ اس لیے اس کا شہید کیا جانا ضروری ہے تا کہ مسلمان عبادت کے لیے مکہ اور عیسائی روم کا رخ کریں اور القدس کو یہودیوں کی عبادت گاہ کے طور پر مختص کیا جائے۔ مزعومہ ہیکل کا ڈیزائن تیار کرنے والے یہودی نے اپنے منصوبہ کے حوالہ سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں انتہائی صبر کے ساتھ ہیکل کی تعمیر کا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ روئے زمین پر اللہ کی جنت ہوگی اور لاکھوں افراد اس آسمانی شہر اور ارض الانبیاء کی زیارت کو آیا کریں گے۔ چینل ٹین پر نشر ہونے والی رپورٹ میں جنوب مغربی کنارے کی یہودی بستی اور غوش عتصیون میں جاری تیاریوں کی جھلکیاں بھی دکھائی گئیں جس میں بڑی تعداد میں وہ جانور بھی دکھائے گئے جنہیں ہیکل پر قربان کرنا ہے۔ یہ جانور ہیکل کی تعمیر کے لئے اپنی سانسیں گن رہے ہیں۔ اسی رپورٹ میں اسرائیلی فوج کے ایک ریٹائرڈ جنرل کا بیان دکھا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اسرائیلی ریاست فلسطینیوں کو خاطر میں لائے بغیر مسجد اقصیٰ سے جو کھلواڑ کرنا چاہے کر سکتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ٹی وی چینل ٹین کی رپورٹ میں انتہا پسند یہودیوں کی جانب سے مسجد اقصیٰ کے جاری کردہ نئے نقشے دکھائے گئے ہیں، کئی شکلوں پر مشتمل ان نقشوں میں مسجد اقصیٰ کا کوئی وجود نہیں لیکن اس جگہ ہیکل سلیمانی کو دکھایا گیا ہے۔ ان نقشوں کو جاری کرنے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ یہودی اپنے طور پر مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اس کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی منصوبہ بندی کر چکے ہیں۔ اسرائیلی ٹی وی چینل پر نشر رپورٹ سے متعلق فلسطینی وزیر برائے مذہبی امور ڈاکٹر اسماعیل رضوان نے اپنے بیان میں کہا کہ یہ رپورٹ نہایت خطرناک ہے۔ یہودی آبادکاروں کی جانب سے ہیکل کے لیے ساحل سے پتھر جمع کرنا اور قربانی کے لیے بھیڑ بکریوں کی تیاری اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اسرائیلی کسی ناپاک اور گھناؤنی سازش کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔

صہیونی فوج کا اقصیٰ پر دھاوا

حالیہ عرصہ میں یہودی شرانگیزیوں میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ عالم عرب کی بے حسی کی وجہ سے صہیونی غاصب حکومت کی درپردہ سازشوں اور انتہا پسند یہودیوں کی تسلسل کے ساتھ جاری انتہا پسندانہ سرگرمیوں کے نتیجہ میں اب اقصیٰ کا مسئلہ پہلے سے کچھ زیادہ سنگین نظر آ رہا ہے۔ اب آئے دن بڑی تعداد میں یہودی مسجد اقصیٰ میں داخل ہو کر اس کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ ہر تھوڑے دنوں میں صہیونی فوج مسجد اقصیٰ پر دھاوا بولتی ہے جس میں پولیس اہل کار، وزراء اور مذہبی رہنما بھی شامل ہوتے ہیں۔ شرانگیز یہودیوں کو اسرائیلی فوج کھلی چھوٹ دیتی ہے اور ان کی شرانگیز سرگرمیوں کی خاطر بار بار مسجد اقصیٰ کو مسلمان نمازیوں کے لیے بند کر دیا جاتا ہے۔ کبھی یہودیوں کے مذہبی تہوار تو کبھی عبرانی سال نو تقریبات کا بہانہ بنا کر قبلہ اول کی بے حرمتی اور وہاں نماز قائم کرنے سے روکا جاتا ہے۔ صہیونی

حکمراں تو مسجد اقصیٰ کو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تقسیم کرنے کے خواہاں ہیں۔ چنانچہ 4 فروری 2013ء کو اسرائیلی نائب وزیر ادیان نے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ کو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تقسیم کردینے کا قانون بنانے کی خواہش کی تھی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ اس موضوع پر خود اسرائیلی ارکان کے درمیان اختلاف تھا۔

اقصیٰ کو شہید کرنے مصنوعی زلزلہ کی سازش

مسجد اقصیٰ کے اطراف کھدائیوں کا سلسلہ تو رکنے کا نام نہیں لیتا۔ ابھی گذشتہ دسمبر میں زیر زمین کھدائیوں کے نتیجہ میں قبلہ اول کے قریب شاہراہ وادی حلوہ میں جگہ جگہ شگاف پڑنے سے سڑک بیٹھ گئی۔ وادی حلوہ کی مرکزی شاہراہ قدیم بیت المقدس اور سلوان قصبے کی مختلف کالونیوں کو باہم مربوط کرتی ہے۔ اس سڑک پر شگاف پہلی مرتبہ سامنے آئی ہے۔ اسرائیل آثار قدیمہ کی تلاش کا بہانہ بنا کر کھدائیوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے جب کہ یہ مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کی سازش ہے۔ چند ماہ قبل غزہ کے وزیر اوقاف و مذہبی امور ڈاکٹر اسماعیل رضوان نے مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کے لیے مصنوعی زلزلے کی سازش کا بھی انکشاف کیا تھا۔ دوسری جانب فلسطینیوں کے مکانات کی مسماری اور ان کی جگہ یہودی کالونیوں کی تعمیر کا سلسلہ بھی بلاتوقف جاری ہے۔ اسرائیل کو نہ اقوام متحدہ کے انتباہ کی پرواہ ہے اور نہ ہی وہ عالمی برادری کی اپیلوں کو خاطر میں لا رہا ہے۔

گذشتہ چند ماہ قبل وادی اردن میں فلسطینیوں کے 30 مکانات کو مسمار کردیا گیا جس کے نتیجہ میں 24 بچوں سمیت کم سے کم 41 افراد مکان کی چھت سے محروم کردئے گئے۔ اقوام متحدہ کے اہل کار کے مطابق 2013ء میں مشرقی بیت المقدس اور مغربی کنارے میں اسرائیلی فوج نے فلسطینیوں کے 630 مکانات مسمار کئے جس کے نتیجہ میں 1035 فلسطینیوں کو بے گھر ہونا پڑا جس میں 526 بچے شامل ہیں۔ اب فلسطین میں عرب مسلمانوں کے لیے اپنی اراضی ، مکانات اور شہریت کو بچانا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ فلسطینیوں کے مکانات کو غیر قانونی قرار دے کر توڑا جا رہا ہے۔ مغربی کنارے میں جہاں محمود عباس کی حکومت ہے، اسرائیل کا عمل دخل روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ الخلیل سمیت کئی علاقوں کو اسرائیل اپنے قبضہ میں کرچکا ہے۔ کئی ایک تاریخی مساجد کو شہید کیا جاچکا ہے جب سے محمود عباس کی اسرائیل نواز حکومت مذاکرات کے چکر میں پھنس گئی ہے اسرائیل دن بدن حاوی ہوتا جا رہا ہے۔ فلسطین جب کبھی مذاکرات میں الجھا اسرائیل ہی کو فائدہ ہوا ہے۔ مسجد اقصیٰ کے خلاف بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیاں اس لیے کامیاب ہو رہی ہیں کہ عالم اسلام مسئلہ فلسطین سے لاتعلق ہوگیا ہے۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ فلسطین کے مسئلہ کو جو دراصل ساری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے، صرف فلسطینیوں کا مسئلہ بنادیا گیا ہے۔ چنانچہ فلسطینیوں کو عالم اسلام کی جو حمایت حاصل تھی وہ دھیرے دھیرے ختم ہوتی جارہی ہے۔

عرب حکمراں کو کب ہوش آئے گا؟

پڑوسی عرب ملکوں کا حال یہ ہے کہ وہ حماس اور الاخوان المسلمون کو اپنے لیے خطرہ سمجھنے لگے ہیں، حتیٰ کہ اخوان اور حماس کو کچلنے کے لیے وہ خفیہ طور پر اسرائیل سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ اور اسلام پسندوں کا صفایا کرنے کے لیے کروڑوں ڈالر صرف کررہے ہیں، مگر وہ یہ بھول رہے ہیں کہ وہ خود بھی گریٹر اسرائیل کے نقشے کی زد میں ہیں۔ آخر عرب حکمرانوں کو کب ہوش آئے گا؟ مسجد اقصیٰ کا دفاع ساری امت کی ذمہ داری ہے۔ مسئلہ فلسطین اور قبلہ اول کے تعلق سے عرب حکمرانوں کا ردعمل انتہائی موثر ہونا چاہیے تھا لیکن افسوس روز اول سے ان کا موقف مایوس کن رہا ہے۔ 1969ء میں جب مسجد اقصیٰ میں آتش زنی کا واقعہ پیش آیا تھا تو اس وقت کے اسرائیلی وزیراعظم گولڈا میئر نے کہا تھا کہ میں رات بھر سو نہیں سکا اور پوری رات میرا ذہن اسی میں الجھا رہا کہ اس جرم کے خلاف عربوں کا کیا ردعمل ہوگا؟ اور وہ ہر چہار جانب سے اسرائیل کی طرف بڑھنے لگیں تو کیا کرنا ہوگا۔ مگر جب صبح ہوئی اور کچھ نہیں ہوا تو اس وقت مجھے احساس ہوا کہ ہم یہاں جو چاہے کر سکتے ہیں۔ اس تعلق سے ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب عربوں میں ردعمل کے اظہار کی تک سکت باقی نہ رہی کیوں کہ ان عرب رہنماؤں نے اپنی اقوام کو خواب آور گولیاں دے کر سلا دیا ہے۔ اب ان میں کوئی حس وحرکت باقی نہیں رہی۔ اسرائیلی وزیراعظم کا یہ تبصرہ عربوں کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے واقعات

۲۰/ستمبر ۲۰۱۵ء

ان دنوں ارض مقدس فلسطین اور مسجد اقصیٰ کے تعلق سے جس قسم کی خبریں آرہی ہیں، اس سے ملت اسلامیہ کا ہر فرد مغموم ہے، مسجد اقصیٰ سے مسلمانوں کی اٹوٹ وابستگی ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس میں اختلاف کی قطعی گنجائش نہیں ، مسجد اقصیٰ ہمارا قبلہ اول ہے اور یہیں سے ہمارے رسول ﷺ کو معراج سے سرفراز کیا گیا تھا اور یہی وہ مسجد ہے جس میں آقائے نامدار ﷺ نے سارے انبیاء کرام کی امامت فرمائی تھی، حرم مکی اور حرم مدنی کے بعد یہ مسلمانوں کے لیے تیسرے حرم کا درجہ رکھتی ہے۔

اسرائیل روز اول سے مسجد اقصیٰ کو اپنی جارحیت کا نشانہ بناتا آرہا ہے، اقوام متحدہ اور دیگر عالمی طاقتیں صرف زبانی مذمت پر اکتفا کرتی ہیں، جس سے حوصلہ پا کر اسرائیل آئے دن بیت المقدس میں حالات کو دھما کو بناتا رہتا ہے، گذشتہ کچھ دنوں سے اسرائیلی فوج کی جانب سے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے جو واقعات پیش آرہے ہیں وہ مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت ہیں، اسرائیل ہر سال یہودی سال نو کے آغاز پر جارحیت کا مظاہرہ کرتا ہے، اس سال بھی اس نے مسجد اقصیٰ میں ہنگامہ کرنے کی کوشش کی لیکن فلسطینی مسلمانوں نے اسرائیلی فوج کو مسجد اقصیٰ کے بے حرمتی کی اجازت نہیں دی۔

فوجی جارحیت

گزشتہ چار دنوں سے مسجد اقصیٰ کے اندرون اور اس کے بیرونی احاطہ میں اسرائیلی فوجیوں کی جانب سے جس قسم کے تشدد اور جارحیت کا مظاہرہ کیا گیا وہ کسی طرح قابل قبول نہیں ہوسکتا، مقدس مقامات پر فوج کے حملے کسی صورت برداشت نہیں کئے جاسکتے، گزشتہ چار یوم کے دوران مسجد اقصیٰ میں گھس کر اسرائیلی فوج نے جس بے دردی کے ساتھ فائرنگ کی اس سے درجنوں فلسطینی زخمی ہوئے، اسرائیلی فوجیوں نے قبلہ اول کی چھت پر چڑھ کر آنسو گیس شل برسائے اور تمام حدوں کو پار کرتے ہوئے فلسطینی مسلمان عبادت گزاروں کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کیا درندہ صفت صیہونی فوجیوں کے ساتھ ایک ہزار سے زائد یہودی سیاح بھی شریک تھے، جنہوں نے ہاتھوں میں موجود اپنی لاٹھیوں اور ڈنڈوں سے نماز میں مشغول مسلمانوں کو زدوکوب کیا، قبلہ اول کی 30 کھڑکیاں ٹوٹیں، صہیونی فوجیوں کی اس جارحیت کے نتیجہ میں قبلہ اول کی تیس کھڑکیاں بھی چکنا چور ہوگئیں اور ایک اطلاع کے مطابق مسجد اقصیٰ کے مشرقی دروازے کو بھی توڑ دیا گیا ہے ۱۵ ، ستمبر کی جھڑپوں میں 26 فلسطینی زخمی ہوئے، پیر کی صبح کو اسرائیلی پولیس تیسری مرتبہ مسجد اقصیٰ میں گھس پڑی، اسرائیلی متشدد وزیر زراعت کی قیادت میں گھسنے والی اسرائیلی پولیس نے قبلہ اول کے صحن میں علوم دینیہ کی کلاسوں

میں شریک خواتین کو گھسیٹا اور ان پر بے تحاشہ تشدد کیا، الجزیرہ کے مطابق پولیس کے آنسو گیس کی شیلنگ سے مسجد اقصیٰ میں آگ لگ گئی، جس سے قبلہ اول کے در و دیوار کو کافی نقصان پہنچا، کھڑکیوں کے علاوہ مسجد اقصیٰ کے کئی دروازے چیخ گئے اور صحن میں لگی ہوئی نائیلون کو بہت نقصان پہنچا۔

اسلامی مقدسات کو نقصان

نیز مسجد میں موجود قدیم اسلامی دستاویزات اور مسودوں کو بھی شدید نقصان پہنچا، مسجد اقصیٰ میں ورثے اور مسودات سیکشن کے سربراہ رضوان عمر کا کہنا ہے کہ حالیہ بے حرمتی گزشتہ 46 برسوں میں ہونے والی دوسری بڑی بے حرمتی ہے، اس سے قبل 1969ء میں اسرائیلی فوج اور انتہاء پسند یہودیوں نے اسی قسم کی بے حرمتی کی تھی جس کی عالم اسلام کی جانب سے سخت مذمت کی گئی تھی، اس بار عالم اسلام کی جانب سے کسی سخت ردعمل کا اظہار نہیں ہوا بلکہ ہلکی سی مذمت پر اکتفا کیا گیا جس سے صہیونی مملکت کے حوصلے مزید بلند ہوتے دکھائی دے رہے ہیں، محمود عباس نے اسرائیل کی حالیہ جارحیت پر حسب سابق سخت الفاظ میں مذمت کی، قبلہ اول کے حق تولیت کے حامل ملک اردن نے بھی اسرائیل کی اسپیشل فورسیس کی مسجد اقصیٰ میں دخل اندازی اور کاروائی کی مذمت کی ہے، اردن واحد ملک ہے جس کے اسرائیل سے روابط ہیں، اسرائیل کے حالیہ اقدامات کو اردن نے اشتعال انگیز قرار دیتے ہوئے کہا کہ اسرائیل مشرق وسطیٰ کے اس حساس ترین مقام کے موقف کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہا ہے تاہم اردن اسرائیل سے اپنے تعلقات توڑ لینے کی ہمت نہیں کرتا، اس سے قبل اس نے اسرائیل میں متعین اپنے سفیر کو طلب کر لیا تھا لیکن زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ سفیر کو دوبارہ بحال کر دیا گیا، اسرائیل سے سفارتی تعلقات رکھنے والے دوسرے ملک مصر نے بھی اسرائیل کی حالیہ جارحیت کی مذمت کی ہے، مصری وزارت خارجہ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں مسلمانوں کے مقدس مقام میں اشک آور گیس اور آواز بموں کا استعمال کسی بھی طرح قابل قبول نہیں ہے۔

یہود کو اقصیٰ میں عبادت کی اجازت نہیں

اسرائیلی فورسیس کے ساتھ مسلمانوں کی جھڑپیں آئے دن ہوتی رہتی ہیں، قانون کی رو سے یہود کو مسجد اقصیٰ میں صرف جانے کی اجازت ہے، انہیں وہاں کسی طرح کی عبادت کرنے کا حق حاصل نہیں، اسرائیلی فوج کسی نہ کسی عنوان سے مسجد میں گھس کر بے حرمتی کی مرتکب ہوتی ہے، جس سے حالات میں کشیدگی اور جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، گزشتہ ماہ جولائی میں بھی صہیونی پولیس اہلکار اقصیٰ کے احاطہ میں گھس گئے تھے اس وقت بھی مسلمانوں کے ساتھ جھڑپیں ہوئیں تھیں، 2000ء میں اس وقت کے متنازعہ اسرائیلی سیاست داں شارون نے مسجد اقصیٰ کا دورہ کیا تھا جس کے بعد انتفاضہ کی دوسری لہر اُٹھی تھی جس میں ہزاروں فلسطینیوں کو ہلاک کیا گیا تھا۔

اسرائیل کے تعلق سے عالمی برادری کی سرد مہری اسے شیر بنا رہی ہے، امریکہ جو عرب ممالک سے خیر خواہی جتاتے تھکتا نہیں اسرائیل کی مکمل پشت پناہی کر رہا ہے۔ جہاں تک اقوام متحدہ کا تعلق ہے وہ ایک بے بس ادارہ ہے جس

کا کام صرف قرارداد یں منظور کرنا ہے، رہے عرب ممالک تو وہ مذمتی بیانات سے بڑھ کر کچھ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے، انہیں ہر وقت اپنے مغربی آقاؤں کا خوف دامن گیر رہتا ہے، صرف حماس کے جانباز ہیں جو اسرائیل سے ٹکر لے رہے ہیں، اگرچہ ان کے پاس اسباب کی کمی ہے لیکن ان کے عزائم بلند ہیں، وہ فلسطین کے مسئلہ میں کسی سودے بازی کے قائل نہیں ہیں، دشمن ان میں پھوٹ ڈالنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے، لیکن حماس کی قیادت پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی ہے، عرب ممالک کو چاہیے کہ وہ حماس کو مضبوط کریں۔

صہیونیت ایک شیطانی جھوٹ

اسرائیل کا قیام توریت کی تعلیمات کے منافی

"صہیونیت عنقریب شکست سے دو چار ہو جائے گی"

۱۰ر ستمبر ۲۰۰۶ء

صہیونیت کا عنقریب زوال

گذشتہ دنوں ایک امریکی چینل کے پروگرام میں نشر کنندہ Neil Cavut نے اپنے ٹی وی پروگرام میں صہیونیت مخالف، یہودی گروہ کے مذہبی رہنما (جسے یہودیوں کے یہاں حاخام کہا جاتا ہے Yisroelweiss (کا انٹرویو لیا ہے، تجزیہ نگاروں کے مطابق یہ دنیا کا اہم ترین انٹرویو ہے جسے ٹی وی چینل نے نشر کیا ہے، دو وجوہ سے یہ انٹرویو انتہائی اہمیت کا حامل ہے، ایک تو اس انٹرویو میں خود یہودیوں کے ایک مذہبی رہنما کی جانب سے بانگ دہل صہیونیت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی پیشن گوئی کی گئی ہے، انٹرویو کے دوران یہودی مذہبی رہنما (حاخام (نے برملا اعلان کیا کہ صہیونیت عنقریب شکست وریخت سے دو چار ہو جائے گی، اس لیے کہ تورات کی تعلیمات کی رو سے صہیونیت کا قیام حرام ہے، نیز صہیونی وجود سارے انسانوں حتی کہ خود یہودیوں کے لیے فساد کی بنیاد ہے، اس انٹرویو کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اسے امریکہ کے مشہور نیوز چینل فوکس نے نشر کیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت کے لیے کافی شہرت رکھتا ہے، اس لحاظ سے یہودی مذہبی رہنما کا یہ انٹرویو خود دشمنوں کی جانب سے اعتراف کے مماثل ہے، انٹرویو دینے والا اور انٹرویو نشر کرنے والا ادارہ دونوں نہ اسلام کے حامیوں میں سے ہیں اور نہ ہی فلسطینیوں کے حامی ہیں بلکہ دونوں مسلمانوں اور فلسطینیوں کے دشمن کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

صہیونیت سارے فساد کی جڑ

یہودی مذہبی رہنما (حاخام (یسرویل ویسی (Yisroelweiss) نے اپنے انٹرویو کے دوران انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ صہیونیت کے قیام نے واضح طور پر اور صریح الفاظ میں اس شیطانی جھوٹ کو غلط قرار دیا جس نے دنیا کے تعلق سے اچھے عزائم رکھنے والوں کو اب تک دھوکہ میں ڈال رکھا تھا اور خود کو یہودی مملکت قرار دینے والی انتہائی بدطینت اور مکروہ حکومت کے تعاون کے سلسلہ میں انہیں مطمئن کر دیا ہے، یہودی مذہبی رہنما یسرویل ویسی کہتے ہیں کہ اسرائیل اور صہیونیت نے ہر چیز کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے، یہودیوں کی غیر یہود صہیونی سازشوں کے نتیجہ میں سب میں بگاڑ

سرایت کر چکا ہے، ویسی کا کہنا ہے کہ یہ ایک ایسا نقطہ نظر ہے جس پر گذشتہ سو سال سے اتفاق ہوتا آرہا ہے، جب سے یہودیت کو ایک روحانی مذہب سے نکال کر قومی مفادات پر مبنی مادی فکر میں تبدیل کر دیا گیا جس کا مقصد صرف کچھ زمین کا ٹکڑا حاصل کرنا ہے، اس وقت سے اس پر سب کا اتفاق ہے، یہ بھی سب کے نزد یک مسلّم ہے کہ صہیونیت سارے عالم انسانی کے فساد کی جڑ ہے، تمام یہودی دستاویزات سے ثابت ہوتا ہے کہ جس قسم کی صہیونیت چاہی جارہی ہے وہ یہودی مذہب کے سراسر منافی ہے، کسی دوسرے کی زمین پر صہیونی مملکت کا قیام تورات کی تعلیمات کے خلاف ہے، تورات میں ہم یہودیوں کے لئے جلاوطنی کی زندگی مقدر کر دی گئی ہے، منشاء خداوندی کے مطابق ہمیں جلاوطنی کی زندگی گزارنی ہے، اس کے برخلاف صہیونی قائدین یہودیوں کے لیے جس مملکت کے قیام کی باتیں کر رہے ہیں وہ تورات کی تعلیمات کے بالکلیہ منافی ہے، انٹرویو کی اسی اہمیت کے پیش نظر ذیل میں اس کے اقتباسات کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

سوال: اگر آپ لوگوں کے لیے کوئی مستقل مملکت ہو تو اس میں کیا حرج ہے اور یہودی مملکت کے قیام میں کیا چیز مانع ہے؟

جواب: ہمارے لیے مستقل مملکت کا نہ ہونا مذہبی لحاظ سے ضروری ہے، ہم یہودیوں کے لیے یہی مناسب ہے کہ ہم دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیل جائیں، یہودی گذشتہ دو ہزار سال سے زائد عرصہ سے دنیا کے مختلف ملکوں میں جلا وطنی کی زندگی گزارتے رہے، اس عرصہ میں ان کا کام اللہ کی عبادت کرنا تھا اور وہ ربانی رحمت سے متصف تھے، لبنان میں لڑی گئی جنگ کو عام یہودی مذہبی جنگ خیال کرتے ہیں، جبکہ اس جنگ کا یہودی مذہبی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے، سابق میں ہم یہودی عرب اور غیر عرب معاشروں میں برسوں تک زندگی گزارتے رہے، ہمارے لیے نہ اقوام متحدہ کی نگرانی کی ضرورت پیش آئی اور نہ ہی کسی فوج کی حاجت ہوئی۔

سوال: آپ اجازت دیں تو آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہودی اسرائیلی مملکت کے قیام سے پہلے اچھی زندگی گزار رہے تھے یا قیام کے بعد اب اچھی زندگی گزار رہے ہیں؟

جواب: ہاں! صد فیصد یہ بات درست ہے کہ ہماری یہودی مملکت سے پہلے والی زندگی بہتر تھی، اس کا اعتراف فلسطین میں آباد یہودیوں نے بھی کیا ہے، اور دنیا کے دیگر ملکوں کے یہودی بھی اس کی گواہی دیتے ہیں کہ مملکت کے قیام سے پہلے یہودی ہر جگہ خود فلسطین میں بھی دوسروں کے ساتھ مکمل ہم آہنگی سے رہا کرتے تھے، ہمارے پاس دستیاب یہودی دستاویزات کے مطابق یہودیوں نے اقوام متحدہ سے کبھی اس کا مطالبہ نہیں کیا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ یہودیوں کے سب سے بڑے مذہبی رہنما نے القدس شہر میں کہا تھا کہ ہمیں یہودی مملکت نہیں چاہیے، لیکن جب اسرائیل کے قیام کی قرارداد منظور کی جارہی تھی تو اس وقت علاقہ کے یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کو بالکلیہ نظر انداز کر دیا گیا۔

سوال: یہ صحیح ہے کہ سابق میں یہودیوں کا مستقل وطن نہیں تھا اور آپ لوگ جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے، لیکن یہ جلاوطنی بھی ایسی تھی کہ گذشتہ ہزار برسوں میں آپ شدید ظلم کا شکار رہے، بالخصوص پچاس ساٹھ سال قبل آپ کے

ساتھ جو حالات پیش آئے وہ انتہائی ناگفتہ بہ تھے، اس تعلق سے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: سامیت سے عداوت کے نتیجہ میں زبردست قتل وغارت گری مچی، لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی ہے، وہ یہ کہ یہودیوں کے خلاف یہ عداوت دراصل صہیونیت کی وجہ سے پیدا ہوئی، بالفاظ دیگر یہودیوں سے عداوت یوں ہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ اس کا سبب ہے، آپ جب خود ہی دوسروں کا دروازہ کھٹکھٹا کر عداوت کو دعوت دیں گے تو پھر وہ کیوں کر عداوت نہ کریں۔

سوال: جہاں تک میں جانتا ہوں، آپ آرتھوڈکس یہودی ہیں، آپ کے اس موقف کے تعلق سے روایتی یہودی کیا رائے رکھتے ہیں؟ کیا ان کا بھی یہی موقف ہے کہ یہودیوں کی کوئی مستقل مملکت نہیں ہونی چاہیے؟

جواب: یہودیوں کی اکثریت کی رائے یہی ہے کہ ہماری کوئی مستقل مملکت نہیں ہونی چاہیے، لیکن اس کے باوجود یہودی مملکت قائم ہوگئی، عربوں کے تعلق سے صہیونی یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ عرب دنیا میں بسنے والے ہر یہودی کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور عربوں کے سینوں میں یہودیوں کے خلاف شدید عداوت پائی جاتی ہے، لیکن ایسی بات نہیں ہے۔

سوال: یہ صحیح ہے۔ لیکن آپ انہیں برا بھلا نہیں کہہ سکتے، بعض لوگ یہودیوں کے تعلق سے غیر ضروری دعویٰ کرتے ہیں مثلاً ایران کے صدر احمدی نژاد کا کہنا ہے کہ ہٹلر کے مظالم کے واقعات میں کوئی صداقت نہیں ہے، احمدی نژاد نے مزید کہا کہ اگر معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں اسرائیل کو تباہ کر دیتا اور سارے یہودیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا۔

جواب: یہ صریح جھوٹ ہے۔ احمدی نژاد ایسا نہیں کر سکتے، خود ان کے ملک ایران میں یہودیوں کی بڑی تعداد ہے، موقع ہاتھ آنے کے باوجود احمدی نژاد نے ان یہودیوں کا قتل نہیں کیا۔

سوال: کیا آپ کا ایقان ہے کہ جب تک دنیا میں یہودی مملکت رہے گی اس سے کسی بھلائی کی توقع نہیں کی جاسکتی؟

جواب: یہودی مملکت کے سبب یہودی بھی پریشانی سے دوچار ہیں اور فلسطینی بھی، ہم اس لیے نماز اور عبادت کر رہے ہیں تاکہ جلد از جلد یہودی مملکت کا سیاسی شیرازہ بکھر جائے اور یہ کام پر امن طریقہ سے ہو جائے۔

سوال: آپ کا یہ نظریہ انتہائی چونکا دینے والا نظریہ ہے، ہم نے ایسی بات کسی سے نہیں سنی تھی۔

جواب: میرے اس انٹرویو کو سارے عالم میں نشر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں پر یہودی مملکت کی حقیقت واضح ہو جائے۔

صہیونی مملکت
تورات کی تعلیمات کے خلاف

یہودی حاخام کا برملا اعلان

۱۸/اکتوبر ۲۰۰۹ء

تشویش کی لہر

مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کے تعلق سے صہیونی مملکت اور ناپاک صہیونی افواج نے حالیہ دنوں میں جو جارحانہ وقف اختیار کیا ہے اس سے سارے عالم کے مسلمانوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے، گزشتہ ہفتہ چند انتہا پسند صہیونیوں نے مسجد اقصیٰ کے مشرق دروازے سے داخل ہو کر قبلۂ اول کی توہین کا ارتکاب کیا اور مسلمانوں کی جانب سے احتجاج کے بعد صہیونی افواج نے مسجد اقصیٰ کو اپنے گھیرے میں لیکر جس طرح سارے عالم کے مسلمانوں کی دلآزاری کی ہے اس نے ایک بار پھر مسلمانوں میں اس احساس کو جگایا ہے کہ قبلۂ اول کے وجود کو خطرہ لاحق ہے صہیونی انتہا پسندوں کی جانب سے قبلۂ اول کی بے حرمتی کے اقدام کے بعد پھوٹ پڑنے والے تشدد میں بیسیوں فلسطینی زخمی ہوئے۔

مسجد اقصیٰ پر حملہ اور صہیونیوں کی جانب سے اس کی بے حرمتی کوئی نیا واقعہ نہیں، اسرائیل وقفہ وقفہ سے ایسی حرکتیں کرتا آرہا ہے، قبلۂ اول کے اطراف کھدائی کا سلسلہ بھی کافی عرصہ سے جاری ہے، سوال یہ ہیکہ کیا اسرائیل کے اس قسم کے اقدامات درست قرار دیئے جاسکتے ہیں؟ اور کیا ارض فلسطین پر اسرائیلی مملکت کا قیام اپنے اندر کوئی قانونی جواز رکھتا ہے؟ نہ صرف اسلامی نقطۂ نظر سے صہیونی مملکت ناجائز اور غیر قانونی ہے بلکہ حقیقی یہودی مذہبی تعلیمات کی رو سے بھی ارض فلسطین پر صہیونی مملکت کا قیام غیر مشروع اور نادرست ہے، اس وقت امریکہ میں یہودیوں کا ایک گروپ جسے ''ناطوری کارتا'' کہا جاتا ہے، برملا اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ فلسطین میں اسرائیلی مملکت کا قیام تورات کی تعلیمات کی رو سے غیر قانونی اور ناجائز ہے، ناطوری تحریک سے وابستہ یہودی صہیونیت کے سخت مخالف ہیں، گزشتہ دنوں اسرائیلی جنگی جرائم کی شکار غزہ پٹی میں برطانوی رکن پارلیمنٹ کی قیادت میں انگریزوں کے ایک وفد کی آمد ہوئی تھی، اس وفد نے اپنے قافلہ کو ''کاروانِ حیات'' کا نام دیا تھا اس کاروان میں چار یہودی مذہبی ربی جنہیں حاخام کہا جاتا ہے بھی شامل تھے، گول ٹوپی، سیاہ لباس اور گھنی ڈاڑھی رکھنے والے یہ یہودی حاخام اہل غزہ کے ساتھ یکجہتی کے اظہار اور غزہ کی حصار بندی کے خلاف احتجاج کے لئے غزہ پہونچے تھے۔

حاخام کا انٹرویو

اس موقعے پر عالم اسلام کے مشہور عربی ہفت روز ''المجتمع '' کے نمائندے نے معروف یہودی حاخام'' یسرول داوودویس '' سے انٹرویو لیا جو بڑی اہمیت کا حامل ہے، انٹرویو کے دوران انہوں نے انکشاف کیا کہ دنیا میں پائے جانے والے حقیقی یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ فلسطین میں اسرائیلی مملکت کا قیام یہودی عقائد کی روشنی میں حرام ہے، ان یہودیوں کا مطالبہ ہے کہ اسرائیلی مملکت کو فوراً صفحۂ ہستی سے مٹادینا چاہیے اور یہ طبقہ اس بات کی پیشین گوئی بھی کرتا رہتا ہے کہ صہیونی ناجائز مملکت بہت جلد زوال سے دوچار ہوجائے گی، غزہ کے دورہ پر آئے ان یہودی حاخاموں کے ہاتھوں میں فلسطینی جھنڈا تھا اور ان کے لباس پر چسپاں'' لوگو ''میں یہ جملہ درج تھا کہ '' میں یہودی ہوں نہ کہ صہیونی''۔

صہیونی مملکت مشیت الٰہی کے خلاف

المجتمع کے نمائندہ کو دیئے گئے اپنے انٹرویو کے دوران حاخام یسرول نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا کہ صہیونی مملکت مشیتِ الٰہی کے خلاف ہے، اللہ نے یہودیوں پر جلاوطنی لکھ دی ہے، خدا کی مرضی یہ ہے کہ یہود اس وقت تک دنیا بھر میں منتشر اور بکھرے رہیں جب تک ان میں مسیح موعود کا ظہور نہ ہو (مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق یہ دجال ہوگا(انہوں نے کہا کہ مسئلہ فلسطین کا واحد حل یہ ہے کہ صہیونی مملکت کو دنیا کے نقشہ سے بالکلیہ ختم کردیا جائے، اس کے بغیر مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن قائم نہیں ہوسکتا، نیز اس کے بغیر مسلمان یہود اور عیسائیوں کے درمیان تعلقات میں خوشگواری نہیں آسکتی، انہوں نے زور دے کر کہا کہ اسرائیل کا قیام یہودی عقیدہ کے خلاف ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سزا دینے کا تہیہ کرلیا ہے، ہم پر واجب ہے کہ ہم توبہ کریں تاکہ ہمیں اپنے گناہوں سے چھٹکارا حاصل ہوسکے۔

ایباک تنظیم کا کردار

امریکی سیاستِ خارجہ پر یہودی اثرات کے تعلق سے پوچھے گئے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یہودی حاخام یسرول نے کہا کہ امریکہ میں '' ایباک '' تنظیم بہت اہم رول ادا کرتی ہے یہ دراصل امریکی اسرائیلی امور کے حل کے لئے قائم کی گئی ہے، یہ بالکلیہ صہیونی تنظیم ہے جس کا مقصد بڑے سے بڑے امریکی سیاست دان پر اثر انداز ہونا ہے، اس تنظیم کے بیشتر ارکان انتہاء پسند صہیونی ہیں، جو ہمیشہ ذرائع ابلاغ پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور میڈیا کی راہ سے امریکی رائے عامہ پر اثر انداز ہوتے ہیں، نہ صرف امریکہ بلکہ کینیڈا میں بھی صہیونی لابی اثر انداز ہورہی ہے، ذرائع ابلاغ سے وہی باتیں لوگوں تک پہونچتی ہیں جو صہیونی ایجنڈے کے مطابق ہوتی ہیں، وہ ذرائع ابلاغ سے وابستہ صحافیوں کو صہیونی سیاست کو پیش کرنے پر مجبور کرتے ہیں، وہ برملا اعلان کرتے ہیں کہ صہیونیت کے خلاف دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال ضروری ہے، یہودی حاخام یسرول نے کہا کہ فلسطینیوں سے ہماری

گزارش ہے کہ وہ صہیونی مملکت کی موافقت نہ کریں، انہوں نے فلسطینیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ فلسطین میں آباد یہودیوں کو نہ دیکھیں دنیا کے دوسرے حصوں میں آباد یہودی آپ کے ساتھ ہیں، انہیں آپ کی تکالیف کا اندازہ ہے، آپ کے لئے ہمارا ویب سائٹ www.nkusa.org حاضر ہے آپ اگر اس کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ دنیا میں آباد یہ یہودی فلسطین کے لئے بار بار احتجاجی مظاہرے کرتے رہتے ہیں اور ان مظاہروں میں ہزاروں یہودی شریک ہوتے ہیں۔

ہم صہیونیت کے خلاف ہیں

المجتمع کے نمائندے نے حاخام یسرول سے دریافت کیا کہ آپ نے بحیثیت ایک یہودی مسئلہ فلسطین کی حمایت ونصرت کے لئے امریکہ میں کیا رول ادا کیا ہے، حاخام نے کہا کہ ہم حقیقی یہود کی حیثیت سے صہیونیت کے خلاف متحد ہیں، غزہ میں فلسطینی عوام کی ہم بھرپور مدد کرتے ہیں، نہ صرف غزہ کے خلاف جاری موجودہ حصار بندی کے لئے بلکہ جب سے فلسطین میں اسرائیلی مملکت قائم ہے اس وقت سے ہم اسرائیل کے خلاف ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ فلسطینیوں کو اسرائیل سے نجات ملے، ہم مذہب پسند یہودی کی حیثیت سے صہیونیت کے خلاف ہیں، اس لئے کہ صہیونیت یہودی مذہب کے خلاف ہے، واقعہ یہ ہے کہ یہودی عوام اور یہودی حاخام سارے کے سارے فلسطینیوں پر ڈھائے جارہے مظالم کے خلاف ہیں، ہم ہر اس موقع کی تلاش میں رہتے ہیں جس کے ذریعہ فلسطینیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرسکتے ہوں اور ہم سے جو کچھ مدد ہوسکتی ہے اس سے ہم دریغ نہیں کرتے، اور شخصی طور پر میں خود اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر بار بار وائٹ ہاؤز کے روبرو احتجاج کرتا رہتا ہوں اسی طرح اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر کے روبرو بھی ہم مظاہرے کرتے رہتے ہیں، ہمارا یہ احتجاج اس وقت سے جاری ہے جبکہ عرب اور مسلم اقوام نے مسئلۂ فلسطین کے لئے کسی قسم کے اقدام کا آغاز ہی نہیں کیا تھا، جب کبھی اسرائیل فلسطینیوں کے خلاف کوئی جارحانہ قدم اٹھاتا ہے امریکہ کے مذہب پسند یہودی اسرائیل کے خلاف احتجاج کرتے ہیں، کیا آپ بحیثیت یہودی حاخام کے اسرائیلی مملکت کے خلاف ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے یسرول نے کہا کہ سارے کے سارے یہودی حاخام شخصی طور پر اسرائیل کے خلاف ہیں، ان کے علاوہ لاکھوں یہودی اسرائیل کے خلاف ہیں، دنیا بھر میں آباد اور خود فلسطین کے بیشتر یہودی اپنی اولاد کی صہیونی فوج میں شمولیت کو پسند نہیں کرتے، جو یہودی جتنا زیادہ مذہب پسند ہوتا ہے وہ اتنا ہی صہیونیت کے خلاف ہوتا ہے، یہ بات اظہر من الشمس ہے لیکن ذرائع ابلاغ ان حقائق کو پیش کرنے سے گریز کرتے ہیں، حاخام یسرول سے پوچھا گیا کہ آپ کی تحریک ناطوری کارتا یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ صہیونی مملکت کا عقیدہ یہودی عقیدہ کے خلاف ہے، یسرول نے کہا کہ اسرائیلی مملکت کا قیام یہودیت کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ ہمیں سزا دی جائے، ہم اس وقت سزا کے مرحلہ سے گزر رہے ہیں، ہمیں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرنی ہے، گناہوں سے چھٹکارا اس وقت حاصل ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ دنیا میں خارق عادت تبدیلیاں پیدا کریں اور ساری انسانیت ایک خدا پر

ایمان لے آئے، اس وقت اقوام عالم میں اتحاد پیدا ہوگا اور سب القدس کا رخ کریں گے، یہودیت چاہتی ہے کہ دیگر اقوام عالم کے ساتھ مل کر ارض مقدس کا رخ کرے اور ہمارا یقین ہے کہ جب اس کا وقت آئے گا تو ضرور ایسا ہو کر رہے گا، ہمیشہ ہم نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں مسلمان قرآن و شریعت کو مضبوطی سے تھامے رہے، تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان یہودیوں کے ساتھ یکجہتی اور خیر سگالی کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں، مسلمانوں نے کبھی اپنے دورِ اقتدار میں یہودیوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ ان کے حقوق مکمل ادا کرتے رہے، حاخام یسرول کا کہنا ہے کہ اسرائیل کی موجودہ کشمکش کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں، یہودی مذہب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں یہ اس وقت شروع ہوا جب صہیونیت کی بنیاد پڑی، مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ صہیونیت ختم کردی جائے، صہیونیت کے خاتمہ کے بغیر مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تعلقات بحال نہیں ہوسکتے، موجوہ سارے تنازعات صہیونیت کی پیداوار ہیں۔

المجتمع کے نمائندہ نے دریافت کیا کہ جب آپ یہودی مملکت کے خلاف ہیں اور اسے یہودیت کے خلاف قرار دیتے ہیں تو پھر دنیا کے یہود کہاں جائیں اور موجودہ صہیونی مملکت کے یہودیوں کے ساتھ ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے، اس پر حاخام یسرول نے کہا کہ بحیثیت قوم یہود کے ہماری کوئی حکومت اور ملک نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ہمیں اقوام عالم کے ساتھ مختلف ملکوں میں آباد ہونا چاہیے جیسا کہ دو ہزار سال سے زائد عرصہ تک ہم بکھرے رہے اور اللہ کی عبادت کرتے رہے، اور اس زمانہ کے یہودیوں کی زندگی موجودہ فلسطین کے یہودیوں کے مقابلہ میں سو فیصد بہتر تھی، ہمارے پاس مختلف علاقوں میں آباد یہودیوں کی دستاویزی شہادت ہے، اور اس میں وضاحت ہے کہ یہودی ہر جگہ اپنے ہم وطنوں کے ساتھ بقائے باہم کے اصولوں پر زندگی گزراتے رہے، یہودی حاخاموں کے سربراہِ اعلیٰ کی دستاویزی شہادت بھی ہمارے پاس ہے جس میں انہوں نے صاف کہا کہ ہم یہودی مملکت نہیں چاہتے۔

چوری بہر حال چوری ہے

المجتمع کے نمائندے نے دریافت کیا کہ کیا آپ فلسطین میں دو مملکتی حل کو درست سمجھتے ہیں؟ عبرانی مملکت کی یہودیت کے تعلق سے آپ کا کیا موقف ہے جس پر بنیامن نتین یاہو اصرار کرتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے یسرول نے کہا کہ اگر کوئی شخص بینک یا کوئی بھی چیز چوری کرلے اور اس پر دس سال کا عرصہ مثلاً گزر جائے تو کیا اس سے اس چوری کو قانونی جواز حاصل ہوجائے گا، ظاہر ہے کہ چوری بہر حال چوری ہے چاہے اس پر کتنا ہی عرصہ گزر جائے، پہلی بات تو یہ ہے کہ بحیثیت یہودی ہمیں ارض موعود کی طرف لوٹنے سے منع کیا گیا ہے، پھر یہ کہ مذہبی طور پر ہمارے لئے دنیا کی کسی بھی قوم کے ساتھ دشمنی کرنے سے منع کیا گیا ہے، بلکہ ہم مذہبی طور پر اس بات کے پابند ہیں کہ ہم سب سے محبت کریں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر جو چیز لاگو کردی گئی ہے اس سے ہٹ نہیں سکتے، ہمارے لئے جلاوطنی مقدر ہے، ہمیں جلاوطن ہی رہنا ہے اس کے خلاف کسی بھی قسم کی کاوش مرضی الٰہی کے خلاف ہوگی، ہمیں اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنا ہے، ہم خدا کے ساتھ جنگ نہیں کرسکتے۔

فلسطینی مسئلہ کا واحد حل

فلسطینی مسئلہ کا واحد حل جس کو میں بار بار دہراتا رہتا ہوں یہ ہے کہ اسرائیل خدا کے ساتھ جنگ سے باز آجائے، اگر اسرائیل اس ایک بات کو اختیار کرے تو پورے علاقہ میں امن قائم ہو جائے گا، حاخام یسرول نے کہا کہ صہیونی مملکت اور یہودی عوام میں فرق کرنا چاہیے، سارا تنازعہ صہیونیت کا ہے، جہاں تک عام یہودیوں کا تعلق ہے تو وہ مذہب پسند ہیں، ہم غزہ اس لئے آئے ہیں تاکہ غزہ کے خلاف جاری اسرائیل کی حصار بندی پر اقوام عالم کی توجہ مبذول کرا سکیں، گزشتہ دنوں جب غزہ پر جنگ مسلط کی گئی اور خوفناک بمباری کرتے ہوئے بعض اسرائیلی فوجیوں نے ہاتھ میں تورات کے نسخے اٹھائے تو ہمیں بے حد افسوس ہوا کہ یہ لوگ اپنے ظالمانہ اقدام کو مذہبی جواز عطا کر رہے ہیں۔

مسجد اقصیٰ کی بازیابی
اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

جنوری ۲۰۱۸ء

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے خلاف صہیونی چیرہ دستیوں کا سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے، حالیہ عرصہ میں امریکی صدر ٹرمپ کی جانب سے القدس کو اسرائیلی راجدھانی قرار دینے کا فیصلہ دراصل انہی چیرہ دستیوں کا تسلسل ہے، صہیونی کار پردازوں کو عجلت ہے، وہ اس سلسلہ کی کارروائیوں کو تیزی کے ساتھ آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔

عجلت کیوں؟

عجلت اس لیے ہے کہ یہودی ہدایات پر مشتمل ان کی کتاب " تلمود " کے مطابق اس کائنات کے اب زیادہ دن باقی نہیں رہے، یہودی سال ستمبر سے شروع ہوتا ہے " ، تلمود " کے مطابق دنیا کی کل عمر چھ ہزار سال ہے، ۲۰۱۷ء کے ۲۱ر ستمبر کو یہودی کیلنڈر نے ۵۷۷۸ مکمل کر لیے ہیں، اب صرف ۲۲۲ سال باقی رہ گئے ہیں، یہودی کیلنڈر کے مطابق یہ دنیا ۲۲۲ سال بعد فنا ہو جائے گی، اس سے قبل دنیا بھر میں یہودیوں کے غلبہ کے لیے یہودی مسیحا کی آمد ضروری ہے، مسلمان جسے دجال کہتے ہیں وہ یہودیوں کا مسیحا ہے، جس کی آمد کے وہ منتظر ہیں۔

یہودیوں کا مسیحا کب آئے گا؟

صہیونی عقائد کے مطابق ان کا مسیحا (دجال (اس وقت تک نہیں آئے گا، جب تک وہ دو کاموں سے فارغ نہ ہو جائیں (ا) : تابوت سکینہ کی تلاش ((۲ ہیکل سلیمانی کی تعمیر۔ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں، جب کنعان کے علاقہ میں قحط سالی عام ہوگئی تو یہ مصر منتقل ہوئے، پھر فرعون کی غلامی میں جکڑ دئے گئے، سیکڑوں برس کی ذلت وخواری سے گزر کر ۳۳سو سال پہلے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ فلسطین واپس آئے، بنی اسرائیل کے ایک عظیم پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ہزار سال قبل مسیح القدس (یروشلم (کو فتح کیا تھا، اور اسے اپنی مملکت کا جسے یہودی کنگڈم آف ڈیوڈ کہتے ہیں دار السلطنت بنایا، حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنیادوں پر عظیم معبد بنانا شروع کیا، اور ان کے بعد ان کے فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس معبد کے تعمیری سلسلہ کو جاری رکھا۔

تابوت سکینہ

کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک تابوت تھا، جس میں پتھر کی وہ تختیاں بھی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کوہِ طور پر نازل فرمائی تھیں، اور جن پر اللہ کے دس احکام درج تھے، نیز اس تابوت میں حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اور وہ برتن بھی تھا، جس سے مَن وسلویٰ نکلتا تھا، یہودیوں کا کہنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس تابوت کو جس میں یہ ساری اشیاء تھیں معبد کی بنیادوں میں چھپادیا ہے، اسی طرح سحر وجادو کے کچھ نسخوں کو بھی صندوقوں میں بند کر کے معبد کے نیچے غاروں میں چھپادیا ہے۔

ہیکل سلیمانی

یہودی سلیمان علیہ السلام کے اس معبد کو ہیکل سلیمانی کہتے ہیں، اس ہیکل کو ۵۸۶ قبل مسیح بابل کے بادشاہ بخت نصر نے تباہ کر دیا تھا؛ لیکن اس کی بیرونی دیوار کو اس نے چھوڑ دیا تھا، یہی وہ دیوار گریہ ہے جو یہودیوں کے یہاں تقدس کی حامل ہے، یہودیوں کا ماننا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تابوت سکینہ اور جادو کے نسخے بیت المقدس کے نیچے غاروں میں رکھا ہے، چنانچہ یہودی طویل عرصہ سے ان غاروں کی تلاش میں بیت المقدس کے نیچے کھدائی کر رہے ہیں، انھیں تابوت سکینہ کو بھی ڈھونڈ نکالنا ہے، اور مسجد اقصیٰ سمیت پورے علاقہ کو منہدم کرنا بھی ہے، پھر اس کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کرنی ہے، آج آٹھ سو سال قبل سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے مسجد اقصیٰ کی توسیع کی تھی، یہ توسیع اقصیٰ جدید کہلاتی ہے، یہودیوں کا ماننا ہے کہ نام نہاد ہیکل سلیمانی بیت المقدس اور اقصیٰ جدید تک وسیع ہوگا، یہودی پوری دنیا میں عالمگیر صہیونی مملکت کے قیام کا خواب عرصہ سے دیکھ رہے ہیں، اور یہ ان کے مسیحا (دجال) کے خروج کے بغیر ممکن نہیں، چوں کہ یہودی عقائد کے مطابق جب تک مسجد اقصیٰ کو منہدم کر کے وہاں ہیکل سلیمانی تعمیر نہیں ہوگا دجال آنہیں سکتا؛ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ آگے کے مراحل جلد از جلد طے ہوں، یروشلم کو اسرائیلی راجدھانی قرار دینا در اصل اسی صہیونی منصوبے کی سمت پیش رفت ہے۔

انہدام اقصیٰ کے یہودی منصوبے

مسجد اقصیٰ کو منہدم کرنے کے لیے یہودی مختلف منصوبوں پر کام کرتے آئے ہیں، ان کا ایک منصوبہ مسجد اقصیٰ کو نظر آتش کرنا ہے، اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کئی مرتبہ عملی اقدام کیا گیا ہے، ۲۱/اگست ۱۹۶۹ء کو ڈینس مائیکل نے مسجد اقصیٰ میں آتش زنی کا اقدام کیا تھا، جس کے نتیجہ میں مسجد کے فرش، دیوار اور سلطان نور الدین زنگی کا بنایا ہوا منبر آگ کی زد میں آ گیا تھا، مسجد اقصیٰ میں آتش زنی کے لیے کئی مرتبہ دھماکوں کی بھی کوشش کی گئی، اس سلسلے کا دوسرا منصوبہ مسجد اقصیٰ کے نیچے مسلسل کھدائی اور لاسرنگیں بنانے کا ہے، یہ سلسلہ ۱۹۶۷ء سے جاری ہے، قدیم القدس شہر کے باشندوں کی بڑی تعداد کو جلاوطن کر دیا گیا ہے، کھدائی کے ذریعہ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کے نیچے مٹی اور پتھروں کو کھوکھلا کیا جارہا ہے، حتی کہ مسجد کی دیواروں میں جگہ جگہ دراڑیں بھی پڑ چکی ہیں، جنوبی دیوار میں صحابہ اور

تابعین کی سو سے زائد قبروں کو مسمار کیا جا چکا ہے، صہیونی کا سب سے بنیادی منصوبہ ہیکل سلیمانی کی تیاری ہے، اس کی راہ ہموار کرنے کے لیے وقفہ وقفہ سے مسجد اقصیٰ میں مراسم کی ادائیگی کے لیے دراندازی کی کوششیں کی جاتی رہتی ہیں، ۳۰؍جنوری ۱۹۷۶ء کو ایک اسرائیلی عدالت کی جانب سے فیصلہ سنایا گیا کہ یہودی مذہبی مراسم کی ادائیگی کے لیے جب چاہیں مسجد اقصیٰ میں داخل ہو سکتے ہیں، اس کے بعد ۱۵؍اگست ۱۹۷۶ء میں اسرائیل کا سب سے بڑا حاخام شلومو تمورین فوجی لباس پہن کر مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا، اس کے ساتھ بیس فوجی افسران بھی تھے، اسی طرح ۷؍اگست ۱۹۹۴ء میں یہودی تنظیم ''کاخ'' کے لیڈر نے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی کوشش کی، اتنا ہی نہیں بلکہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لیے یہودی انتہا پسند ہمیشہ یہودیوں کے مذہبی جذبات بھڑکاتے رہتے ہیں، ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے خواب کو جلد از جلد شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے مسجد اقصیٰ کے مرکزی گیٹ کے قریب تیسرے ہیکل کی سنگ بنیاد کے طور پر ایک پتھر بھی گاڑ دیا گیا ہے، اس وقت ۲۰؍ایسی یہودی تنظیمیں ہیں جو مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

مسلمانوں کی ذمہ داریاں

اب جب کہ حالیہ امریکی فیصلہ کے بعد ایک بار پھر مسجد اقصیٰ کا مسئلہ منظر عام پر آیا ہے، مسلم امہ کو سوچنا چاہیے کہ آخر کب تک قبلۂ اول صہیونی جارحیت کا شکار رہے گا؟ آخر ہم مسلمان کب تک مسجد اقصیٰ کی مظلومی کا نوحہ پڑھتے رہیں گے؟ مسجد اقصیٰ کی بازیابی پوری امتِ مسلمہ کا فریضہ ہے، یہ صرف عربوں یا فلسطینیوں کا مسئلہ نہیں ہے، صہیونی ہمیشہ اسے عربوں کا مسئلہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں، مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لیے امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو اپنی ذمہ داری نبھانا ہے، صرف امیدوں اور آرزوؤں سے قبلۂ اول کی آزادی ممکن نہیں، اس کے لیے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھانا ہوگا، اقصیٰ سے متعلق مسلمانوں پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اس پر ایک ندوی فاضل مولانا عنایت اللہ وانی ندوی نے بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے، ذیل میں اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

فرد کی حیثیت سے

☆ فلسطینی مسلمانوں کی جان و مال کے ذریعہ نصرت و مدد کرنے کی سچی نیت اور ہر وقت اس کا استحضار رکھا جائے۔

☆ روزانہ قبولیتِ دعا کے اوقات میں خاص طور پر مسجد اقصیٰ اور اہل فلسطین کے لیے دعا کا اہتمام کیا جائے۔

☆ اگر تقریر و خطابت کی صلاحیت رکھتے ہیں تو ہر تقریر میں اس مسئلہ کا ضرور تذکرہ کریں، اگر قلمکار ہیں تو اس مسئلہ پر مسلسل لکھیں، اگر معلم و استاذ ہیں تو طلباء میں اس مسئلہ کا شعور پیدا کریں، اس مسئلہ پر اس موضوع سے متعلق طلباء میں تقریری، تحریری پروگرام کرایا جائے۔

☆ اسرائیل اور اس کے ہمنواؤں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں؛ اس لیے کہ بائیکاٹ نہ کرنے کی صورت میں ہم اہل فلسطین کا خون کرنے اور اسرائیل کو مضبوط کرنے میں معاون بنتے رہیں۔

☆ اہل فلسطین کے ساتھ محبت و شفقت کا اظہار کریں، ہر ممکن طریقے سے ان کے حالات سے دوسروں کو واقف کرانے

کی کوشش کریں۔

☆ مالی تعاون کے سلسلے میں مسئلہ فلسطین کے لیے بجٹ متعین کریں، اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو، گھر میں روزانہ ایک ایک دو روپے گھر کے تمام افراد جمع کرتے رہیں۔

☆ گھر والوں اور متعلقین کو اس بات پر آمادہ کریں کہ کسی فلسطینی شہید کے گھر والوں کی کفالت میں، یا کسی یتیم کی کفالت میں حصہ لیں، اس بات کا استحضار رہے کہ خیر کی جانب رہنمائی کرنے والا خیر کا کام کرنے والے کی طرح ہے۔

☆ بیت المقدس اور فلسطین کی تاریخ کے سلسلے میں خود بھی مطالعہ کریں، دوسروں کو بھی مطالعہ پر آمادہ کریں، کسی کو اس سے متعلق کتاب ہدیہ کریں، قرآن میں یہود کے حوالے سے تفصیلات پڑھیں اور یہود سے اچھی طرح واقف ہونے کی کوشش کریں۔

☆ ایک مسلمان اس فکر و تصور کے ساتھ ہر لمحہ بسر کرے کہ یہ مسئلہ مسلمانوں کا اہم ترین اور مقدس ترین مسئلہ ہے اور بیت المقدس کو یہودیوں سے آزاد کرانا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

☆ اہل فلسطین کے کارناموں اور ان کی بہادری کے واقعات اپنے گھر والوں اور متعلقین کو سنائیں۔

☆ اس نیت سے روزہ رکھیں یا قیام اللیل کریں کہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا کا اہتمام کریں گے۔

☆ مندرجہ ذیل امور سے خاص طور سے واقف ہونے کی کوشش کریں:

☆ مسجد اقصیٰ کی بازیابی اور اہل فلسطین کی مدد کا شرعی حکم۔

☆ اسرائیل کے ساتھ صلح یا موالات و دوستی کا حکم۔

☆ فلسطین کو آزاد نہ کرنے اور یہود کے حوالے کرنے کے خطرناک نتائج۔

☆ عالمی سطح پر اس مسئلہ کی وجہ سے سیاسی، ثقافتی، اقتصادی، معاشرتی اور عسکری اثرات۔

گھر اور خاندان کی حیثیت سے

☆ کسی تفسیر کی مدد سے سورۂ بنی اسرائیل (الاسراء) اور سورۂ حشر کا اجتماعی مطالعہ۔

☆ پورے گھر کی طرف سے مالی تعاون کی کوئی شکل۔

☆ بچوں کو فلسطین کی سرزمین کی اہمیت و تقدس سے واقف کرانے کی ہر ممکن کوشش۔

☆ مائیں بہنیں اپنے بچوں میں مسجد اقصیٰ کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں، اس کے لیے سیرت، تاریخ، ترانوں اور دیگر چیزوں کو ذریعہ بنائیں۔

☆ گھر میں اہم پروگراموں کے مواقع پر اس مسئلہ پر ضرور یاد رکھنے کی کوشش کریں۔

☆ فلسطین سے متعلق پروگراموں میں گھر کے تمام افراد کو شریک کرنے کی کوشش کریں۔

☆ فلسطینی مصنوعات کو خرید کر فلسطینی شہداء کے اہل خانہ اور ضرورت مندوں کا تعاون کریں۔

☆ گھر میں اپنی لائبریری میں ایک گوشہ خاص کریں جس میں فلسطین سے متعلق کتابیں، کیسٹ، پمفلٹ اور رسالے موجود ہوں۔

☆ گھر میں فلسطین سے متعلق مختلف تصاویر، تحریریں آویزاں رکھیں۔

امت اور جماعت کی حیثیت سے

☆ گاہے گاہے مختلف پروگراموں کا انعقاد کریں، جن کے ذریعہ امت میں بیداری پیدا ہو اور باطل کو یہ معلوم ہو کہ امت اس مسئلہ سے غافل نہیں ہے۔

☆ اپنے اداروں، کمپنیوں یہاں تک کہ بعض مصنوعات کا نام فلسطینی شہروں، مقدسات اور شخصیات کے نام پر رکھیں؛ اس لیے کہ صہیونی اس سے متعلق ہر قسم کی علامتوں کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

☆ فلسطین کے بے یار و مددگار زخمیوں، یتیموں، بیواؤں، بے گھروں، جیل کی کال کوٹھریوں میں تعذیب اور درندگی کا نشانہ بننے والوں کے لیے مالی، قانونی اور سیاسی ذرائع کا استعمال کریں۔

☆ ایسے اداروں کا تعاون کریں جو اہل فلسطین کی مدد کے لیے خاص ہیں۔

☆ بے گھر فلسطینیوں کو اپنے ممالک میں آنے کی سہولیات فراہم کریں، ان کے قیام، تعلیم اور ملازمت کے انتظام کی اجتماعی کوشش کریں۔

☆ فلسطین، لبنان، اردن میں فلسطینی مہاجرین کے کیمپوں کا دورہ کریں تا کہ ان کے حالات سے واقفیت ہو۔

☆ لائبریریوں میں اور خاص طور پر مساجد کی لائبریریوں میں فلسطین سے متعلق مخصوص گوشے میں فلسطین سے متعلق لٹریچر فراہم کریں۔

☆ مساجد میں قنوت اور دعاؤں کا اہتمام کریں۔

☆ تعارفی بینرز، پمفلٹس، کتابوں کی طباعت کا اہتمام کریں۔

☆ انٹرنیٹ کے ذریعہ ویب سائٹس، بلاگز، پیجز، بنا کر سوشل میڈیا کے ذریعہ اس کو اجاگر کرنے کی منصوبہ بند مہم چلائیں۔

کیا اسرائیل کی الٹی گنتی شروع ہوچکی ہے؟

۶ر دسمبر ۲۰۰۷ء

یہودی سوچ

روئے زمین پر یہود واحد قوم ہے جو اس درجہ احساس برتری کا شکار ہے کہ اپنے علاوہ کسی اور کے لیے اس کائنات میں جینے کا استحقاق تسلیم نہیں کرتی، یہودی پالیسی سازوں کی نگاہ میں دنیا پر حکمرانی کا حق صرف یہود کو حاصل ہے، یہودی شروع ہی سے خود کو منتخب اور خدا کی محبوب قوم قرار دیتے ہیں قرآن مجید میں ان کے اس مزاج کا ذکر کیا گیا ہے، عالم انسانی کو اپنے زیر تسلط رکھنے اور اقوام عالم کو زوال وانحطاط سے دوچار کرنے کے لیے یہودی رہنماؤں نے 1792ء میں ایک دستاویز مرتب کی تھی جسے پروٹوکولس کہا جاتا ہے، عربی میں اس کے لیے " بروتوکولات حکماء صہیون " کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، یہ صہیونی غلبہ کے مقصد سے مرتب کی گئی ایک ایسی دستاویز ہے جس کے صرف عنوانات پڑھ کر ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ یہودیوں کے عالم انسانی کے تعلق سے کیسے ناپاک عزائم ہیں، مثلاً چند عناوین یوں ہیں (۱) عوامی زندگی میں انارکی اور بے راہ روی کو فروغ دینا (۲) نشہ آور اشیاء کو عام کرنا (۳) ایسے مغربی نظام تعلیم کو عام کرنا جس سے لوگوں میں خدا بیزاری جنسی انارکی اور مادہ پرستی عام ہو، ظاہر ہے کہ صہیونی دستاویز کے یہ تینوں نکات انسانیت کو ہمہ گیر تباہی سے دوچار کرنے والے ہیں، عالم انسانی کو ان تین نکات کے راستے سے تباہ کرنے کے لیے صہیونی رہنما پروٹوکولس کی روشنی میں اقوام عالم کو مختلف قسم کے بحرانوں سے دوچار کرنے کی پالیسی پر برسوں سے گامزن ہیں، بعض ممالک ان انسانیت دشمن صہیونیوں کے آلہ کار کے طور پر کام کررہے ہیں، دیگر اقوام عالم جن میں خصوصیت کے ساتھ مسلمان ہیں قدم قدم پر صہیونی سازشوں کا شکار ہورہے ہیں۔

اسرائیل روبہ زوال

یہ حیرت انگیز بات ہے کہ جو اسرائیلی عالم انسانی کی تباہی کے منصوبے پر ایک عرصہ سے کاربند ہیں حقائق بتارہے ہیں کہ آج انہی اسرائیلیوں کو تباہی کا سامنا ہے، زندگی کے مختلف شعبوں میں اسرائیل جس تیزی کے ساتھ زوال کی طرف بڑھ رہا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسرائیل کی الٹی گنتی شروع ہوچکی ہے، اسرائیل کے زوال کے تعلق سے خود اسرائیلی دانشور اعتراف کرنے لگے ہیں، ابراہام یورج نال اسرائیلی دانشور اسرائیلی اخبار " یدیعوت احرونوت " میں لکھتا ہے کہ

" صہیونی منصوبہ کا زوال سارے گھروں کو دستک دے رہا ہے، ایسا لگتا ہے کہ موجودہ نسل

آخری صہیونی نسل ہو"

نیوز ویک میگزین 12 اپریل 2002ء کے شمارے کے سرِ ورق پر صہیونی شان ستارہ تھا جس کے نیچے تحریر تھا:

"اسرائیل کے مستقبل کی کیا ضمانت دی جا سکتی ہے؟ وضاحت کرتے ہوئے لکھا گیا تھا کہ کیا اسرائیلی حکومت بقیدِ حیات رہ سکتی ہے، اگر رہ سکتی ہے تو کس قیمت پر اور تشخص کے ساتھ؟"

ایک اسرائیلی صحافی عاموس ایلون لکھتا ہے کہ

" اسرائیل کے وجود کے تعلق سے مجھے خدشہ ہے، میرا گمان ہے کہ اسرائیل کی بقا کے سارے مواقع ختم ہو چکے ہیں"

اقصیٰ انتفاضہ کے پھوٹ پڑنے کے بعد اسرائیلی اخبارات نے بارہا اسرائیل کے زوال کی پیشین گوئی کی تھی، اسرائیل کے مشہور اخبار "یدیعوت احرونوت" نے اپنے 27 جنوری 2002ء کے شمارے میں لکھا تھا کہ

" یہود سیاہ دن کے خوف سے بیرونی ممالک میں زمین خرید رہے ہیں " آگے لکھتا ہے کہ بیرونی ممالک میں جائیداد کی خریدی اس دن کے خوف سے کی جارہی ہے جس کے بارے میں اسرائیلی سوچنا بھی نہیں چاہتے، یعنی اسرائیل کا زوال"

ایک اور اسرائیلی دانشور لکھتا ہے کہ

" جس ملک میں انصاف نہ ہو اس کی بقاء کی ضمانت نہیں دی جا سکتی"

صہیونی مملکت کا ڈھانچہ اندر سے کھوکھلا ہوتا جارہا ہے، حتیٰ کہ بعض اسرائیلی صحافیوں نے تو اسرائیل کے زوال کی تاریخ کا تک تعین کر دیا، چنانچہ 17 اگست 2006ء کی چھٹویں عرب اسرائیل جنگ کے دوران جب کہ اسرائیلی جنگی طیارے عرب شہروں پر بم برساتے رہتے تھے اور زبردست تباہی مچارہے تھے اس دوران مشہور اسرائیلی اخبار معاریف نے یونشان یشم نامی اسرائیلی صحافی کا مضمون شائع کیا تھا جس کا عنوان تھا "1909ء کو تل ابیب شہر کا قیام عمل میں آیا تھا اور 2009ء میں یہ شہر ملبوں میں تبدیل ہو جائے گا"۔

اسرائیل کی موجودہ صورتِ حال

اسرائیلی دانشوروں کی جانب سے کی گئی پیش قیاسیوں کی تائید اسرائیل کی موجودہ صورت حال سے بھی ہوتی ہے، اس وقت اسرائیل اخلاقی اقتصادی فوجی اور داخلی سلامتی کے لحاظ سے انتہائی ابتر حالات سے گزر رہا ہے جو اس کے زوال کے نشاندہی کرتے ہیں، میڈیا پر کنٹرول کے ذریعہ اسرائیل پوری دنیا کو جنسی بے راہ روی کی طرف ڈھکیلنے کے جس منصوبے پر عمل پیرا تھا آج خود اسرائیلی باشندے اس کی لپیٹ میں ہیں، حکومتی رپورٹ کے مطابق اسرائیل میں صرف ایک سال کے عرصہ میں نوجوانوں کے جنسی تشدد، اسکولوں اور عصری تعلیمی اداروں میں اساتذہ پر حملہ اور قتل وخون ریزی کے 33 واقعات سامنے آئے ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق 50 فیصد 6 تا 10 سال کے اسرائیلی طلبہ تشدد کے کسی نہ کسی

واقعہ میں ملوث پائے جاتے ہیں، جب کہ 20 فیصد سے زائد اسرائیلی طلبہ غنڈہ گردی کا ارتکاب کرتے ہیں، اسرائیلی طلبہ میں 10 تا 20 فیصد تعداد ان طلبہ کی ہوتی ہے جن کی مجرمانہ سرگرمیاں تشدد کی حد سے گذر جاتی ہیں طلبہ میں تشدد کے بڑھتے ہوئے رجحان پر اسرائیلی حکام اور دانشور طبقہ کو شدید تشویش لاحق ہے تشدد کے اسباب کے حوالہ سے مختلف شعبوں سے وابستہ اسرائیلی عہدیداروں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے بعض اسرائیلی میڈیا پر پیش کئے جانے والے پرتشدد مناظر کو اس کا محرک قرار دیتے ہیں جب کہ دوسروں کے نزدیک تشدد کا بنیادی سبب فلسطینی سرزمین پر قبضہ ہے۔

اسرائیلی خاندان انتشار کا شکار

جہاں تک سماجی زندگی کا تعلق ہے تو اسرائیلی خاندان انتشار اور بکھراؤ سے دوچار ہیں، رپورٹوں کے مطابق ہر تیسری شادی کا انجام طلاق اور خاندان کے انتشار کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ 1999ء کے بعد طلاق کی شرح میں 10 فیصد اضافہ ہوا ہے، اسرائیل کے مرکزی شہر تل ابیب میں 1999ء کے سال 3016 طلاق کے واقعات پیش آئے تھے، بچوں کے ساتھ جنسی تشدد بھی عام بات ہے، رپورٹوں کے مطابق 50 فیصد اسرائیلی بچے اپنے گھروں میں جنسی تشدد کا شکار ہو جاتے ہیں گھر سے باہر جنسی تشدد کا شکار ہونے والے بچوں میں پہلے کے مقابلے میں 5 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔

یہودیوں میں ترک وطن کا رجحان

اقتصادی لحاظ سے بھی اسرائیل کو شدید بحران کا سامنا ہے اسرائیلیوں میں ترک وطن کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے جس کے اثرات اسرائیل کے اقتصاد پر پڑ رہے ہیں، تین سال قبل کی حکومتی رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ ایک ملین اسرائیلی وطن چھوڑ کر دیگر ممالک میں آباد ہو چکے ہیں اس طرح کی صورت حال کو دیکھ کر شمعون پیریز نے انتہائی مایوسی کے عالم میں کہا تھا کہ ”عظیم ترین اسرائیلی مملکت کی امید دم توڑتی دکھائی دے رہی ہے، اسرائیلی نصف زندگی یہاں گذارتے ہیں اور باقی نصف امریکا میں“۔ ملک چھوڑنے کے اثرات اسرائیلی معیشت پر پڑ رہے ہیں، ہجرت کرنے والے بیشتر یہودی یا تو ٹکنالوجی کے ماہر ہوتے ہیں یا پھر کمپنیوں کے مالک بین الاقوامی سطح کے تاجر ہوتے ہیں۔ 22 تا 30 سال کے نوجوان اسرائیل چھوڑنے میں عافیت سمجھنے لگے ہیں، نوجوان طبقہ سے محرومی ملک کا بڑا نقصان ہے، ترک وطن کے نتیجہ میں ہونے والے اقتصادی نقصان کا اندازہ 1.5 ارب ڈالر لگا گیا ہے، اسرائیل کے لیے سب سے زیادہ تشویش کی بات منشیات اور نشہ آور اشیاء کا بے تحاشہ استعمال ہے، اسرائیلی باشندوں میں منشیات کا رجحان عام ہے عوام تو عوام اسرائیلی فوجی بھی اس لت کا شکار ہیں 85 ، فیصد اسرائیلی حشیش کو ترجیح دیتے ہیں، منشیات کے بڑھتے ہوئے رجحان نے اسرائیلی معاشرہ میں میں جرائم کی شرح بڑھا دی ہے، صہیونی فوج میں منشیات کا استعمال کس قدر عام ہے اس کا اندازہ اسرائیلی روزنامہ معاریف کی اس رپورٹ سے کیا جا سکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ”ہزاروں فوجی منشیات کے عادی ہیں ایک فوجی کمانڈر نے کہا کہ اگر منشیات کی عادت کے سبب فوج سے علیحدگی کا قانون بنایا جائے تو

پھر اسرائیلی فوج عددی بحران کا شکار ہوجائے گی، منشیات کا رجحان طلبہ میں تشویشناک حد تک بڑھ رہا ہے، 37 فیصد طلبہ شراب کی لعنت میں گرفتار ہیں، 8 فیصد ایسے طلبہ ہیں جو ہر شام 6 سے زائد شراب کی بوتلیں پی لیتے ہیں، اسرائیل کے 30 فیصد کم عمر نوجوان شراب کا کاروبار کرتے ہیں، اسرائیل کے لیے اس وقت سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ فوج میں فوجی خدمات سے سبکدوش ہونے کا رجحان بڑھ رہا ہے، فوجی اپنی خدمات پیش کرنے سے کترا رہے ہیں۔

صہیونی اخبارات کے مطابق فوجیوں کی خدمت سے کنارہ کشی کا رجحان مرد وخواتین دونوں میں یکساں طور پر ہے، اکثر فوجی متمنی ہوتے ہیں کہ انہیں فلسطینی علاقہ میں تعینات نہ کیا جائے، ایک رپورٹ کے مطابق فوجی خدمات سے انکار کرنے والے 800 اسرائیلی فوجیوں کو جیل میں محروس رکھا گیا ہے، ڈیلی ٹیلگراف کے مطابق فلسطینی انتفاضہ نے صہیونی افواج کو ایک سے زائد بحرانوں میں مبتلا کردیا ہے، اور 2500 سے زائد فوجی متعینہ مقام سے غائب ہوگئے، اسرائیلی روزنامہ معاریف کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ فلسطینیوں کے انتفاضہ کے نتیجہ میں اب صہیونی فوج میں بغاوت کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں، رپورٹ کے مطابق فوج میں ناراضگی بڑھتی جارہی ہے فوجی فلسطینی انتفاضہ کے سامنے سینہ سپر ہونے کے مقابلے میں قید کو ترجیح دینے لگے ہیں علاوہ ازیں پرتشدد کارروائیوں کی تاب نہ لاکر صہیونی فوجیوں میں خودکشی کا رجحان بھی روز افزوں ہے، صرف چھ ماہ کے عرصہ میں 34 فوجی خودکشی جیسا انتہائی اقدام کرچکے ہیں، صہیونی فوجیوں میں نشہ کی لت شدت اختیار کرتی جارہی ہے، ہزاروں فوجی منشیات کا استعمال کرتے ہیں۔

یہودی نسل کے خاتمہ کا اندیشہ

اسرائیل کو سب سے بڑا چیلنج یہودی نسل کے خاتمہ کی صورت میں درپیش ہے اس وقت یہودی قیادت اور دانشور طبقہ میں شدت کے ساتھ سوال گشت کررہا ہے کہ کیا آئندہ نسلوں تک قوم یہود کی بقا ممکن ہے، 2005ء میں حکومت کو پیش کی گئی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں آئے دن یہودیوں کی تعداد میں کمی ہوتی جارہی ہے، دوسری قوموں کے مقابلے میں یہودیوں میں شرح پیدائش گھٹتی جارہی ہے، اسرائیلی دانشور اس سلسلہ میں شدید فکرمند ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہودی نوجوانوں کو تعدد ازدواج کی جانب راغب کرنے کے لیے اسرائیل کے مختلف مقامات پر کیمپ لگائے جارہے ہیں، 1970ء سے 2003ء تک دنیا کی آبادی میں 70 فیصد اضافہ ہوا ہے جب کہ اس دوران یہودیوں کی تعداد میں معمولی اضافہ ہوا ہے یعنی 2 فیصد اضافہ کی شرح ہے، ساری دنیا میں یہودیوں کی تعداد 133 ملین ہے، ایک اسرائیلی سروے کے مطابق 2030ء تک اسرائیل میں رہنے والے کل یہودیوں کی تعداد دنیا کے کل یہودیوں کا نصف ہوجائے گی، مذکورہ سروے کے مطابق یہودیوں میں افزائش نسل کا تناسب صفر کے درجہ میں ہے، یہودیوں کے مقابلہ میں فلسطینیوں کی شرح پیدائش میں اضافہ ہورہا ہے۔

اسرائیل اچھوت بنتا جارہا ہے

جہاں تک عالمی برادری میں اسرائیل کی سیاسی ساکھ کا تعلق ہے تو فلسطین کے ساتھ اسرائیل کی ظالمانہ سیاست نے اسے دنیا میں اچھوت بنادیا ہے، گذشتہ دنوں اخبارات میں شائع اطلاعات کے مطابق اسرائیل کے خلاف ثقافتی

تعلیمی اور اقتصادی بائیکاٹ کے بارے میں بین الاقوامی سرگرمی میں تیزی آچکی ہے، مڈل ایسٹ اسٹڈی سنٹر کی اس رپورٹ کے مطابق اس کے خلاف بائیکاٹ کی تحریک میں چرچ ٹریڈ یونین پروفیشنل انجمنیں نیز امریکہ کینڈا یورپ اور جنوبی افریقہ میں کام کرنے والے گروپ بتدریج شامل ہو چکے ہیں، امریکہ کے محنت کش لیڈروں نے لاکھوں مزدوروں کی نمائندگی کرنے والی برطانوی یونینوں پر تنقید کی ہے جو اسرائیل کے بائیکاٹ کی مہم میں باضابطہ اعلان کر کے شامل ہو چکے ہیں تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اسرائیل انسانی حقوق کی جس قدر خلاف ورزی کر چکا ہے اس کی بدولت وقت آچکا ہے کہ اسرائیل کا اقتصادی بائیکاٹ وقوع پذیر ہو جائے، رپورٹ میں کہا گیا کہ اسرائیل اس وقت تنہا ہو چکا ہے، ان ساری تفصیلات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسرائیل زوال کی طرف رواں دواں ہے۔

کیا یہودی نسل ختم ہوجائے گی؟

۲۹/اپریل ۲۰۰۵ء

یہودی فکری عمارت

یہودیوں کی فکری عمارت جن بنیادوں پر کھڑی ہے ان میں ایک یہ کہ دنیا میں سیادت وقیادت اور جینے کا استحقاق صرف قوم یہود ہی کو حاصل ہے، وہی اللہ تعالیٰ کے محبوب اور منتخب بندے ہیں، قرآن مجید میں یہود ونصاریٰ کے حوالے سے اس فکر کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، ترجمہ :اور یہود ونصاریٰ نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کی اولاد اور اس کے محبوب ہیں(،المائدہ: ۱۸) یہودیوں کے نزدیک حد درجہ تقدس کا مقام رکھنے والے پروٹوکولوں میں بھی اس پر کافی زور دیا گیا ہے، یہی وہ نسلی تعصب پر مبنی فکر ہے جو یہودیوں کو اقوام عالم اور بالخصوص مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشوں پر آمادہ کررہی ہے، چنانچہ انسانیت کی مجرم یہ قوم عالم انسانی میں طاقت وقوت کے مراکز پر اپنا تسلط جماکر زمین میں فساد برپا کرنے میں شب وروز مصروف ہے، عالمی ذرائع ابلاغ اقتصادیات اور خفیہ ایجنسیوں پر انہیں مکمل کنٹرول حاصل ہے، دنیا میں واحد سپر پاور کی حیثیت رکھنے والے ملک امریکہ پر بھی یہودیوں کی گرفت کافی مضبوط ہے، جس کے سہارے یہودی اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کرتے ہیں، دنیا میں تنہا اقتدار وبقا کی دعویدار اس قوم کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اسے دھیرے دھیرے اپنی نسل کے خاتمہ کا خدشہ بے چین کئے ہوئے ہے، چنانچہ اس وقت یہودیوں کے دانشور اور قیادت کے منصب پر فائز طبقہ کے درمیان یہ سوال شدت کے ساتھ گردش کررہا ہے کہ کیا آئندہ نسلوں تک قوم یہود کی بقا ممکن ہے، بعض صہیونی گوشوں کی جانب سے اس موضوع کو لے کر تشویشناک نتائج کی پیشن کی جارہی ہے۔

ایک رپورٹ کا خلاصہ

کویت سے شائع ہونے والے ہفت روزہ " المجتمع " میں ایک ایسی رپورٹ کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے جو حالیہ دنوں میں شارون حکومت کو دی گئی ،جس میں مستقبل میں یہودی نسل کی بقاء کے تعلق سے تشویش کا اظہار کیا گیا ہے، رپورٹ میں صاف کہا گیا ہے کہ یہودیوں کی آئندہ نسلوں تک بقاء کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی، رپورٹ میں اس نتیجہ تک پہنچنے کے لئے جن بہت سی باتوں کا سہارا لیا گیا ہے ان میں ایک یہ ہے کہ دنیا میں آئے دن یہودیوں کی تعداد میں کمی ہوتی جارہی ہے، دوسری قوموں کے مقابلہ میں یہودیوں میں شرح پیدائش گھٹتی جارہی ہے، جب کہ دیگر قوموں میں شرح پیدائش میں اضافہ ہورہا ہے۔

یہود کی برتری کے لئے اقدامات

یہودی قومیت کے موجودہ بحران کی تاریخی جڑیں کافی گہری ہیں، جن کا ذکر تلمودی بیانات اور تورات کی

وضاحتوں میں ملتا ہے، جو یہود کو اللہ کی واحد منتخب قوم قرار دیتی ہیں، صہیونی فکر کا سرچشمہ تلمودی معتقدات ہیں، صہیونی مفکرین نے یہودی نسل اور اس کی افضلیت کی تشہیر کے لئے کافی جدوجہد کی ہے، یہودیوں کو اپنی نسل کی بقا کی فکر کس قدر ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ فلسطین میں یہودی بستیوں کی تعمیر کے دوران مشاورتی مراکز قائم کئے گئے تھے، جن کے ذریعہ نکاح کے خواہشمند یہودیوں کو تعدادِ ازدواج کا مشورہ دیا جاتا تھا، یہودی نسل کی برتری کے لئے کئے گئے ان مختلف اقدامات کا انکشاف ایک یہودی اسکالر خاتون ''شحلف اشولرلیس'' نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالہ میں جس کا عنوان '' گذشتہ پچاس دہے میں اسرائیل میں ہیلت سرویس کی تاریخ '' ہے کیا ہے، مذکورہ خاتون اسکالر نے یہودی نسل کی برتری کیلئے کئے گئے اقدامات کو اس دور کے ڈاکٹروں کے بیانات سے مدلل کیا ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ اس نئے انکشاف کی تائید کئی ایک عظیم صہیونی شخصیتوں نے کی ہے، اسٹولر نے کہا کہ اس سلسلے میں پایہ کے ڈاکٹروں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا لیکن گذشتہ کئی برسوں تک ان کے افکار کو چھپایا جاتا رہا، چند دیگر تحقیقات کے مطابق جو یہودی پروفیسر فائیل بالک کی نگرانی میں کی گئیں اور جن کے لئے چوٹی کے یہودیوں کی خدمات حاصل کی گئیں بیشتر یہودی محققین نے اس بات کا اعتراف کیا کہ یہودی آبادی میں اضافہ کی خاطر یہودی نسل کی بہتری کے لئے مختلف اقدامات کئے گئے، خاتون اسکالر اسٹولر کہتی ہیں کہ بہت سی یہودی شخصیتوں نے یہودی جنس کی تحسین کے عمل کو ایک مستقل نظریہ کی شکل دے دی ہے حتی کہ اس مقصد کے لئے ایک انجمن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، جو قوم یہود کی نسلی پہلوؤں کی تلاش کے ساتھ یہودی جنس کو بہتر سے بہتر بنانے کی مختلف تدابیر پر غور کرے گا، ایک بڑے صہیونی سائنس داں نے تو اپنی نگرانی میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کو اس بات کی تک ہدایت کی کہ اگر کوئی ایسی حاملہ یہودی خاتون آئے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے پیٹ میں پایا جانے والا بچہ فطری کمزوری یا ناقص الخلقت ہے تو جبراً اس کا اسقاط حمل کرا دیا جائے، یہودی اسکالر کا کہنا ہے کہ اگرچہ سرکاری سطح پر اس نظریہ پر پردہ پڑا ہوا ہے لیکن عملی میدان میں یہودی خواتین کے درمیان یہ رجحان بڑھتا جا رہا ہے، چنانچہ کسی بھی طرح کی کمزوری جو ولادت سے پہلے معلوم ہو جائے یہودی خواتین کو حمل ضائع کرنے پر مجبور کر رہی ہے، یہودی خواتین کی خواہش ہے کہ ہر لحاظ سے صحت مند اور طاقتور بچوں ہی کو جنم دیں۔

یہودی نسل کے خاتمہ کا اندیشہ

جنس یہودی کی تحسین کی ان کوششوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہودیوں کو اپنی نسل کے خاتمہ کا شدید خدشہ لاحق ہے، شارون حکومت کو پیش کی گئی منفرد رپورٹ کو اسرائیل اور پوری دنیا سے تعلق رکھنے والے ماہرین نے تیار کیا ہے، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ قوم یہود کو اپنی بقاء کے لئے زبردست چیلنجوں کا سامنا ہے، رپورٹ میں اسلامی بنیاد پرستی کو یہودیوں کے لئے زبردست خطرہ قرار دیا گیا ہے، اسی طرح یہودیوں میں بڑھتے ہوئے مخلوط نکاح کے رجحان کو بھی یہودی نسل کی بقاء کے لئے خطرہ متصور کیا جا رہا ہے، مذکورہ یہودی ادارہ کے اسکالروں نے انتباہ دیا کہ روز بروز گھٹتی ہوئی شرح پیدائش یہودی نسل کی بقاء پر سوالیہ نشان لگاتی ہے۔ 1970ء سے 2003ء تک دنیا کی آبادی میں 70 فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ اس دوران یہودیوں کی آبادی میں صرف 2 فیصد اضافہ ہوا ہے، ساری دنیا میں یہودیوں کی کل

تعداد 133 ملین ہے، اس لحاظ سے صرف 250 ہزار نفوس کا اضافہ ہوا ہے، رپورٹ تیار کرنے والے محققین نے یہودی آبادی میں اضافہ کے لئے حکومت کے سامنے مختلف تجاویز پیش کی ہیں، انہوں نے حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مستقبل میں یہودی نسل کی بقاء کے لئے یہودیوں کو مکمل تحفظ فراہم کرے دنیا میں پھیلے ہوئے یہودیوں کو اسرائیل کی جانب ہجرت کرنے کی ترغیب دے، یہودیوں میں توالدو تناسل میں اضافہ کے لئے خاندانی منصوبہ بندی پر روک لگائے، یہودی جوانوں کو ملک میں روزگار اور معاشی ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں، نیز رپورٹ سازوں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ اسرائیلی حکومت کو چاہیے کہ وہ خود کو صرف اپنے ملکی باشندوں کی حکومت تصور نہ کرے بلکہ سارے عالم میں پھیلے ہوئے یہودیوں کی حکومت خیال کرے، اسی طرح رپورٹ میں یہ تجویز بھی رکھی گئی کہ صہیونی حکومت کا ایک مشاورتی بورڈ ہونا چاہیے جو سیاسی، داخلی، خارجی اور فوجی سطح کے معاملات پر قطعی قرارداد منظور کرے اور سارے عالم میں بسنے والے یہودیوں کے حالات سے آگاہ رہے اور ساری دنیا میں پیش آنے والے حالات سے متعلق یہودی موقف کی وضاحت کرے۔

رپورٹ میں یہ بھی مشورہ دیا گیا کہ جن افراد کے ماں یا باپ یہودی ہوں انہیں یہودی قوم کے زمرہ میں شامل کرنے میں قانونی لحاظ سے سختی نہ کی جائے، اس طرح یہودیوں کی شرح آبادی میں اضافہ ہوگا ورنہ بہت جلد یہودی نسل کا خاتمہ ہوجائے گا، صہیونی حکومت کے وزیر اعظم ایریل شارون نے مذکورہ رپورٹ کے تعلق سے کافی دلچسپی ظاہر کی ہے، رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے شارون نے کہا کہ دنیا میں پھیلے ہوئے یہودیوں کے لئے ہجرت کی راہ آسان کرنی چاہیے، اس کام کے لئے 2005ء کے ملکی بجٹ میں کافی رقم مختص کی جائے، رپورٹ کے نتائج پر اپنی شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے شارون نے کہا کہ یہاں اسرائیل میں ایک ایسی نسل پروان چڑھ رہی ہے جو سرزمین اسرائیل کی تاریخ سے نابلد ہے، اسے یہودیت کے قوانین سے بھی واقفیت نہیں ہے، نیز اسے یہودی حکمت عملی کے تعلق سے معلومات حاصل نہیں ہیں، عام تعلیم کے ساتھ یہودیت کی تعلیم سے آراستہ کرنے ہماری اولین ذمہ داری ہے، اسرائیل کے ہر باشندہ کو تعلیم یافتہ ہونے سے زیادہ یہودی اور صہیونی ہونا ضروری ہے۔

''یہودی ایجنسی'' کے صدر سلائی مریڈر نے کہا ہمارے سامنے اس وقت خطرناک چیلنج ہیں، اگر ان کا مقابلہ نہ کیا گیا تو پھر قوم یہود کا زوال یقینی ہے، ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ ہم اپنی سرزمین کو 100 سال یا 500 سال کے لئے نہیں لوٹے ہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے لوٹے ہیں۔

افزائش نسل کا گھٹتا تناسب

ایک اسرائیلی سروے میں کہا گیا ہے کہ 2030ء تک اسرائیل میں رہنے والے یہودیوں کی تعداد دنیا کے کل یہودیوں کا نصف ہوجائے گی، مذکورہ سروے رپورٹ کے مطابق یہودیوں میں افزائش نسل کا تناسب صفر کے درجہ میں ہے جس کی وجہ (یہود اور غیر یہود) کی مخلوط شادیاں ہیں کیوں کہ مشرقی یورپ میں رہنے والے 8% یہودی مرد غیر یہودی عورتوں سے شادی کرتے ہیں جس کی بناء پر ان کی اولاد کو یہودی نہیں سمجھا جاتا، اسی طرح یورپ میں بسنے والی

70فیصد یہودی عورتیں غیر یہودی مردوں سے شادی کرتی ہیں، ایک یہودی ایجنسی ''سالی مریڈور'' کی صدر نے اندازہ لگایا ہے کہ یہودیوں کی تعداد 18 ملین تک پہنچ جائے گی لیکن اس کے بالمقابل ایک منفی پس منظر بھی پایا جاتا ہے جس کے مطابق یہودیوں کی تعداد 12 ملین تک گھٹ جائے گی، یہ وہ تعداد ہے جو دوسری جنگ عظیم کے وقت یہودیوں کی تھی، یہودیوں کے مقابلہ میں فلسطینیوں کی شرح پیدائش میں اضافہ ہو رہا ہے، صہیونی خطہ میں رہنے والے عرب باشندوں کا تناسب کل آبادی کا 19 فیصد تھا اور صہیونی خطہ میں بسنے والی فلسطینی آبادی کے اضافہ کی شرح یہودی آبادی میں اضافہ کی شرح کے مقابلہ میں دوگنا سے بھی زیادہ ہے، یعنی یہ شرح یہودیوں 1.4 فیصد کے مقابلہ میں 3.4 فیصد ہے، یہ دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے بڑھنے والی شرح ہے، یہاں تک کہ پڑوسی عرب ملکوں میں آبادی کے اضافہ کی شرح سے بھی زیادہ ہے، فلسطینیوں میں آبادی کے اضافہ کا بڑا حصہ یعنی 98 فیصد شرح سے زائد ہے، وہ بچے جن کی عمر 10 تا 14 سال ہے کل آبادی کا 43 فیصد ہیں جبکہ یہودیوں میں ایسے بچوں کا تناسب 26 فیصد ہے، 65 سال اور اس سے اوپر کے لوگوں کا تناسب کل فلسطینیوں کا صرف تین فیصد ہے جبکہ یہودی آبادی میں ان کی تعداد 12 فیصد تک پہنچتی ہے، 2003ء میں دیئے گئے اعداد و شمار کے اعتبار سے ایک فلسطینی عورت کے بچہ جننے کی شرح 4.6 ہے جبکہ یہودی عورت سے پیدا ہونے والے بچوں کا اوسط اس کا نصف ہے۔